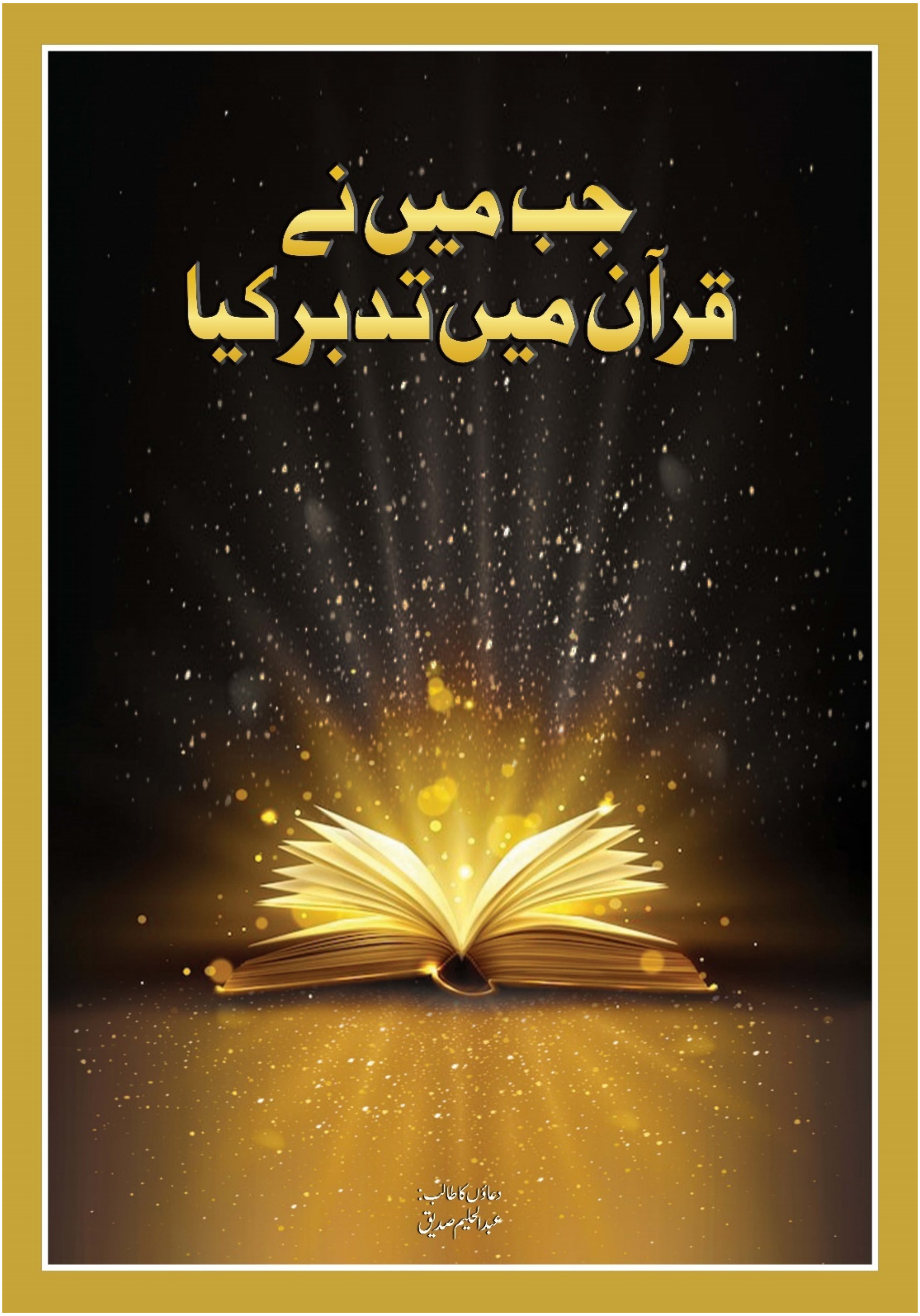
جب میں نے
قرآن میں تدبر کیا
دعاؤں کا طالب:
عبدالحلیم صدیق

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

انتساب

میں اس کتاب " جب میں نے قرآن پے تدبر کیا" کو اپنے والدین کے نام منسوب کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اسے ان کے گناہوں کی معافی اور آخرت میں ان کے درجات کی بلندی کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔آمین ! میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دست بستہ دعا گو ہوں کہ وہ ان کے سارے گناہوں کو معاف فرمائے اور مجھے ان کے لئے صدقہ جاریہ بنادے۔آمین ! اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے لیے اور میرے اہل و عیال، رشتہ داروں، دوستوں اور تمام مسلمانوں کے لیے باعث اجر و ہدایت بنائے۔آمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اے مسلمانو ہم اپنی عقل کی وجہ سے بہترین مخلوق ہیں۔ اگر ہم اسے استعمال نہ کریں اور غور و فکر نہ کریں تو قرآن کہتا ہے کہ ہم چوپایوں سے بھی بدتر ہیں۔ قرآن کی متعدد آیات اس بات پر روشنی ڈالتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ عقل و فہم والے لوگوں کی قدر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، قرآن کہتا ہے: "زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوش مند لوگوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں" (3:190)۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں (30:21)۔ یہ آیت اس بات پر زور دیتی ہے کہ اللہ کی تخلیق کے عجائبات انسان کے سوچنے اور سمجھنے کے لیے ہیں۔ ایک اور متعلقہ آیت کہتی ہے، "**حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اُس سے ڈرتے ہیں**" (35:28)۔ آیت اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ حقیقی معنوں میں اللہ سے ڈرنے والے لوگ وہ ہیں جو تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ آفاقی نشانیوں اور قرآن میں غور و فکر کرتے ہوئے قرآن کی تعلیمات کو سمجھ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کو اس کی صفات سے اپنا خالق مان کر اس کی اطاعت کرتے ہیں، اس کی پرستش کرتے ہیں، اس کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں، اور سب سے بڑھ کر اس سے محبت کرتے ہیں۔ قرآن کی معجزانہ حقیقت کو سمجھنے کے لیے اس کا فہم کے ساتھ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر، اس کے احکام کی معرفت اور قرآن کا صحیح فہم ہمارے دلوں میں تقویٰ، نرم دلی اور اللہ کی محبت کو گہرا کرتے ہیں۔

مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں: **i)** قرآن مومنوں کو قدرتی مظاہر اور زندگی کی پیچیدگیوں پر غور و فکر کرنے اور ارد گرد کے ماحول کا سوچ سمجھ کر جائزہ لینے کی تلقین کرتا ہے۔ **ii)** قرآن انسانوں کو اپنی عقل کو استعمال کرنے کی تاکید کرتا ہے، جیسا کہ مندرجہ آیت میں روشنی ڈالی گئی ہے: جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں اُن کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں، رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں، اُن کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں، بارش کے اس پانی میں، جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندگی بخشتا ہے اور (اپنے اسی انتظام کی بدولت) زمین میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردِش میں، اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابعِ فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں۔ (2:164)۔ قرآن انسان کو اللہ کی نشانیوں،

ان کے معانی پر غور کرنے اور سمجھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ **iii)** جو لوگ عقل و فہم کے ساتھ غور و فکر نہیں کرتے، ان کے بارے میں قرآن کہتا ہے: یقیناً اللہ کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ بہرے گونگے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے (8:22)۔ یہ بتانے کے لیے کہ تنقیدی سوچ ایمان کے فہم کی عکاسی کرتی ہے۔ **iv)** یہ ماضی کی قوموں اور پیغمبروں کی کہانیوں کو سبق کے طور پر بیان کرتا ہے، قارئین کو ان واقعات اور اس کے نتائج پر غور کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ قارئین کو تنقیدی تجزیہ کرنے اور ماضی کے اسباق کو اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ **v)** قرآن مختلف عقائد کے درمیان باعزت مکالمے کو فروغ دیتا ہے، تنقیدی سوچ اور متنوع نقطہ نظر کے لیے سازگار ماحول پیدا کرتا ہے۔ **vi)** اسلام میں علم کی جستجو کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے، اور قرآن تحقیق، سیکھنے اور اس پر عمل درآمد کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو معاشرے کے لیے اچھا ہے۔ مختصراً یہ کہ اسلام حضرت آدمؑ سے لے کر محمدؐ تک ایک ہی دین ہے۔

میری کتاب "جب میں نے قرآن میں غور کیا" کا مقصد قرآن کے بارے میں ایک جامع بصیرت فراہم کرنا ہے جیسے میں نے اسے سمجھا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس سے میرے قارئین کو قرآن مجید کا سوچ سمجھ کر مطالعہ کرنے اور اس کے معانی پر غور کرنے کی ترغیب ملے گی۔ اللہ اس کتاب کو قرآن فہمی اور ہدایت کا ذریعہ بنائے جو ہمیں اس کی رضا کی طرف لے جائے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اللہ کے دین "اسلام" کی طرف بلانے کے لیے میری کتابوں کو میری طرف سے تبلیغی کوشش کے طور پر قبول فرمائے۔ آمین! میں دیباچے کا اختتام اپنی نظم کے ان اشعار پر کرتا ہوں:

کی کوشش خونِ جگر سے لکھوں میں شان تیری
نہ دے پایا انساں جب آیت مثل قرآن تیری
یہ خاکی پھر کیسے کبھی لکھ پائے گا شان تیری
کر قبول کاوشِ حلیم بس اتنی سی ہے اُڑان میری

فقط دعاؤں کا طالب
عبدالحلیم صدیق

انڈیکس

نمبر	نام	صفحہ نمبر
1	مقصدِ حیات	5
2	لوگ پوچھتے ہیں	7
3	قرآن کہتا ہے	13
4	انسان افاقی توازن کے بگاڑ کا سبب بنے گا	18
5	آدمؑ کی کہانی	19
6	زمین کے سات آسمانوں سے باہر نہیں نکل سکتے	23
7	اللہ نے بنی اسرائیل کو ساری قوموں پر فضیلت دی	24
8	زقوم کا درخت جو جہنم کی تہہ میں اگتا ہے	24
9	اللہ باری تعالیٰ کی صفات	26
10	اللہ قادرِ مطلق	35
11	برائی کو اللہ کے ساتھ منصوب نہ کرو	37
12	قرآن کتابِ ہدایت	39
13	قرآن میں سائنسی حقائق	44
14	قرآنی آیت میں ریاضیاتی توازن	56
15	سورہ فاتحہ	58
16	قرآن میں احکامات	59
17	بنیادی عقائد کے احکام	60
18	انصاف کے احکام	66
19	معاشرتی وسماجی بہبود کے احکام	68
20	اہم آیات	73
21	نصیحت	74
22	تنبیہات	84
23	آیات پر غور کریں	88

انڈیکس

نمبر	نام	صفحہ نمبر
24.	اسباق	96
25.	محمدؐ	97
26.	اسلام کیا ہے	102
27.	مسلمان کون ہے	104
28.	شیطان	105
29.	قیامت کے دن انسانوں کی تقسیم	
30.	ایمان والے	107
31.	کافر و ملحد	107
32.	مشرک	109
33.	منافق	112
34.	موت	114
35.	برزخ	114
36.	قیامت کی گھڑی	114
37.	یوم البعث	116
38.	یوم الجزا	117
39.	جنت	119
40.	جنتی کون ہیں	119
41.	اہلِ اعراف	120
42.	جہنم	120
43.	جہنمی کون ہیں	121
44.	میری اختتامی نصیحت	122
46.	میں تجھ سے غافل رہا نظم	124
47.	دعا	126

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقصدِ حیات

زندگی کے مقصد کو سمجھنے کے لیے، اس پر غور کریں: جب کوئی بے مقصد چیز تخلیق کرتا ہے، تو دوسرے اسے پاگل سمجھتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک ہے۔ قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان موجود تمام چیزوں کو بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ یہ ان لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے حق کو جھٹلایا۔ پس تباہی ہے آگ سے ان سب کے لیے جو حق کا انکار کرتے ہیں۔ تو کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں اور زمین میں فساد برپا کرنے والوں کے ساتھ یکساں سلوک کریں گے (38:27-28)؟ کیا تم نے یہ گمان کیا تھا کہ ہم نے تمہیں بغیر کسی مقصد کے پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس واپس نہیں لائے جاؤ گے " (23:115)۔ مندرجہ بالا آیت واضح طور پر اشارہ کرتی ہیں کہ اللہ نے ہمیں ایک مقصد کے ساتھ پیدا کیا ہے جو صرف وہی جانتا ہے۔ کیونکہ وہ کبھی بھی کسی چیز کو بے مقصد پیدا نہیں کرتا۔ ایک اور جگہ میں اللہ قرآن میں کہتا ہے: یہ آسمان و زمین اور اِن کے درمیان کی چیزیں ہم نے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنا دی ہیں۔ اِن کو ہم نے بر حق پیدا کیا ہے، مگر اِن میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں (44:38-39)۔

میرے خیال میں اللہ ایسے انسانوں کا انتخاب کرنا چاہتا ہے جو اس کے تقاضوں کے معیار پر پورا اتریں گے۔ جیسا کہ میری کتاب "زندگی کے چار مقاصد" میں بتایا گیا ہے۔ ہم اپنی عقل کی وجہ سے بہترین مخلوق ہیں۔ ہماری تخلیق کا پہلا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی عقل کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا سیکھیں۔ جب ہم اسے استعمال کرتے ہوئے افق کی نشانیاں اور ہمارے ارد گرد کی نشانیوں میں اور اپنے اندر کی نشانیوں پر غور و فکر کرتے ہیں تو ہم اپنے خالق کو پہچان لیں گے اور اس سے دل و جان سے محبت کریں گے اور اس کی پرستش کریں گے۔ یہ زندگی کا دوسرا مقصد ہے۔ جب ہم کسی سے سچی محبت کرتے ہیں تو اس سے جڑی ہر چیز ہمارے لیے قیمتی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے ان کی ماؤں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہے، اگر ہم اللہ کو اپنا محبوبِ حقیقی بناتے ہیں، تو ہم اس کو راضی کرنے کے لیے ان سب سے بھی محبت کریں گے اور اس کی مخلوقات بالخصوص انسانوں کا انصاف کے ساتھ خیال رکھیں گے۔ اس کے حکم کے مطابق ہم رشتہ داری وغیرہ نہیں توڑیں گے، یہ زندگی کا تیسرا مقصد ہے۔ اسی لیے قرآن کہتا ہے: زمانے کی قسم! انسان در حقیقت خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے! جو ایمان لائے، اور نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔ جب ہم اپنے محبوب کی کسی عزیز مخلوق (انسان) کو غلط راستے پر چلتے ہوئے دیکھیں گے تو ہم ان کی رہنمائی کی کوشش کریں گے۔ اس طرح ہم اپنے کردار کو روشنی کا مینار بنا کر

لوگوں کو سیدھا راستہ دکھائیں گے۔ یہ زندگی کا چوتھا مقصد ہے۔ غالباً، اللہ اپنے کام کے لیے ان لوگوں کو چن لے گا جنہوں نے زندگی کا مقصد پورا کیا۔ باقی اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس کو بڑھانے کے لیے قرآن کہتا ہے: اللہ نے موت اور زندگی کو اس لیے بنایا ہے کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرتا ہے۔ وہ غالب اور بخشنے والا ہے (67:2)۔ اور جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے بارے میں قرآن کہتا ہے: یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ کو کھڑے، بیٹھے یا پیٹھ کے بل لیٹ کر یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تونے یہ بے کار پیدا نہیں کیا۔ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں! تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا (3:190-191)۔ مزید کہتا ہے: میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں (51:56)۔ دنیوی آزمائشوں کا بنیادی مقصد آزاد مرضی کی برائیوں پر قابو پانا اور اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے۔

آیئے غور کریں: اکثر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ آئن سٹائن جیسے سپر جینئس اپنے دماغ کا صرف 15 فیصد استعمال کرتے تھے، جب کہ آج ٹیکنالوجی میں ترقی کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے سپر جینئس افراد اب اپنی دماغی طاقت کا 20 فیصد استعمال کرنے کے قابل ہوئے ہیں۔ آج ہم دنیا میں جو کچھ دیکھتے ہیں وہ چند ہزار ذہین لوگوں کا کارنامہ ہے۔ اب جنت کا تصور کریں جہاں کے باسیوں کو اولاد پیدا کرنے کی فکر نہ ہو گی (جو دنیا میں آنے والے آخری شخص تک اولاد پیدا کرنا دنیاوی جبلت تھی)۔ اہل جنت وہ ہیں جنہوں نے اپنی دنیاوی زندگی میں پریشانیوں، تعصّبات، ناراضگیوں پر قابو پانا سیکھ لیا تھا اور اپنے کردار میں اللہ کی مخلوق کی دیکھ بھال کے لیے حقیقی ہمدردی پیدا کر لی تھی۔ جنت میں داخل ہونے سے پہلے ان کے دلوں سے چھوٹی چھوٹی خامیاں دور کر دی گئیں تھیں۔ کیا ہم تصور کر سکتے ہیں کہ اہل جنت اپنے کردار (جو دنیوی زندگی میں حاصل کیا) کے ساتھ جب وہ اپنی عقل کو پوری استطاعت کے ساتھ استعمال کرنا سیکھ چکے ہوں گے، وہ یک جاں ہو کر کیا کیا کارنامے انجام دے سکیں گے؟ کیا دنیا کے کسی سپر جینئس کا ان سے موازنہ کیا جا سکتا ہے؟ نہیں! مزید برآں، انہیں متقی جنوں کی مدد حاصل ہو گی، جو ناقابل تصور کارنامے انجام دینے کے لیے ان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ کریں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی رحمت کا 1% اپنی مخلوق میں تقسیم کیا تھا جس نے مخلوق میں ماں، والدین، شریک حیات وغیرہ کی محبت پیدا کر دی تھی۔ اسی طرح اگر ہم فرض کریں کہ اللہ نے اپنی عقل کا ایک فیصد انسانوں میں تقسیم کیا تو یہ قیامت تک کی پوری انسانی آبادی کے حساب

سے اللہ کی عقل کے ایک فیصد کے ایک کھربویں حصے کے برابر ہوگا۔ کیا انسانیت کبھی اللہ کی عقل کا تھوڑا سا احاطہ بھی کر سکتی ہے؟ سبحان اللہ، نہیں۔ یہ صرف میرا وجدان ہے، باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

لوگ پوچھتے ہیں

1) اللہ سے پہلے کیا تھا: ظاہر ہے سائل اللہ کے تصور کو نہیں سمجھتا۔ وہ ابدی ہستی ہے، جس کا وجود ہمیشہ سے تھا، ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ محض دلیل کی خاطر، اگر فرض کر لیں کہ وہ اتفاقاً وجود میں آیا ہے، تو دوسرے خدا کیوں وجود میں نہیں آئے؟ بگ بینگ سے پہلے، انسانوں کی اکثریت نے سٹیڈی سٹیٹ تھیوری پر مبنی ایک ابدی کائنات کے تصور کو قبول کیا لیکن ایک ابدی خالق کے تصور کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اگلا موضوع، "ایک خدا کیوں" اس کی مزید وضاحت کرتا ہے۔

2) ایک خدا کیوں؟ قرآن میں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا ان لوگوں کے بنائے ہوئے ارضی خدا ایسے ہیں کہ (بے جان کو جان بخش کر) اٹھا کر کھڑا کرتے ہوں؟ پھر فرماتا ہے: اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین اور آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔ پس پاک ہے اللہ رب العرش اُن باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں (21:21-22)۔ اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے، اور کوئی دوسرا خدا اس کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی خلق کو لے کر الگ ہو جاتا، اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے ۔ پاک ہے اللہ اُن باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں (23:91)۔ آیات میں بتایا گیا ہے کہ اگر اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان کا نظام بگڑ جاتا۔ مزید برآں، قرآن قیامت کے دن کے منظر نامے کو بیان کرتا ہے: وہاں یہ سب آپس میں جھگڑیں گے اور یہ بہکے ہوئے لوگ (اپنے معبودوں سے) کہیں گے کہ "خدا کی قسم، ہم تو صریح گمراہی میں مبتلا تھے جبکہ ہم تم کو ربّ العالمین کی برابری کا درجہ دے رہے تھے (26:96-98)۔ یہ آیات اللہ کی وحدانیت اور کسی حریف کے عدم وجود کے تصور کو واضح کرتی ہیں۔ اگر اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتے، جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں، تو وہ یقیناً رب کائنات کو معزول کرنے کی کوشش کرتے، عالمگیر ترتیب اور توازن تباہ ہو جاتا۔ ہم انسان اس بات پر متفق ہیں کہ ایک مملکت میں دو بادشاہ نہیں ہو سکتے، نہ دو وزیر اعظم اور نہ ہی ایک ریاست میں دو صدر، کیونکہ اس سے نظام درہم برہم ہو گا۔ اس لیے ہم اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو کیسے شریک کر سکتے ہیں۔ وہ تہذیبیں جو بہت سے دیوتاؤں کی پوجا کرتیں ہیں اکثر اپنے دیوتاؤں کو اپنے ڈراموں اور فلموں میں ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے دکھاتی ہیں، جس سے انسانی جانوں کی تباہی ہوتی ہے۔ کیا ہم نے انسانی معبودوں کے علاوہ کسی کو انتشار پھیلاتے دیکھا ہے؟ نہیں۔

3) پھر اتنے مذاہب کیوں ہیں: قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: شروع میں تمام انسان ایک ہی امت تھے۔ پھر انہوں نے اختلاف کیا اور مختلف عقائد اور رسومات وضع کیں۔ اس اختلاف کو اکثر بد عنوان حکام اور مفسد علماء نے تقویت دی، جنہوں نے مختلف عقائد پیدا کیے اور لوگ ان کی اندھی تقلید کرتے رہے۔ اگر اللہ چاہتا، تو ممکن نہ تھا کہ اِن رسولوں کے بعد جو لوگ روشن نشانیاں دیکھ چکے تھے، وہ آپس میں لڑتے۔ مگر (اللہ کی مشیت یہ نہ تھی کہ وہ لوگوں کو جبراًاختلاف سے روکے، اس وجہ سے) اُنہوں نے باہم اختلاف کیا، پھر کوئی اِیمان لایا اور کسی نے کفر کی راہ اختیار کی(2:253)۔ حضرت آدمؑ کے زمانے سے ہی مفسد علماء نے اپنے پیروکاروں کو کتاب الٰہی کے مطالعہ سے منع کیا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی امت بنا سکتا تھا۔ تاہم، اختیار اور انتخاب کی آزادی کی وجہ سے لوگوں نے الٰہی عقیدہ پر عمل نہیں کیا، اس کے بجائے، انہوں نے عقائد کو توڑ مروڑ کر بہت سے غلط عقائد پیدا کیے، جس کے نتیجے میں انسانیت فرقوں میں بٹ گئی۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: یہودی 72 فرقوں میں بٹ گئے تھے، میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی، جنت میں صرف ایک فرقہ جائے گا۔ صحابہ نے پوچھا کہ وہ کون سا فرقہ ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا: وہ فرقہ وہ ہو گا جو قرآن، میری سنت اور میرے صحابہ کی سنت پر عمل کرے گا۔ صحابہ مسلم تھے اس کے سوا کچھ نہیں تھے (کوئی فرقہ نہیں)۔ آدمؑ مسلم تھے اسی طرح تقریباًایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھی سبھی مسلم تھے۔ جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے، جو اپنے مہربان رب کی صفات کو نہیں سمجھتے، وہی لوگ مفسد علماء کی ملی بھگت سے ایک حقیقی رب کی بجائے فانی چیزوں کو معبود اور سفارشی سمجھ کر پوجنے لگتے ہیں۔ مختلف مذاہب کی ایجاد کی بڑی وجہ شر پسند علماء ہیں۔ اس فانی زندگی میں اگر توبہ نہ کی جائے تو یہ نا قابل معافی گناہ ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے آیئے غور کریں: اگر کوئی شخص کسی بادشاہ کے دربار میں جائے اور اسے کہے کہ اس کی رائے میں اس کی سلطنت میں اور بھی بادشاہ ہیں۔ وہ اس کے ساتھ کیا کرے گا؟

4) کائنات کی تخلیق سے پہلے اللہ کیا کر رہا تھا؟ یہ سوالات ان لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں جنہیں اللہ کی ابدی صفات اور وقت کی نوعیت کا کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ اس کی اعلیٰ صفات اس کی تخلیق سے آزاد ہیں، اور اس کا وجود انسانی سمجھ اور وقت سے بالاتر ہے۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اور بھی متعدد کائناتیں بنا سکتا ہے۔ اللہ وقت کا پابند نہیں، وقت اس کا پابند ہے۔ وقت اس کی مخلوق کے لیے اہمیت کا حامل ہے لیکن اس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اللہ فرماتا ہے: زمین اور آسمانوں میں جو بھی ہیں سب اپنی حاجتیں اسی سے مانگ رہے ہیں اور وہ ہر روز نئے اور زبردست کاموں میں مشغول ہوتا ہے۔ پس اے جِنّ و انس! تم اپنے رب کی کِن کِن صفاتِ حمیدہ کو جھٹلاؤ گے؟ اے جن و انس جو زمین پر بوجھ ہیں عنقریب ہم تم سے باز

پُرس کرنے کے لیے فارغ ہوئے جاتے ہیں۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ تم انسان اور جن اپنے رب کی کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے (55:29-32)۔ قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ آسمان میں ایک دن ایک ہزار سال یا زمین پر پچاس ہزار سال کے برابر ہو سکتا ہے، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ وقت اللہ کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس نے کائنات کو چھ دنوں میں تخلیق کیا جو کہ سائنس کے مطابق تقریباً 13.8 ارب سال ہے، جس کا ہر دن تقریباً 2 ارب سال کا ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ رب کے لیے وقت کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ سوال کرنا غلط ہے کہ اللہ کائنات بنانے سے پہلے کیا کر رہا تھا۔ اس کا وجود وقت سے ماوراء ہے۔

5) اللہ نے مجھے کیوں پیدا کیا: اللہ ہر چیز کو ایک مقصد کے ساتھ تخلیق کرتا ہے جو صرف اس کو معلوم ہے۔ انسانوں اور جنوں کو ایک خاص مقصد کے لیے عقل، آزاد مرضی اور انتخاب کی آزادی کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔ میری رائے میں اس کا مقصد اپنی آزاد مرضی سے عقل اور طاقت کے مثبت استعمال کی تربیت حاصل کرنا ہے۔ جنتی انسان اور جن وہ ہوں گے جو کائنات کی نشانیوں، اپنے ارد گرد موجود نشانیوں اور اپنے اندر موجود نشانیوں پر غور کریں اور دنیاوی زندگی میں دوسروں کے ساتھ ہم آہنگی کرتے ہوئے نیک اعمال میں مشغول رہے ہوں گے۔ اللہ نے مجھے کیوں پیدا کیا، اس کا جواب سیدھا سیدھا یہ ہے: اللہ نے آدم کو پیدا کیا، اور اس کی پسلی سے اس نے حوا کو پیدا کیا، اور ان دونوں میں سے بہت سے جوڑے بنائے، جس کے نتیجے میں ہم سب سمیت تمام خاندانوں کا ظہور ہوا۔ اس دنیاوی امتحان کے لیے ہر قسم کے لوگوں کی ضرورت تھی۔ کیا ہماری یونیورسٹی کے امتحان آسان ہوتے ہیں؟ نہیں۔ کیا ہم پوچھتے ہیں کہ پاس ہونے کے لیے ہم سے امتحان کیوں لیا جاتا ہے؟ نہیں!

6) جب اللہ جانتا ہے کہ جہنم اور جنت میں کون جائے گا تو پھر ہمیں آزمائش میں کیوں ڈالتا ہے:
لوگ پوچھتے ہیں کہ جب اللہ جانتا ہے کہ کون جہنم میں جائے گا اور کون جنت میں جائے گا تو پھر ہمیں دنیاوی آزمائشوں میں کیوں ڈالا؟ میرے خیال میں اس کی دو وجوہات ہیں۔ **1)** ایک ایسے ہنر مند استاد کا تصور کریں جو جانتا ہے کہ کون سا طالب علم کس درجہ میں پاس ہو گا، اور کون سا طالب علم فیل ہو گا۔ اگر وہ استاد اپنی آراء کی بنیاد پر طلباء کی قسمت کا فیصلہ کرے تو ناکام ہونے والے طلباء یہ دلیل دیں گے کہ انہوں نے امتحان کے لیے سخت محنت اور اچھی تیاری کی تھی، اور اگر امتحان لیا جاتا تو وہ اچھے نمبروں سے پاس ہوتے۔ یہ دنیاوی امتحان بھی آخرت میں ان کے ایسے اعتراضات کو ختم کرنے کے لیے ہے۔ اللہ عالم الغیب ہے، وہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا، یہ اس کی شانِ رحیمی ہے کہ وہ ہمیں آزماتا ہے۔ **2)** جس طرح اسکول کے نصاب کا مقصد طلبہ کو زندگی کے دنیاوی تقاضوں کے لیے تیار کرنا ہے اسی طرح دنیاوی امتحان کا مقصد انسان کو آخرت کے لیے تیار کرنا

ہے۔ امتحان یہ ہے کہ عقل کو استعمال کرتے ہوئے حیوانوں کی صفوں سے باہر نکلیں، تکبر سے بچیں، عاجزی و تقویٰ کو اپنائیں اور تمام مخلوقات بالخصوص انسانوں کا خیال رکھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ پیار و محبت سے رہیں۔

7) اللہ نے سب کو برابر کیوں نہیں بنایا؟ لوگ اکثر پوچھتے ہیں کہ اللہ نے دولت اور رتبہ میں سب کو برابر کیوں نہیں بنایا؟ قرآن میں غور و فکر کرنے سے پہلے میں کہتا تھا کہ ایسا نظام نہیں چل سکتا کیونکہ وہاں مزدور نہیں ہوں گے (کھانے اور دیگر چیزوں کا انتظام کرنے کے لیے)۔ مزید غور کرنے پر، میں نے محسوس کیا کہ یہ فوری طور پر پر تشدد شکل اختیار کر لیتے، مضبوط گروہ کمزوروں کو مزدوری کے لیے غلام بنا لیتے، اس سے شدید جبر کا دور شروع ہو جاتا (یہ اسلام ہی ہے جو توازن قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے) اور ہمیں واپس اپنے اسی حال کی طرف لے جاتا۔ موجودہ حالت پر پہنچنے سے پہلے صورت حال انتہائی انتشار کا شکار ہوتی۔ اگر ہم آدم اور ان کی اولاد کی کہانی پر غور کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ برابر ہونے کے باوجود ایک بھائی قابیل نے دوسرے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے: اگر اس طرح اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے سے نہ ہٹاتا رہتا، تو زمین کا نظام بگڑ جاتا، لیکن دنیا کے لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے (کہ وہ اس طرح دفعِ فساد کا انتظام کرتا رہتا ہے) (2:251)۔ اسی لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر اللہ اپنے سب بندوں کو کھُلا رزق دے دیتا تو وہ زمین میں سرکشی کا طوفان برپا کر دیتے، مگر وہ ایک حساب سے جتنا چاہتا ہے نازل کرتا ہے (42:27)۔ یہ آیات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ اگر اللہ اپنے بندوں کو کثرت سے رزق دیتا ہے تو وہ زمین پر فساد برپا کر دیتے۔ اس کے بجائے، اللہ تعالیٰ اس طرح کے ظلم اور فساد کو روکنے کے لیے نپا تلا رزق فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی وضاحت اس طرح کی ہے: کیا تیرے رب کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کی گزر بسر کے ذرائع تو ہم نے ان کے درمیان تقسیم کیے ہیں، اور ان میں سے کچھ لوگوں کو کچھ دُوسرے لوگوں پر ہم نے بدرجہا فوقیت دی ہے تاکہ یہ ایک دوسرے سے خدمت لیں۔ تیرے رب کی رحمت اُس دولت سے زیادہ قیمتی ہے جو یہ سمیٹ رہے ہیں (43:32)۔ اسی طرح اللہ کی بے پناہ رحمت اس کے کثرت سے انبیاء کو ہدایت کے لیے بھیجنے اور دوسری قوموں کے ذریعے ظالم قوموں کے تسلط کو ختم کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ قرآن کہتا ہے: افسوس! یہ وہ لوگ ہیں جو آخرت کے جزا و سزا کو جھٹلاتے ہیں، وہی ہیں جو یتیموں کو دھتکارتے ہیں اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔ جب ایسی قوم دوسروں پر ظلم کرتی ہے تو اللہ اپنی رحمت سے ان کی رہنمائی کے لیے ایک نبی بھیجتا ہے۔ اگر وہ ظلم پر قائم رہتے ہیں تو اللہ انہیں تباہ کر دیتا ہے تاکہ معاشرے میں ہم آہنگی اور دیکھ بھال بحال ہو۔ یہ بھی اس کی رحمت ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کی فوری سزا نہیں دیتا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو زمین پر کوئی انسان باقی نہ رہتا۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگ سمجھ جائیں گے کہ اللہ ہر کام حکمت سے کرتا ہے۔ مزید اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر رب کے

خزانے انسان کے قبضے میں ہوتے تو وہ خرچ ہو جانے کے ڈر سے ان کو روک لیتا۔ انسان ہمیشہ بخل کرتا ہے۔ اے لوگو، اللہ کے احکام پر عمل کر کے ہم فرشتوں سے بھی بڑا درجہ حاصل کر سکتے ہیں جب کہ تکبر، خود غرضی، حسد، بغض اور دشمنی ہمیں حیوانوں سے بھی بدتر بنا دیتا ہے۔ صد افسوس، آزاد مرضی اور اختیار کی وجہ سے، بہت کم لوگ اس کے راستے پر چلتے ہیں، جبکہ زیادہ تر گمراہی کی طرف مائل ہوتے ہیں، جو برائی کے پھیلاؤ کا باعث بنتے ہیں۔ لہٰذا انسان جو برائی پیدا کرتا ہے وہ اس کا خود ذمہ دار ہے۔

8) کیا اچھے اخلاق کا حامل کافر جہنم میں جائے گا؟ مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ ایک نیک کافر جو محتاجوں کا خیال رکھتا ہے اور اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے اچھا تعلق رکھتا ہے وہ جہنم میں کیوں جائے گا؟ میں نے کہا، میں آپ سے ایک سوال پوچھوں گا، سوال کی وضاحت آپ کے جواب میں ہے۔ میں نے پوچھا کہ اگر یہ شخص کسی بادشاہ کے دربار میں جا کر اعلان کرے کہ اے بادشاہ میں تمہیں اپنا بادشاہ تسلیم نہیں کرتا، تو بادشاہ کیا کرے گا؟ اس نے جواب دیا، "ظاہر ہے، وہ اسے پھانسی دے گا۔" میں نے مزید دریافت کیا: ایک صدی قبل ٹی وی، ریڈیو یا ٹیلی فون کے آنے سے پہلے کیا ہم بادشاہوں کو دیکھے بغیر قبول نہیں کرتے تھے؟ ہمارے پاس کیا عذر ہے کہ رب کائنات کو بغیر دیکھے تسلیم نہ کریں۔ کیا اُس وقت کے لوگوں نے کہا تھا، ’’یقین کرنے کے لیے ہمیں اُسے ذاتی طور پر دیکھنا ہوگا‘‘؟ نہیں، عقل کو استعمال کرنے میں ناکام ہونا کوئی بہانہ نہیں ہے، بلکہ یہ خود کو مجرم ٹھہرانا ہے۔ ہماری عقل کا مقصد آفاق، اپنے ارد گرد اور اپنے اندر موجود نشانیوں پر غور کرنا اور اپنے خالق اللہ کو پہچاننا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: بے شک کافر جب کوئی نیکی کرتا ہے تو اسے دنیا میں اس کا ثمر چکھایا جاتا ہے۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آخرت میں اس کی نیکیاں جمع کر دیتا ہے اور اس کی اطاعت کے سبب دنیا میں اسے رزق دیتا ہے (مسلم 2808)۔ یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ اللہ العدل ہے۔ مزید ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ کسی مومن پر نیکی کے معاملے میں بھی ظلم نہیں کرتا، اسے دنیا میں اس کا بدلہ دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا اجر ملتا ہے۔ کافر کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا بدلہ ملتا ہے جب وہ آخرت میں پہنچ جاتا ہے تو اس کے بدلے میں کوئی نیکی باقی نہیں رہتی"۔

9) اللہ کافروں کی دعائیں کیوں قبول کرتا ہے؟ اس کی دو وجوہات ہیں: ا) اللہ تمام مخلوقات کا ایک عادل رب ہے۔ اس لیے اس نے تمام پکارنے والوں کی پکار کا جواب دینا اپنے اوپر واجب کر لیا ہے، خواہ وہ مومن ہو یا نہ ہو۔ ب) مزید سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: اگر یہ نہ ہوتا کہ تمام انسان کافر ہو جائیں گے تو ہم ان تمام لوگوں کے لیے جو رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں، ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی کا، اور چڑھنے کے لیے چاندی کی سیڑھیاں، اور ان کے گھروں کے لیے چاندی کے دروازے، اور ٹیک لگانے کے لیے

چاندی کے تختے بنادیتے۔ یا انہیں سونے کا بھی بنادیتے۔ یقیناً یہ سب دنیا کی زندگی کی آسائش ہے۔ لیکن آخرت میں حقیقی آسائش تیرے رب کے ہاں صرف پرہیز گاروں کے لیے ہے (43:33-35)۔ آیات میں کہا گیا ہے کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تمام لوگ کافر ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ آخرت کے سخت عذاب سے پہلے کافروں کو دنیاوی زندگی سے لطف اندوز ہونے کے لیے بہت زیادہ رزق دے دیتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان لالچی ہوتے ہیں۔ اس دنیوی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ ہم کائنات میں موجود نشانیوں، اپنے ارد گرد موجود نشانیوں اور اپنے اندر موجود نشانیوں سے اللہ کو پہچانیں، پھر دل و جان سے اس سے محبت کریں، اس کی اطاعت کریں اور اس کی عبادت کریں۔ جنت میں داخل ہونے کے لیے ضروری ہے: i) انسان کو اللہ کے مقرر کردہ اہداف کے لیے کوشش کرنی چاہیے، ii) جو کچھ اس نے دیا ہے اس پر راضی رہے، اور iii) اس کی خوشنودی کے لیے اس کی تمام مخلوقات خصوصاً انسانوں کے لیے ہمدردی پیدا کرے۔

10) کیا اللہ اتنی بھاری چٹان بنا سکتا ہے، جسے وہ اٹھا نہ سکے: یہ اللہ ہی ہے جس نے پوری کائنات کو تخلیق کیا۔ منطقی ناممکنات اللہ کی طاقت کو محدود نہیں کرتیں، بلکہ ان کو سمجھنے میں ہماری حدود کو نمایاں کرتی ہیں۔ ناقابل اٹھانے والی چٹان کا تضاد اللہ کی قدرت کو سمجھنے کے لیے انسانی منطق کی حدود کو نمایاں کرتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو کوئی اور کائناتیں بنا سکتا ہے۔ اللہ قادر مطلق کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہماری منطقی ہم آہنگی کے اندر اور باہر لامحدود طاقتیں ہیں۔ چونکہ انسان کو اللہ کی لامحدود طاقتوں کا بہت محدود فہم ہے۔ اسی لیے اسلام میں اللہ ایک قادر مطلق ہستی ہے جو تمام منطقی امکانات سے ماورا ہے۔ سوال کرنے والا الوحی قادر مطلق کے تصور کو نہیں سمجھ سکا۔ اللہ قادر مطلق کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہماری منطق کے اندر اور باہر لامحدود طاقتیں و اختیارات ہیں۔ ان الٰوحی طاقتوں کو پہچاننا اللہ سے ہماری محبت کو گہرا کرتا ہے اور خالق کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط کرتا ہے۔ اس طرح یہ سوال غیر منطقی اور بے معنی ہے۔

11) ہم رب سے کیوں سوال نہیں کر سکتے: کچھ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم قیامت کے دن رب سے سوال کیوں نہیں کر سکتے؟ میری رائے میں اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں: ا) کیا ہم دنیاوی زندگی میں کسی بادشاہ سے سوال کر سکتے ہیں؟ جواب نفی میں ہو گا۔ پھر ہم رب کائنات سے سوال کرنے کا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔ یہ تکبر کا عروج ہے۔ ب) اللہ تعالیٰ العدل، العلیم اور الرحیم ہے، مومن اس کے عدل پر کبھی سوال نہیں کریں گے، کافر، مشرک اور منافق اس دن اس کی شان کو دیکھ کر اس سے سوال کرنے کی جرات نہیں کریں گے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس نے ان کی رہنمائی کے لیے کم و بیش 124000 رسول اور انبیاء بھیجے تھے اور انہوں نے اس کے رسولوں، اس کے نبیوں اور اس کی نصیحت کو جھٹلایا تھا۔ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے یومِ جزا

کے دن کی تنبیہ پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ اپنی خداداد عقل کو اپنے ارد گرد کی نشانیوں پر غور کرنے کے لیے استعمال کرنے میں ناکام رہے تھے۔ وہ رب العزت سے کیا سوال کریں گے؟ اللہ قرآن میں کہتا ہے: بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو خوب جانتا ہے۔ اس دن نہ صرف وہ حواس باختہ ہوں گے بلکہ اس دن وہ اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کریں گے اور اس سے اس کی رحمت کی بھیک مانگیں گے۔ صد افسوس دنیاوی زندگی میں روح کے جسم سے نکلنے سے پہلے ان کے لیے توبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا توبہ کے لیے بہت دیر ہو گئی ہے۔ قیامت کے دن کہا جائے گا: "میری موجودگی میں اظہار خیال نہ کرو۔ میں نے تمھیں خبردار کیا تھا۔ میرا کلام نہیں بدلا **اور میں اپنے بندوں پر کبھی ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔**

قرآن کہتا ہے

1) جو لوگ نشانیوں (قرآن) میں غور نہیں کرتے وہ اندھے، بہرے اور گونگے ہیں: مجھے یاد پڑھتا ہے کہ ایک سائنسدان نے کہا تھا کہ زمین پر زندگی کے لیے پوری کائنات کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن بدقسمتی سے، اپنی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود، انسان نے کائنات کے ڈیزائن کی پیچیدگی کو مسترد کیا اور اس کے بجائے موقع (چانس، خود بخود) کا نظریہ پیش کیا۔ قرآن ایسے لوگوں کو اندھا، بہرا اور گونگا کہتا ہے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اپنی سوچوں میں گم گاڑی چلا رہا ہو، کھلی آنکھوں سے کچھ دکھتا نہیں، کانوں سے کچھ سنتا نہیں، اپنے خیالات اور تعصب میں گم، حقیقت سے بے خبر ہوتا ہے۔ اگر ایکسیڈنٹ ہو تو ذمہ دار خود ہو گا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے دلوں کو ہر قسم کے تعصّبات سے پاک کر کے کائنات کی نشانیوں، اپنے ارد گرد موجود نشانیوں اور اپنے اندر موجود نشانیوں پر غور کرو، تم مجھے پالو گے۔ اللہ تعالیٰ سورت ملک میں فرماتا ہے: جس نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے۔ تم رحمان کی تخلیق میں کسی قِسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے، پھر پلٹ کر دیکھو، کہیں تمھیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ، تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔ ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشّان چراغوں سے آراستہ کیا ہے (67:3-5)۔ طبیعیات دان کا دعویٰ ہے کہ انہیں ایسے شواہد ملے ہیں جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ کائنات زندگی اور شعور کے لیے اچھی طرح سے ہم آہنگ ہے۔ وہ فطرت کے دائمی، غیر متغیر اعداد جیسے کشش ثقل کی طاقت، الیکٹران کے چارج اور پروٹون کی کمیت کی بنیاد پر اس نتیجے پر پہنچے۔ اگر وہ ذرہ برابر مختلف ہوتے تو ایٹم اکٹھے نہ ہوتے، ستارے نہ جلتے، اور زندگی کبھی ظاہر نہ ہوتی۔ میں نے ایک اور جگہ یہ بھی پڑھا جہاں سائنسدانوں نے کہا کہ اگر بگ بینگ ذرہ برابر زیادہ طاقتور ہوتا تو سیارے نہ بنتے، لہٰذا زندگی ممکن نہ ہوتی۔ اسی طرح، اگر یہ ذرہ برابر بھی کمزور ہوتا، تو یہ بگ بینگ سے پہلے والی حالت میں واپس چلا جاتا۔ سبحان اللہ! مزید اللہ تعالیٰ آیات (55:33-36) میں انسانوں اور جنوں

کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا: اے گروہِ جنّ وانس ! اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو۔ نہیں بھاگ سکتے۔ اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔ اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے ؟ بھاگنے کی کوشش کرو گے تو) تم پر آگ کا شعلہ اور دُھواں چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے (تابکاری، اعلیٰ درجہ حرارت اور چارج شدہ ذرات کی بمباری)۔ پس اے جِنّ وانس ! تم اپنے رب کی کِن کِن قدرتوں کا انکار کرو گے ؟ آخر میں، قرآن متنبہ کرتا ہے کہ : اور جو اس دنیا میں اندھا بن کر رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا بلکہ راستہ پانے میں اندھے سے بھی زیادہ ناکام (17:72)۔ یعنی وہ شخص جو عقل سے کام نہیں لیتا وہ اندھوں سے بھی بدتر ہے اور آخرت میں اندھا ہی اٹھایا جائے گا۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ اِن کے دل سمجھنے والے یا اِن کے کان سننے والے ہوتے ؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں (22:46)۔

2) جو بغیر علم کے سمجھتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں: قرآن سورت کہف میں کہتا ہے: اے نبیؐ ! کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور یہ کہ وہ اس سے ملنے والے ہیں۔ پس ان کے سارے اعمال اکارت ہوگئے اور ہم قیامت کے دن ان پر کوئی وزن نہیں رکھیں گے **(18:103-105)**۔ ہم انسان اپنی عقل و شعور کی وجہ سے بہترین مخلوق ہیں لیکن بد قسمتی سے جب اپنے خالق یا دین کو سمجھنے کی بات آتی ہے تو ہم میں سے بہت بڑی اکثریت اپنے علماء کی اندھی تقلید کرتے ہیں اور بغیر سمجھے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سیدھی راہ پر ہیں (اللہ ہمیں ہدایت دے اور قران کو سمجھ کر پڑھنے کی توفیق دے)۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیشہ نسل انسانی کی رہنمائی کے لیے اس وقت انبیاء اور رسول بھیجے ہیں جب حق کی جگہ باطل نے لے لی ہو اور آسمانی کتابوں کو علماء سُوء نے تبدیل کر دیا ہو۔ جو لوگ اپنے علماء کی اندھی تقلید کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو راہ راست پر سمجھتے ہیں، اس طرح وہ کبھی بھی سچی رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے، لہٰذا وہ کبھی حق تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لیے ان کا مقدر جہنم ہو گا۔ یہ مندرجہ بالا آیات کا خلاصہ ہے۔

3) کبھی یہ دعویٰ نہ کرو کہ تم اللہ کے چہیتے ہو: قرآن کہتا ہے: یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔ ان سے پوچھو، پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ درحقیقت تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے اور انسان خدا نے پیدا کیے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے

سزا دیتا ہے۔ زمین اور آسمان اور ان کی ساری موجودات اس کی ملک ہیں، اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے (5:18)۔ اور نہ یہود و نصاریٰ کی طرح یہ گمان کرو کہ جہنم کی آگ تمہیں چھو نہیں سکے گی۔ ایک حدیث میں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہزار میں سے ایک جنت میں جائے گا، اسی طرح کی ایک اور حدیث میں ہے کہ سو میں سے ایک جنت میں جائے گا۔ جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہ اللہ کی رحمت سے داخل ہوں گے۔

4) مہربان ربّ ہر پکارنے والے کی دعا سنتا ہے: قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ہر پکارنے والے کی دعا سنتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ رسول اللہؐ نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو چار طریقوں سے قبول کرتا ہے: i) پکارنے والے کو فوراً عطا فرماتا ہے۔ ii) اسے اس سے بدل دے جو اس کے لیے بہتر ہو۔ iii) اسے قیامت کے دن کے لیے محفوظ کرتا ہے۔ iv) اس کے صبر کا امتحان لینے کے لیے اس میں تاخیر کرتا ہے۔ ہم میں صبر پیدا کرنے کے لیے قرآن کہتا ہے: وہ آسمان سے زمین تک دنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور اس تدبیر کی روداد اُوپر اُس کے حضور جاتی ہے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار سے ایک ہزار سال ہے (32:5)۔ لہٰذا جلدی نہ کرو، صبر کرو! انبیاء کے قصے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے: ملائکہ اور روح اُس کے حضور چڑھ کر جاتے ہیں، ایک ایسے دن میں، جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ پس اے نبیؐ، صبر کرو، شائستہ صبر (70:4-5)۔

5) اللہ تکبر کو ناپسند کرتا ہے: اور یاد کرو جب کہ ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو، تو سب نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے نہ کیا۔ اس نے کہا: ''کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے''؟ پھر وہ بولا: ''دیکھ تو سہی، کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں، بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اچھا تو جا، ان میں سے جو بھی تیری پیروی کریں، تجھ سمیت ان سب کے لیے جہنم ہی بھرپور جزا ہے۔ تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا، مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا، اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس۔ اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہو گا، (زور نہیں چلے گا) اور توکل (کارسازی) کے لیے تیرا رب کافی ہے (17:61-65)۔

6) انبیاء کا انتخاب اہلیت پر ہوتا ہے: قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ انبیاء کا انتخاب اہلیت کی بنیاد پر کرتا ہے۔ کافر اور بعض کمزور ایمان والے اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ انہیں نبی کیوں نہیں چنا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید

میں دو معیار بیان کیے ہیں: پہلا معیار: جب ان کے سامنے کوئی آیت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ''ہم نہ مانیں گے جب تک کہ وہ چیز خود ہم کو نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے۔ ''اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اپنے پیغام رسانی کا کام کس سے لے اور کس طرح لے۔ قریب ہے وہ وقت جب یہ مجرم اپنی مکاریوں کی پاداش میں اللہ کے ہاں ذلت اور سخت عذاب سے دوچار ہوں گے (6:124)۔ جب میں یو کے میں پڑھتا تھا تو میرے فلسطینی دوست نے بھی ایک دفعہ شکایت کی تھی کہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنا نبی چنتا ہے، مجھے کیوں نہیں؟ **قرآن نے نبی کے انتخاب کے لیے جس دوسرے معیار کا ذکر کیا ہے** یہ وہ افراد ہیں جو آخرت کی فکر کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور ہمارے بندوں، ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا ذکر کرو۔ بڑی قوتِ عمل رکھنے والے اور دیدہ ور لوگ تھے۔ ہم نے اُن کو ایک خالص صفت کی بنا پر برگزیدہ کیا تھا، اور وہ دارِ آخرت کی یاد تھی (38:45-46)۔

7) رسول کا کام پیغام پہنچانا ہے: رسولؐ پر تو صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے آگے تمہارے کھلے اور چھپے سب حالات کا جاننے والا اللہ ہے (5:99)۔ اب اگر اے نبیؐ، یہ لوگ تم سے جھگڑا کریں، تو ان سے کہو: ''میں نے اور میرے پیروکاروں نے تو اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔'' پھر اہل کتاب اور غیر اہل کتاب دونوں سے پوچھو: ''کیا تم نے بھی اس کی اطاعت و بندگی قبول کی؟ ''اگر کی تو وہ راہِ راست پا گئے، اور اگر اس سے منہ موڑا تو تم پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی۔ آگے اللہ خود اپنے بندوں کے معاملات دیکھنے والا ہے (3:20)۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی بات مانو اور باز آجاؤ، لیکن اگر تم نے حکم عدولی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول پر بس صاف صاف حکم پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی (5:92)۔ تمہارا رب تمہارے حال سے خوب واقف ہے۔ وہ چاہے تو تم پر رحم کرے اور چاہے تو تمہیں عذاب دے دے۔ اور اے نبیؐ، ہم نے تم کو لوگوں پر حوالہ دار (وکیل، مسئول) بنا کر نہیں بھیجا ہے۔

8) محمدؐ کی آمد کی پیشین گوئی کی گئی تھی: یاد کرو، اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ: ''آج میں نے تمہیں کتاب اور حکمت و دانش سے نوازا ہے، کل اگر کوئی دوسرا رسول تمہارے پاس اُسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے، تو تم کو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔'' یہ ارشاد فرما کر اللہ نے پوچھا ''کیا تم اِس کا اقرار کرتے ہو اور اِس پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری اُٹھاتے ہو؟ ''انہوں نے کہا: ''ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔'' اللہ نے فرمایا اچھا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ،اس کے بعد جو اپنے عہد سے پھر جائے وہی فاسق ہے۔ اب کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (دین اللہ)

چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں چار و ناچار اللہ ہی کی تابع فرمان (مسلم) ہیں اور اُسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے؟

9) محمدؐ بھی قرآن کو بدلنے کا اختیار نہیں رکھتے: اے نبیؐ! ان لوگوں نے اس کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی کہ تمہیں فتنے میں ڈال کر اُس وحی سے پھیر دیں جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے تاکہ تم ہمارے نام پر اپنی طرف سے کوئی بات گھڑو۔ اگر تم ایسا کرتے تو وہ ضرور تمہیں اپنا دوست بنا لیتے! اور بعید نہ تھا کہ اگر ہم تمہیں مضبوط نہ رکھتے تو تم ان کی طرف کچھ نہ کچھ جھک جاتے۔ لیکن اگر تم ایسا کرتے تو ہم تمہیں دنیا میں بھی دوہرے عذاب کا مزہ چکھاتے آخرت میں بھی دوہرے عذاب کا، پھر ہمارے مقابلے میں تم کوئی مددگار نہ پاتے۔

10) مسلمان نبیوں میں تفریق نہیں کرتے: مسلمان سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے، ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی (2:285)۔ ہم نبیوں کی عزت اور تکریم میں تفریق نہیں کرتے، لیکن محبت کے معاملہ میں ہماری محبت اپنے نبیؐ سے پانچ وجوہ کی بنا پر باقی نبیوں سے زیادہ ہے۔ **1)** آپؐ کو رہنمائی کے لیے بھیجا گیا تھا، آپؐ نے دوسرے انبیاء کی طرح اس کردار کو بہترین طریقے سے ادا کیا۔ آپؐ نے نہ صرف اللہ کا پیغام پہنچایا بلکہ اس پر عمل کرتے ہوئے قرآن کو زندہ مثال کے طور پر پیش کیا۔ تو ہم آپؐ سے زیادہ پیار کیوں نہ کریں؟ **2)** ہمارے سوہنے نبیؐ ہماری نجات کے لیے نماز تہجد کے سجدوں میں گھنٹوں رات بھر روتے اور اللہ سے امتی امتی کہتے، میرے اور تمہارے لیے۔ پھر ہم آپؐ سے زیادہ کیوں نہ پیار کریں؟ **3)** ایک دفعہ جبریل امینؑ رسول اللہؐ کے پاس حاضر ہوئے، آپؐ کو بتایا کہ جہنم کے چھ درجے ہیں۔ پیندے میں منافقین ہوں گے، پانچویں درجہ میں مشرکین ہوں گے، چوتھے درجہ میں دہریے ہوں گے، تیسرے درجہ میں یہودی، دوسرے میں عیسائی۔ اس کے بعد جبرائیلؑ خاموش ہو گئے۔ رسول اللہؐ نے سوال کیا کہ پہلے درجہ میں کون ہوں گے؟ جبریلؑ نے عرض کیا، آپؐ کی امت کے گناہ گار لوگ۔ رسول اللہؐ اتنے غم زدہ ہوئے کہ عرش کے آقا و مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو گئے۔ تین دن نبیؐ فرض نماز مسجد میں ادا کرتے اور فوراً ہی گھر چلے جاتے اور سجدہ ریز ہو جاتے اور اپنی امت کی بخشش کے لیے دعائیں کرتے، میری اور آپ کی بخشش کے لیے۔ یا اللہ۔۔۔ تیسرے دن جبریل امینؑ حاضر ہوئے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پیغام دیا کہ جزاء کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپؐ کو مایوس نہیں کریں گے بلکہ خوش کر دیں گے۔ پھر ہم کیسے آپؐ پر صدقے نہ جائیں، پھر ہم آپؐ سے

کیوں نہ زیادہ محبت کریں۔ **4)** ہر نبی کو ایک دعا دی گئی تھی جس کو اللہ رد نہیں کرتا۔ تمام نبیوں نے اسے اس دنیا میں استعمال کیا۔ ہمارے نبیؐ نے اسے قیامت کے لئے بچالیا۔ یہاں تک کہ جب آپؐ کا بیٹا ابراہیم آپ کے ہاتھوں میں دم توڑ رہا تھا، آپ کے لواحقین نے آپ سے اس خصوصی دعا کو استعمال کرنے کو کہا، آپؐ نے انکار کر دیا اور اسے اپنی امت کے لئے بچالیا (میرے اور آپ کے لیے)۔ پھر ہم اپنے نبیؐ پر کیوں نہ صدقے جائیں اور درود و سلام (دعا) بھیجیں؟ **5)** یومِ محشر ہر نبی نفسی نفسی کر رہا ہو گا، لیکن آپؐ امتی امتی کر رہے ہوں گے۔ پھر ہم اپنے نبیؐ پر کیوں نہ صدقے جائیں؟ انسان لالچی ہے۔

11) اہل کتاب سب مسیحؑ کی آمد ثانی پر ایمان لے آئیں گے: آخر کار ان کی عہد شکنی کی وجہ سے، اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا، اور متعدد پیغمبروں کو ناحق قتل کیا، اور یہاں تک کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں۔ حالانکہ درحقیقت ان کی باطل پرستی کے سبب سے اللہ نے ان کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا ہے اور اسی وجہ سے یہ بہت کم ایمان لاتے ہیں۔ پھر اپنے کفر میں یہ اتنے بڑھے کہ مریمؑ پر سخت بہتان لگایا، اور خود کہا کہ ہم نے مسیح، عیسیٰؑ ابن مریمؑ، رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ اُس کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں، ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں ہے، محض گمان ہی کی پیروی ہے، انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا، اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو اُس کی موت سے پہلے اُس پر ایمان نہ لے آئے گا اور قیامت کے روز وہ اُن پر گواہی دے گا (4:155-159)۔

12) اللہ پر الزام تراشی بند کرو: قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے انسان، تجھے جو بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے اللہ کی عنایت سے ہوتی ہے، اور جو مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ تیرے اپنے کسب و عمل کی بدولت ہے۔ اے محمدؐ ہم نے تم کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس پر خدا کی گواہی کافی ہے (4:79)۔

انسان آفاقی توازن کے بگاڑ کا سبب بنے گا

ایک رات میں تہجد کی نماز میں سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کر رہا تھا، اس کی آیات نے مجھے چونکا دیا، آیات یہ تھیں: اس نے آسمان کو بلند کیا اور اس کا میزان قائم کیا۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ تم میزان میں خلل نہ ڈالو (55:7-8)۔ یعنی آفاقی توازن کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔ اس آیت نے مجھے چونکا دیا کہ اللہ نے اس کا ذکر کیوں کیا؟ کیوں

کہ اللہ تعالیٰ نہ تو کوئی چیز بے مقصد پیدا کرتا ہے اور نہ ہی بے مقصد چیزوں کا ذکر کرتا ہے۔آیات پر غور کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان جس طرح فطرت اور موسم کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا ہے اسی طرح آفاقی توازن کے ساتھ بھی چھیڑ چھاڑ کرے گا۔اس کی تائید کے لیے سورت فاطر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو (اپنے مدار سے) ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے، اور اگر وہ (اپنے مدار سے) ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دُوسرا اُنہیں تھامنے والا نہیں ہے۔ بے شک اللہ بڑا حلیم اور در گزر فرمانے والا ہے (35:41)۔اس سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ انسان ہی ہو گا جو یومِ قیامت کا آغاز کرنے کے لیے آفاقی توازن بگاڑے گا۔ کہہ دو کہ ہمارا رب ہمیں اکٹھا کرے گا پھر ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ کیونکہ وہ سب کچھ جاننے والا فیصلہ کرنے والا ہے۔" ان سے کہو کہ مجھے وہ لوگ دکھاؤ جنہیں تم نے اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا ہے۔

آدمؑ کی کہانی کے تین پہلو

1) آدمؑ کی تخلیق: حضرت آدمؑ کی تخلیق کے پس منظر پر غور کرتے ہوئے جسے قرآن نے یوں بیان کیا ہے: پھر ذرا اُس وقت کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ "میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔" انہوں نے عرض کیا: "کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں، جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خوں ریزیاں کرے گا؟ آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کی تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں (وہ متجسس تھے کہ اللہ ایسی مخلوق کیوں پیدا کرنا چاہتا ہے جو زمین پر فساد برپا کرے گی)۔" فرمایا: "میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے"۔اس کے بعد اللہ نے آدمؑ کو ساری چیزوں کے نام سکھائے (یعنی عقل و شعور کی وجہ سے وہ ان کو سمجھ گئے)، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا "اگر تمہارا خیال صحیح ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے اِنتظام بگڑ جائے گا) تو ذرا اِن چیزوں کے نام بتاؤ"۔اُنہوں نے عرض کیا "نقص سے پاک تو آپ ہی کی ذات ہے ہم تو بس اُتنا ہی علم رکھتے ہیں، جتنا آپ نے ہم کو دے دیا ہے۔ حقیقت میں سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں (2:30-32)۔ چونکہ انسان کو اللہ کا نائب بنا کر زمین پر بھیجا جانا تھا، اس لیے ضروری تھا کہ اسے انتخاب کی آزادی دی جائے۔ ان قرآنی آیات پر غور کرنے سے میرے ذہن میں دو سوال پیدا ہوئے۔ابتدائی سوال جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ: فرشتوں نے کیسے اندازہ لگایا کہ انسان زمین پر فساد پھلائیں گے؟ علماء نے دو وضاحتیں پیش کی ہیں: پہلی وضاحت یہ ہے کہ فرشتوں نے یہ فرض کیا ہے کہ زمین پر جنوں نے اپنی آزاد مرضی کی وجہ سے تباہی مچائی ہے۔ دوسری وجہ جو ابن کثیر کی تفسیر میں بیان

ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو اس کے بارے میں بتایا تھا۔ میری رائے میں، یہ زیادہ قابل فہم ہے کیونکہ مستقبل کے اعمال کے بارے میں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اگلا اہم سوال جو ذہن میں آتا ہے، جسے میں قارئین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں: "کیا فرعون کا کوئی وزیر یا کسی آمر کا وزیر اس سے پوچھ سکتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے؟" سب کہتے۔ "کوئی ہمت نہیں کرے گا!" یہ مہربان قادر مطلق رب ہے جس نے نہ صرف اس طرح کے سوالات کی اجازت دی بلکہ وضاحتیں بھی فراہم کیں۔ جو ہمارے رب کے بے پناہ صبر اور برداشت کا ثبوت ہے۔ ان صفات کی وجہ سے وہ ہم سے ہماری بداعمالیوں کا فوراً حساب نہیں لیتا۔ اس کے باوجود اکثر علماء رحمٰن اور انصاف پسند رب کو ایک سخت گیر رب کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے قیامت کے دن کوئی بھی اس کے انصاف سے بچنے کے لیے کوئی عذر پیش نہیں کر سکے گا۔ اے ہمارے پالنے والے رب ہم نے تیری قدر نہیں کی جو تیرا حق تھا۔ تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، ہمیں بخش دے اور ہمارے دلوں میں اپنی محبت ڈال دے۔ آمین!

2) جنت میں آدمؑ اور شیطان کا واقعہ: علماء کہتے ہیں کہ جب آدمؑ اور اماں حوا نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا تو انہیں جنت سے نکال دیا گیا۔ اماں حوا جبل رحمت اور آدمؑ کو سری لنکا کے ایک پہاڑ پر اتارا۔ یہ قصہ دو بنیادی وجوہات کی بنا پر مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے، پہلی اہم وجہ: قرآن میں آدمؑ اور اماں حوا کی کہانی پر غور کرنے کے بعد، میرے ذہن میں چند سوالات پیدا ہوئے۔ قرآن کہتا ہے: آخر کار دونوں (میاں بیوی) اُس درخت کا پھل کھا گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فوراً ہی ان کے ستر ایک دوسرے کے آگے کھل گئے (یعنی تمام آسائشیں واپس لے لی گئیں) اور لگے دونوں اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔ آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہِ راست سے بھٹک گیا۔ پھر اُس کے رب نے اُسے برگزیدہ کیا اور اس کی توبہ قبول کر لی اور اسے ہدایت بخشی اور فرمایا، "تم دونوں (فریق، یعنی انسان اور شیطان) یہاں سے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔ اب اگر میری طرف سے تمہیں کوئی ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا (یعنی وہ لوگ جو غور و فکر کرتے ہیں اور رب کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں) وہ نہ بھٹکے گا نہ بد بختی میں مبتلا ہو گا (20:121-123)۔ مندرجہ بالا آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم اور حوا کو معاف کر دیا تھا اور انہیں زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ اگر اللہ نے ان کو معاف کر دیا تھا تو وہ انہیں دنیا کے مختلف حصوں میں الگ الگ کیوں اُتارتا؟ دلیل کی خاطر، اگر ہم یہ قبول کر لیں کہ وہ دعوے کے مطابق اترے ہیں، تو اس سے مزید سوالات جنم لیتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں آدم اور اماں حوا واحد انسان تھے جن کے چاروں طرف جنگلی جانوروں کا ڈیرہ

تھا۔ ا) حوا نے اپنے آپ کو جنگلی درندوں سے کیسے بچایا؟ ب) سری لنکا سے ہندوستان تک سمندر عبور کرنے کے لیے آدم ایک غیر معمولی تیراک رہے ہوں گے۔ آپؑ کو 55 کلومیٹر کا سب سے کم فاصلے کا بھی پتا ہو گا جہاں سے تیر کر ہندوستان جانا ہے۔ ج) آدمؑ کے دماغ میں گوگل کا نقشہ ضرور موجود ہو گا جو انہیں اپنی شریک حیات حوا تک لے جائے گا؟ ایک روایت میں ہے کہ آدم اور اماں حوا دونوں عرفات میں واقع جبل رحمت پر اترے جو میرے نزدیک منطقی ہے اور رحمٰن کی صفات کو ظاہر کرتا ہے۔ جبل رحمت پر بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ آدم و حوا اس پہاڑ پر اترے تھے۔ اس کے باوجود تمام عقائد کے علماء رب کائنات کو سخت گیر رب کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

3) اللہ نے آدم اور اماں حوا کو جنت میں کیوں بھیجا؟ قرآن بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو زمین پر اپنا نائب بنایا اور کہیں بھی نہیں کہا کہ وہ جنت میں اس کا نائب ہو گا۔ اگرچہ کائنات اور زمین اس وقت موجود تھے کیونکہ قرآن نے آدم کی تخلیق سے پہلے زمین پر جنوں کا ذکر کیا ہے اور وہ اب بھی زمین کے باشندوں میں سے ہیں، اس سے تین سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ **پہلا سوال**: اللہ نے آدم اور حوا کو جنت میں رہنے کے لیے کیوں بھیجا؟ قرآن میں مذکور ہے کہ جب شیطان نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اللہ نے اس سے پوچھا: *تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا؟ بولا "میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُسے مٹی سے۔" فرمایا، "اچھا، تو یہاں سے نیچے اُتر۔ تجھے حق نہیں ہے کہ یہاں بڑائی کا گھمنڈ کرے۔ **نکل جا کہ درحقیقت تو ان لوگوں میں سے ہے جو خود اپنی ذلت چاہتے ہیں**"* (13-7:12)۔ ان آیات پر غور کرنے پر: **دوسرا سوال**: شیطان جنت میں کیا کر رہا تھا؟ **تیسرا سوال**: اللہ نے آدمؑ اور حوا کو ایک جیسے بے شمار درختوں میں سے ایک مخصوص درخت کا پھل کھانے سے کیوں منع کیا؟ اس مثال پر غور کریں: اگر میں آپ کو چوبیس ایک جیسی مارکر قلم پیش کروں اور ایک پر انگلی رکھ کر آپ سے کہوں کہ اس ایک کے علاوہ باقی جس کا چاہیں انتخاب کریں، تو کیا یہ بے تکا نہیں لگے گا؟ یہ اِس کی بے مقصدیت کو اجاگر کرتی ہے۔

جب میں نے کہانی پر غور کیا تو چھ وجوہات ذہن میں آئیں:

i) اللہ علیم و خبیر ہونے کے ناطے، آدم کی تخلیق کے وقت ہی اس کی تمام خامیوں اور کمزوریوں سے واقف تھا، بشمول ایک اہم کمزوری کے جسے انسان اکثر نظر انداز کر دیتا ہے، جو دنیاوی آزمائشوں کے امتحان میں اس کی ناکامی کا اہم سبب ہے۔

ii) آدم پر اس اہم کمزوری کو ظاہر کرنے کے لیے جنت میں شیطان (دشمن) کی موجودگی ضروری تھی۔

iii) آدم کو زمین پر اپنا نائب مقرر کرنے سے پہلے، اس کی سب سے بڑی کمزوری کو دور کرنا بہت ضروری تھا۔ قرآن اشارہ کرتا ہے کہ اللہ نے آدم اور حوا کو جنت میں بھیجنے سے پہلے ان کے کٹر دشمن شیطان کے بارے میں خبردار کیا تھا۔ قرآن کہتا ہے: یاد کرو وہ وقت جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ وہ سب تو سجدہ کر گئے، مگر ایک ابلیس تھا کہ انکار کر بیٹھا۔ اس پر ہم نے آدم سے کہا کہ "دیکھو، یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے، ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ یہاں تو تمہیں یہ آسائشیں حاصل ہیں کہ نہ بھوکے ننگے رہتے ہو، نہ پیاس اور دھوپ تمہیں ستاتی ہے۔" لیکن شیطان نے اس کو پھسلایا، کہنے لگا "آدم، بتاؤں تمہیں وہ درخت جس سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے "؟ آخر کار دونوں (میاں بیوی) اُس درخت کا پھل کھا گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فوراً ہی ان کے ستر ایک دوسرے کے آگے کھل گئے اور لگے دونوں اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے۔ آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہِ راست سے بھٹک گیا(20:116-121)۔ شیطان کے بارے میں خبردار کیے جانے کے باوجود وہ اس گھناؤنی کمزوری کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور مصیبت میں پڑ گئے۔ جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ نے انہیں جنت میں معاف کر دیا (عیسائیت کے اصل گناہ کے تصور کو مسترد کرتے ہوئے)۔ یہ کمزوری سماجی ہم آہنگی کو تباہ کرتی ہے، اس لیے میری رائے میں اس کے نتائج کا سامنا کرنا ضروری تھا۔

iv) میری نظر میں انسان کی سب سے بڑی کمزوری کان کا کچا ہونا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کو خبردار کیا تھا کہ شیطان ان کا ازلی دشمن ہے، پھر بھی اس کمزوری کی وجہ سے آدم اور حوا نے ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا۔ چونکہ یہ کمزوری انسان کو غیر معقول کام کرنے پر اکساتی ہے، اس لیے ضروری تھا کہ زمین پر اللہ کا نائب مقرر ہونے سے پہلے وہ اس مکروہ کمزوری کا خمیازہ بھگتیں، تاکہ وہ اور ان کی اولاد دنیاوی زندگی میں اس سے بچنے اور اس پر قابو پانے کی کوشش کریں۔ بدقسمتی سے ہم انسانوں نے اپنے جدِ امجد حضرت آدمؑ سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ علماء کرام اس من گھڑت قصے کو بہانہ بنا کر رحیم رب کو بہت سخت گیر رب بنا کر پیش کرتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر، ہم اس سے محبت کرنے کے بجائے اس سے ڈرتے ہیں اور براہ راست اس سے معافی نہیں مانگتے بلکہ نام نہاد سفارشیوں کے ذریعے مانگتے ہیں۔ جو کہ شرپسند علماء کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہے۔

ایسے معاشرے جہاں لوگ چغلی سننے سے گریز کرتے ہوں، وہاں باہمی احترام اور رواداری پروان چڑھتی ہے۔ ایسے معاشرے مالی طور پر مستحکم ہو جاتے ہیں۔ ان کے اخلاق اعلیٰ ہوں گے کیونکہ ان کے معاشرے میں غیبت کا وجود نہ ہونے کے برابر ہو گا۔ نتیجتاً ایسے معاشروں میں انصاف کا بول بالا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کمزوری پر قابو

پانا دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ اس میں تمام مخلوقات بالخصوص انسانوں کے حقوق شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت کے لیے یہ دعا سکھائی ہے۔ "اے رب، میں پناہ چاہتا ہوں (شیطان انسانوں اور جنوں) کے شر سے، اور اے رب، میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں" (23:97-98)۔

v) انسان اپنی عقل اور شعور کی وجہ سے اللہ کی بہترین مخلوق ہے۔ جنت کے امتحان کا ایک اور مقصد یہ تھا کہ انسان کو خدا کی عطا کردہ عقل و شعور سے استفادہ نہ کرنے کے نتائج کا احساس دلایا جائے۔ جو لوگ عقل و فہم سے کام نہیں لیتے انہیں قرآن گدھا، مویشی یا اس سے بھی بدتر کہتا ہے۔

vi) یہ امتحان زمین پر لیا جا سکتا تھا۔ ہم انسان فطرتاً لالچی ہونے کے ناطے جنت میں اس بات پر زور دینے کے لیے امتحان لیا گیا کہ اس کی آسائشیں ان لوگوں کے لیے ہیں جو اپنی خداداد عقل و شعور کو بروئے کار لا کر دنیاوی امتحان میں کامیاب ہونگے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

نتیجہ: اللہ جو اپنی مخلوق سے ان کی ماؤں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہے، اس نے آدمؑ کو مجرم ٹھہرانے کے لیے ان کا امتحان نہیں لیا تھا۔ بلکہ، رحیم رب ہونے کے ناطے، اس نے آدم کو آزمائش سے گزرنے دیا تاکہ وہ اپنی گھناؤنی کمزوری کے نتائج کو سمجھ سکے۔ تاکہ وہ اور اس کی اولاد آخرت کی کامیابی کے لیے اس پر قابو پانے کی کوشش کریں۔ تفریح کے لیے ایسا کرنا اللہ کی صفات کے خلاف ہے۔ یہ اس کی بنی نوع انسان سے محبت کا نتیجہ ہے کہ اس نے ان کی رہنمائی کے لیے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور رسول بھیجے۔ اے اللہ ہمیں معاف فرما ہم نے جنت کی آزمائش سے سبق نہیں سیکھا۔ بے شک ہم اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں، لیکن تو بڑا مہربان ہے، ہمیں اس راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما جو تو نے ہمارے لیے چنا ہے۔ آمین!

زمین کے سات آسمانوں سے باہر نہیں نکل سکتے

ایک دفعہ تہجد کی نماز میں سورہ الرحمٰن کی تلاوت کرتے ہوئے آیات 33-36 نے مجھے چونکا دیا اور مجھے ان پر مزید گہرائی سے غور کرنے پر مجبور کیا۔ آیات میں کہا گیا ہے: اے گروہِ جنّ وانس! اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو۔ نہیں بھاگ سکتے۔ اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔ اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟ بھاگنے کی کوشش کرو گے تو تم پر آگ کا شعلہ اور دُھواں چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔ پس اے جِنّ وانس! تم اپنے رب کی کِن کِن قدرتوں کا انکار کرو گے (55:33-36)؟ یہ آیات ہمیں بتا رہی ہیں کہ انسان اور جن دونوں اگر زمین کے مقناطیسی مدار سے باہر نکلنے کی کوشش کریں گے تو انہیں ایک غیر معمولی قوت (راکٹ) کی ضرورت ہو گی۔ اگر انسان اور جن بیرونی خلا میں جانے

کی کوشش کریں تو زمینی چھت کے باہر انہیں زبردست تابکاری، تیز رفتار ذرات اور دھوئیں کا سامنا کرنا پڑے گا جس سے وہ بچ نہیں سکتے۔ چاند پر اترنے کے ڈرامے کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے، آج سائنسدان ہمیں بتاتے ہیں کہ زمین ایک طاقتور مقناطیسی مدار بناتی ہے جسے وین ایلن بیلٹ کہا جاتا ہے، جو ہمیں شمسی طوفان اور کائناتی شعاعوں سے بچاتا ہے جو 100 ارب ایٹم بموں کے برابر ہیں۔ ہمارے پاس ایسے ملبوسات نہیں ہیں جو ہمیں ایسی طاقتور شعاعوں سے بچا سکیں۔ چونکہ چاند پر ہوا، نمی یا زندگی نہیں ہے، اس لیے امریکی پرچم کو اپنی اصلی حالت میں رہنا چاہیے۔ پھر وہ جھنڈا کہاں ہے؟ یہ دوربین کے ذریعے کیوں نظر نہیں آتا؟

مسلم بنی اسرائیل کو آج بھی فضیلت حاصل ہے

قرآن کی آیت (2:47) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بنی اسرائیل ! یاد کرو میری اُس نعمت کو، جس سے میں نے تمھیں نوازا تھااور اس بات کو کہ میں نے تمھیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی۔ اس سے پہلے میں ان علماء سے اتفاق کرتا تھا جو کہتے تھے کہ یہ آیت اُس وقت کے مسلم بنی اسرائیل کے لیے تھی۔ آج جب عالمگیر منظر نامے اور حدیث نبوی پر غور کیا جائے تو میری رائے ہے کہ مذکورہ آیت جو کہتی ہے وہ امت محمدیہؐ کے قبیلہ بنی اسرائیل کے لیے آج بھی صحیح ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور قیامت تک جہاد جاری رکھے گا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں تو نبیؐ نے فرمایا کہ وہ مسجد اقصیٰ کے آس پاس رہنے والے مومن ہوں گے۔ آج حماس کی جدوجہد اور فلسطینیوں کی استقامت کو دیکھ کر ہم انہیں امت محمدیہؐ میں بنی اسرائیل کا قبیلہ تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح جن افغانوں نے افغانستان میں انگریزوں، روسیوں اور امریکیوں کے خلاف مزاحمت کی وہ بھی امت محمدیہ میں سے قبیلہ بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ پوری مسلم دنیا میں یہ دو گروہ ہیں جو ظالم کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ پس میرے خیال میں اس آیت نے جو کہا ہے وہ آج بھی امت محمدیہ میں قبیلہ بنی اسرائیل کے لیے درست ہے۔

زقوم کا درخت جہنم کی تہہ میں اگتا ہے

کفار ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ قرآن کہتا ہے کہ زقوم کا درخت جہنم کے نیچے (یعنی آگ میں) اگتا ہے۔ قرآن نے ان کی غلط فہمی کو درج ذیل آیات میں واضح کیا: ہم نے اُس درخت کو ظالموں کے لیے فتنہ بنا دیا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو جہنّم کی تہہ سے نکلتا ہے۔ اُس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر۔ جہنّم کے لوگ اسے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے، پھر اس پر پینے کے لیے ان کو کھولتا ہوا پانی ملے گا (تونس لگے ہوئے اُونٹ کی طرح پیو گے)۔ اور اس کے بعد ان کی واپسی اِسی آتشِ دوزخ کی طرف ہو گی (37:63-68)۔ یہ آیات اس

بات پر دلالت کرتی ہیں کہ زقوم کا درخت جہنم کی تہہ میں اگے گا لیکن جہنم کی آگ میں نہیں۔ میرے خیال میں یہ جہنم کے ایک ایسے علاقے میں اگیں گے جو جہنمیوں کے لیے فوڈ کورٹ کا کام کرے گا۔ جہنم والے زقوم کے درخت کا پھل چبا چبا کر پیٹ بھر کر کھائیں گے اور اس پر کھولتا ہوا پانی پئیں گے (شاید جیسے ہم ابلتی ہوئی چائے پیتے ہیں)۔ پیٹ بھر کر کھانے کے بعد جہنمیوں کو جہنم کی آگ میں لوٹا دیا جائے گا۔

مزید جب مندرجہ ذیل آیات پر غور کیا جائے تو: "جہنم والے ضرور اس میں سے کھائیں گے (کھانے پر مجبور نہیں ہوں گے) اور اس سے اپنے پیٹ بھریں گے۔ پھر اُس کے اوپر اُن کے لیے اُبلتا ہوا پانی ہو گا۔" ایک منظر ذہن میں آتا ہے، دوزخیوں کو کھانا کھلانے کے لیے فوڈ کورٹ میں لے جایا جائے گا۔ یہاں کا اگر درجہ حرارت 50 ڈگری سینٹی گریڈ ہو، تو یہ ان کے لئے ایک ایئر کنڈیشنڈ کمرہ ہو گا۔ کھانے سے انکار کرنے والوں کو بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف لوٹنا پڑے گا۔ لہٰذا، ایئر کنڈیشنڈ علاقے میں اپنے قیام کو طول دینے کے لیے، وہ غالباً زقوم کے درخت کو چبا چبا کر کھاتے رہیں گے جب تک کہ ان کے پیٹ اوپر تک نہ بھر جائیں اور وہ مزید کچھ نہ کھا سکیں۔ وہ شاید ابلتا ہوا پانی اس طرح پئیں گے جس طرح ہم گرم چائے پیتے ہیں۔ اسی طرح یہ علاقہ شدید سردی کے عذاب کو برداشت کرنے والوں کے لیے ایک گرم کمرہ ہو گا۔

مزید قرآن کہتا ہے: بے شک زقوم کا درخت گناہ گاروں کا کھانا ہو گا۔ پیٹ میں وہ اِس طرح جوش کھائے گا۔ جیسے تیل کی تلچھٹ جیسا کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے (44:43-46)۔ جب ان آیات پر غور کیا جائے اور رمضان میں زیادہ کھانے کے اثرات سے ان کا موازنہ کیا جائے تو نتیجہ ایک جیسا نکلتا ہے: یعنی پیٹ کی تکلیف، اپھارہ اور تیزابیت۔ فرق یہ ہے کہ جہنم کے باشندے کھانے کی جگہ میں اپنے قیام کو طول دینے کے لیے زیادہ کھاتے ہیں، جب کہ ہم رسول اللہؐ کی تعلیمات کو نظر انداز کرتے ہوئے بہت زیادہ کھاتے ہیں، اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونے کی جلدی میں ہیں۔ وجوہات: i) ماہِ رمضان کا مقصد ہمارے جسم کو روحانی اور جسمانی طور پر شفا دینا تھا، لیکن زیادہ کھانے کی وجہ سے ہم بیمار ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی روحانیت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ ii) خاص طور پر رمضان میں ہمیں ہدایت کی گئی کہ ضرورت مندوں کا خیال رکھیں اور ان کی مشکلات کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ رمضان کے دوران ہمیں روحانی اور جسمانی طور پر صحت مند بننے کے لیے لنچ (یعنی کم کھانا) چھوڑنا تھا۔ طلب و رسد کے قانون کی رو سے اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں کم ہو جاتیں جو غریبوں کے لیے فائدہ مند ہوتیں۔ اس کے بجائے، ہم نے اسے دعوتوں کا مہینہ بنا دیا، کھانے پینے کی اشیاء کی مقدار کو دوگنا کر دیا جس کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، جس کے لیے ہم مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر جوابدہ ہوں گے: 1) رمضان میں زیادہ کھانے اور کھانے کے ضیاع کی وجہ سے اشیائے خوردونوش کی قیمتیں

آسمان کو چھونے لگتی ہیں، جس سے غریب بے سہارا اور محتاج عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ 2) صحیح روزہ (پھر پیٹ بھر کر نہ کھانا) اندرونی بیماریوں کو ٹھیک کرتا ہے اور آپ کو صحت مند بناتا ہے، جب کہ زیادہ کھانا بیمار کرتا ہے۔ رمضان المبارک کے دوران ہم میں سے اکثر بیمار ہو جاتے ہیں اور وہ قیمتی رقم جو ضرورت مندوں پر خرچ کی جانی تھی، ڈاکٹروں کی فیس ادا کرنے پر خرچ ہو جاتی ہے۔ 3) رمضان میں ہمیں ضرورت مندوں کا خیال رکھنا تھا، ہم نے ان کے لیے مشکلات پیدا کیں۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ جہنمی آگ سے باہر زیادہ وقت گزارنے کے لیے زیادہ کھاتے ہیں، جب کہ ہم اس میں داخل ہونے کی جلدی میں زیادہ کھاتے ہیں۔ انا اللہ

اللہ باری تعالیٰ

1 اللہ کی باری تعالیٰ کی صفات: نہایت بزرگ و برتر ہے اللہ جس کے ہاتھ میں (کائنات کی) سلطنت ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ واحد و یکتا ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسے کسی کی ضرورت نہیں جبکہ سب کو اُس کی ضرورت ہے۔ اُس نے نہ کسی کو جنا اور نہ ہی وہ جنا گیا اور نہ کوئی اُس کا ہمسر ہے۔ اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے، نہ اس کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے، اور نہ ہی کمزوری کی وجہ سے اسے اپنی حفاظت کے لیے کسی کی ضرورت ہے۔ وہ پاک ہے اس کمزوری سے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو ۔ تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں جو ساری کائنات کا ربّ ہے۔ وہ نہایت رحم کرنے والا اور نہایت مہربان (الرحمٰن) ہے۔ یعنی وہ اس دنیا میں ہر ایک پر مہربان ہے، جب کہ الرحیم کی صفت اللہ کی اس اضافی رحمت کو بیان کرتی ہے جو اس نے قیامت کے دن مومنوں کے لیے مخصوص کر رکھی ہے۔ وہ قادر مطلق اور ہر چیز کا خالق ہے۔ وہ اکیلا کائنات کے تمام امور کو چلاتا ہے۔ وہ ہر چیز پر گواہ ہے، زمین اور آسمانوں میں سے کوئی ذرہ یا جو اس سے چھوٹا یا بڑا ہو اس سے پوشیدہ نہیں ، ہر چیز ایک روشن کتاب میں پہلے سے درج ہے۔ اس نے رات کو روشنی سے خالی اور دن کو روشن بنایا تاکہ انسان اس پر غور کرے۔ وہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات اور اپنے بندوں کے تمام گناہوں سے پوری طرح باخبر ہے۔ وہ بڑا بردبار اور بہت معاف کرنے والا ہے۔ اسے کسی بھی نام سے پکارو - اللہ یا رحمان - اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ تمام بہترین نام اسی کے ہیں۔

اللہ ابدی، زندۂ جاوید ، خود قائم رہنے والی ہستی ہے، جو کائنات کی تمام ترتیب کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اُونگھ آتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے ، اُسی کا ہے کون ہے جو اُس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اُسے بھی وہ

جانتا ہے اور جو کچھ اُن سے اوجھل ہے ،اُس سے بھی وہ واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفتِ ادراک میں نہیں آ سکتی اِلّا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی اُن کو دینا چاہے۔ اُس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔ وہ ہر چیز کا گواہ ہے۔ وہ بطور منصف اور تمام امور کے نگران کے طور پر کافی ہے۔

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ کائنات میں اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو، چراغ ایک فانوس میں ہو، فانوس کا حال یہ ہو کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا، اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی، اور ایک بابرکت درخت کے زیتون کے تیل سے چراغ جلایا جاتا ہے جو نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی: اس کا تیل ایسا ہے کہ وہ خود ہی بھڑک جاتا ہے حالانکہ اسے کسی آگ نے چھوا نہیں ہے (ابدی ہونے کی تعریف)، روشنی پر روشنی۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ وہ لوگوں پر پیغام واضح کرنے کے لیے تمثیلیں بیان کرتا ہے۔ وہ ہر چیز کا کامل علم رکھتا ہے۔

وہ غیب کی کنجیوں کا مالک ہے۔ اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ہر گرتا ہوا پتا کس جانب گرے گا اور وہ ہر کھلے یا زمین کے اندھیرے میں پڑے ہوئے دانے کے بارے میں جانتا ہے، چاہے وہ سبز ہو یا خشک، چاہے دن ہو یا رات۔ وہ ہمارے دلوں کے بھید تک جانتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اسی طرح، چاہے کوئی چپکے سے بات کرے یا اونچی آواز میں، چاہے کوئی اندھیرے میں چھپے، یا دن کے اُجالے میں پھرے، یہ سب اس کے لیے یکساں ہے۔ ہم اپنے اعمال اس سے چھپا نہیں سکتے۔ اس کے سوا کوئی حامی و مددگار نہیں۔ وہ محافظ اور مددگار کے طور پر ہمارے لیے کافی ہے۔ وہ العلیم ہے، السمیع ہے، الحکیم ہے، الرحیم ہے۔

تمام بہترین نام (صفات) اسی کے لیے ہیں۔ اسی نے زمین اور ساتوں آسمانوں کو اور جو کچھ ان میں ہے، اس کو پیدا کیا۔ اس کا عرش پوری کائنات پر محیط ہے۔ تمام معاملات فیصلے کے لیے اس کے پاس لائے جاتے ہیں۔ وہ نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ وہ کائنات کے تمام خزانوں کا مالک ہے اور اس نے ہر چیز کو زمین پر مناسب مقدار میں اتارا ہے۔ اسے علم ہے کوئی کیا چھپاتا ہے اور کیا ظاہر کرتا ہے اور اس سے زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ القوی، العزیز، البصیر، الحلیم، العفو، السمیع، العلی، الرزاق اور الکبیر ہے۔ تمام معاملات کا انجام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ قادر مطلق ہے جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اتنا کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ **اس میں نشانیاں ہیں غور کرنے والوں کے لیے۔**

اللہ نے جنت اور جہنم بنائے۔ اور اس نے کائنات کی تخلیق کا آغاز (بگ بینگ) بڑے دھماکے سے کیا اور کائنات کی ہر چیز کو دھماکے کے دھوئیں سے چھ دنوں میں تخلیق کیا۔ اس نے ساتوں آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ اس نے ساتوں آسمانوں کو بغیر سہارے کے بلند کیا اور پہلے آسمان پر ایک چراغ (سورج) اور ایک چمکتا ہوا چاند رکھا جو ایک قانون کے تابع ہیں۔ اس نے ہمارے لیے وقت، دنوں، مہینوں اور سالوں کا تعین کرنے کے لیے چاند اور سورج کے مراحل بنائے اور ستاروں کو اندھیرے میں راستہ تلاش کرنے کا ذریعہ بنایا۔ اللہ کے نزدیک وقتِ تخلیق سے مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ زمین وآسمان اور ان میں موجود ہر چیز کی تخلیق حق پر ہے اور تم رحمان کی تخلیق میں کسی قِسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے، اور قیامت کی گھڑی ضرور آئے گی۔

اس نے خلاء سے زمین پر مقررہ مقدار میں پانی اتارا۔ اس نے زمین کو بچھایا اور اس میں پہاڑوں کو کھونٹے بنا کر گاڑ دیا تاکہ اسے مستحکم کر سکیں، جن سے چشمے اور دریا نکلتے ہیں اور ہر چیز کو ایک مقدار سے اگایا۔ اس نے پانی کا چکر بنایا جس سے وہ بادلوں کو چلاتا ہے، پھر وہ ان کو مرتب کرتا ہے، پھر ان کی تہہ لگاتا ہے، پھر تم دیکھتے ہو کہ بارش کے بھیگے ہوئے بادلوں کے درمیان سے بارش کی بوندیں گرتی ہیں، تاکہ پینے اور کھیتی کے لیے وافر مقدار میں پانی موجود ہو۔ اور اس کے ذریعے وہ ہر قسم کے پودے اور سبزہ زار اور درخت، مویشیوں کا چارہ پیدا کرتا ہے، اور فصلیں جیسے زیتون، کھجور، بیلیں اور مختلف پھلوں کی کاشت میں سہولت فراہم کرتا ہے۔ وہی اناج اور پھلوں کی گٹھلی کو اگاتا ہے اور اس نے تازہ گوشت فراہم کرنے کے لیے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے۔ اور اسی کے ذریعے وہ تمام مخلوقات کو رزق پہنچاتا ہے۔ وہ بعض کو کشادہ رزق دیتا ہے اور بعض کو تنگی سے۔ اس نے دریاؤں، سورج اور چاند کو مسلسل اپنے راستے پر چلنے کے لیے مسخر کیا۔ اس نے رات اور دن کو مسخر کیا۔ پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا اور کائنات کے تمام امور کو چلا رہا ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے، اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے۔ **اللہ نے یہ سب کچھ ایک مقصد کے لیے بنایا ہے۔**

اس نے زمین کو پہاڑوں سمیت پھیلایا، اس میں راستے بنائے۔ اس نے آسمان سے بارش برسائی، اس سے طرح طرح کے پودے اگائے، اور مویشیوں کے لیے چراگاہیں بنائیں۔ اس نے خوراک، لباس اور مشقت کے لیے مویشی، گھوڑے، گدھے اور خچر بنائے۔ مخلوقات میں سے کچھ وہ ہیں جو پیٹ کے بل رینگتے ہیں، اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اس نے فرشتوں کو قاصد کے طور پر مقرر کیا، جن کے پروں کی تعداد دو دو، تین تین اور چار چار ہے۔ اس نے ہر چیز کو کمال کے ساتھ پیدا کیا۔ وہ اپنی تخلیق میں جیسا چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔ اس نے ہر چیز کو کمال کے ساتھ

پیدا کیا۔ وہ اپنی تخلیق میں جیسا چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ **اس میں نشانیاں ہیں غور کرنے والوں کے لیے۔**

اس نے انسان کو مٹی سے اور جنات کو آگ سے پیدا کیا۔ وہ سب کا وارث ہے۔ اس کو ان کے اجداد اور ان کی آنے والی نسلوں تک کا علم ہے اور وہ ان سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا۔ اگرچہ اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، لیکن اس کی سزا بھی بہت سخت ہے۔ اس نے تمام انسانیت کو ایک وجود سے پیدا کیا۔ اس نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور اس سے اس کی جوڑی (حوا) کو (اس کی پسلی سے) پیدا کیا، اور پھر اس کی اولاد کو منی کے حقیر پانی سے پیدا کیا اور انسان کو نتیجہ اخذ کرنے کا احساس دیا، اور ان سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ انسان مٹی سے پیدا ہوا، اس کے لیے مقدر ہے مٹی میں واپس جانا، اور بالآخر اسی مٹی سے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اللہ کبھی بھی کسی چیز کو بغیر مقصد کے پیدا نہیں کرتا۔ اس نے ہمیں ہماری ماؤں کے پیٹ میں جیسا چاہا بنایا۔ اس نے انسان کو کمزوری کی حالت میں پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد اسے طاقت دی، پھر طاقت کے بعد اسے کمزور اور بوڑھا کر دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کس جگہ مرے گا۔ پھر بھی انسان خالق کے بارے میں جھگڑتا ہے اور شاذ و نادر ہی شکر گزار ہوتا ہے۔ اس نے اپنے اوپر سیدھا راستہ دکھانے کا ذمہ لیا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت دے سکتا تھا۔

اس نے موت اور زندگی کو تخلیق کیا تاکہ تم لوگوں کو آزمائے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے، اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔ اس نے ہر ایک کے لیے زندگی کی مدت اور اس کے ٹھکانے کا فیصلہ کیا۔ وہ جانتا ہے جو ہر مادہ پیدا کرتی ہے۔ زمین پر جو کچھ ہے اس کو لوگوں کی آزمائش کے لیے زینت بنایا گیا ہے۔ وہ ہر ایک کی دعا کا جواب دیتا ہے، خواہ وہ بلند آواز سے کہی جائے یا سرگوشی سے یا دلوں میں۔ وہ اپنی مخلوق کو رزق دیتا ہے، جب کہ وہ خود بے نیاز اور خود کفیل ہے۔ اگر وہ چاہے تو انسانوں کے بجائے نئی مخلوق لے آئے۔ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شمار یا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ لوگوں کے لیے رحمت کا جو بھی دروازہ کھول دے اسے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جس دروازے کو وہ بند کر دے اسے اس کے بعد کوئی کھولنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ وہ العلیم، الصمد، الحمید، الغفور ہے۔ اس نے انسان کو زمین پر خلیفہ بنایا اور کائنات کو انسانوں کے لیے مسخر کیا۔ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ پھر بھی انسان بڑا ظالم ہے، حد سے زیادہ ناشکرا ہے۔ قیامت کے دن وہ زمین کو بنجر میدان میں بدل دے گا۔ وہ ان لوگوں کو بخش دیتا ہے جو ایمان لائے، توبہ کرتے ہیں، نیک عمل کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر چلتے ہیں۔ **وہ قادر مطلق ہے۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی حمد و ثناء کرتی ہے اور اسے سجدہ کرتی ہے۔**

بغیر کسی استثناء کے، ہر کسی نے اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ ارحم الراحِمین ہے۔ آخرت میں سب اس کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ یہ اس کی رحمت ہے کہ وہ ہمیں نافرمانی پر فوراً سزا نہیں دیتا۔ ہر کوئی سخت مصیبت کے وقت اسے پکارتا ہے (یہ ہمارے جین اور تحت الشعور میں پیوست ہے)۔ اگر وہ چاہتا تو ہم سب ایمان لے آتے۔ اسے اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے معاف کر دے یا سزا دے۔ یہ نشانیاں ہیں غور کرنے والوں کے لیے۔ اسی طرح انسانوں کے لیے رات اور دن کی تبدیلی اور زمین وآسمان کی تخلیق میں نشانیاں ہیں۔ اگر اللہ کسی کو مصیبت میں مبتلا کرے تو اس کے سوا کوئی اسے دور نہیں کر سکتا، وہ العزیز ہے۔ **کوئی بصارت اس کا ادراک نہیں کر سکتی جبکہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ وہی ہے جس سے تمام دعائیں مانگنی چاہئیں۔**

وہ اپنے احکام پہنچانے کے لیے فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کا انتخاب کرتا ہے۔ وہ اپنے کام کے لیے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ انتخاب کرنا لوگوں کا کام نہیں۔ وہ بابرکت ذات ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا **تاکہ وہ تمام انسانوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔** جو پچھلی کتابوں، تورات، زبور اور انجیل کی تصدیق کرتا ہے۔ اس نے ایسی وحی نازل کی جو حقیقت کو بالکل واضح کر دیتی ہے۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کی تقدیر مقرر کی۔ اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرنا چاہیے۔ وہ حی والقیوم، والقدیر ہے۔ اس نے تمام مخلوقات کو پانی سے پیدا کیا۔ اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ قیامت کے دن وہ تمام انسانوں کو زندہ کرے گا جس میں کوئی شک نہیں۔ جس طرح وہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے (پودے)۔ اسی طرح وہ مرنے کے بعد انسان کو زندہ کرے گا۔ انسان کی تخلیق اور دوبارہ زندہ کر کے اٹھانا اس کے لیے اتنا ہی آسان ہے جتنا کہ ایک نفس کی تخلیق ہے۔ صرف وہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور وہ تمام انسانوں اور جنوں سے ان کے اعمال کا حساب لے گا۔ وہ مومنوں کو جزا دے گا جنھوں نے نیک اعمال کیے ہوں گے اور کافروں کو سزا دے گا۔ وہ اپنے وعدے کے خلاف کبھی نہیں جاتا۔ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے۔ **اس میں یقیناً عقل والوں کے لیے عبرت ہے۔**

وہی زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے۔ اس نے بنی آدم کی نسلوں کی پشتوں سے ان کی نسلیں پیدا کیں اور ان سے (آسمان میں) عہد لیا کہ کیا وہ ان کا ربّ ہے؟ سب نے اس کی گواہی دی کہ وہ ان کا ربّ ہے۔ یہ اس لیے تاکہ جزا کے دن وہ جہالت کا دعویٰ نہ کر سکیں، یا دوسرے معبودوں کی پرستش کا جواز یہ کہہ کر پیش نہ کر سکیں، کہ

وہ اپنے آباء و اجداد کی پیروی کرتے تھے اور اس سے بے خبر تھے۔ ان سب کو جہنم کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا (اس لیے قیامت کے دن کوئی عذر پیش نہیں کیا جا سکے گا، ہر کوئی اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہو گا)۔

قرآن میں جب ہم اللہ کی سب سے بڑی صفت العدل پر غور کرتے ہوئے مندرجہ ذیل آیت کے ساتھ ملا کر پڑھیں جو کہتی ہے: انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اُس نے سعی کی ہے (اچھی یا بری) اور یہ کہ اُس کی سعی عنقریب دیکھی جائے گی پھر اُس کی پوری جزا اُسے دی جائے گی (53:39-41)۔ اور مزید ذیل میں مذکور حدیث قدسی پر غور کریں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: 1) "اے میرے بندو، میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور تم پر بھی اسے حرام کر دیا ہے، لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ 2) اے میرے بندو، تم سب گمراہ ہو سوائے ان کے جن کو میں نے ہدایت دی ہے پس تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ 3) اے میرے بندو، تم سب بھوکے ہو سوائے ان کے جنہیں میں نے کھلایا ہے پس تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ 4) اے میرے بندو، تم سب ننگے ہو سوائے ان کے جنہیں میں نے لباس پہنایا ہے پس مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔ 5) اے میرے بندو، تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہ معاف کرتا ہوں پس تم مجھ سے معافی مانگو میں تمہیں بخش دوں گا۔ 6) اے میرے بندو، تم میں مجھے نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں کہ مجھے نقصان پہنچا سکو، اور نہ مجھے فائدہ پہنچانے کے قابل ہو کہ مجھے فائدہ پہنچا سکو۔ 7) اے میرے بندو، اگر تمہارے پہلے والے اور تمہارے بعد والے تمام انسان اور جن سب مل کر تم میں سے انتہائی متقی انسان کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ 8) اے میرے بندو، اگر تمہارے پہلے والے اور تمہارے بعد والے تمام انسان اور جن سب مل کر تم میں سے انتہائی فاجر انسان کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ 9) اے میرے بندو، اگر تمہارے پہلے والے اور تمہارے بعد والے تمام انسان اور جن سب مل کر ایک کھلے میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کو اس کی مانگی ہوئی چیز عطا کر دوں تو اس سے جو میرے خزانے میں اتنی بھی کمی نہیں ہو گی جتنی ایک سوئی کو سمندر میں ڈبونے سے ہوتی ہے۔ 10) اے میرے بندو یہ تمہارے اعمال ہیں جن کا میں تم سے حساب لیتا ہوں اور پھر تمہیں اس کا بدلہ دیتا ہوں، لہٰذا جس کو بھلائی ملے وہ اللہ کی حمد و ثنا کرے اور جس کو اس کے علاوہ کچھ اور ملے وہ اپنے سوا کسی کو موردِ الزام نہ ٹھہرائے (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)۔ اور آخر میں قرآنی آیات پر غور کریں جو کہتی ہیں: الف) اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا (40:31)۔ ب) کہو، کیا میں اللہ کے سوا کوئی رب تلاش کروں جبکہ وہ سب کا رب ہے؟ ج) ہر شخص اپنے اعمال کے لیے خود جوابدہ ہے، اور کوئی دوسرا اس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ چ) تم سب نے اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے اور وہ تمہیں

ان امور سے آگاہ کرے گا جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ ح) ہماری پسندیدہ انتخاب کی آزادی ہمیں قادر مطلق رب کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔ جب ہم قرآنی آیات اور مذکورہ حدیث قدسی کے پہلے اور آخری جملہ پر غور کرتے ہوئے جب قرآن میں مذکور الفاظ "یشاء" اور "تشاء" کے تصور پر غور کریں تو عربی کے مطابق اس کا مفہوم یہ بنتا ہے: اس طرح یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ عربی میں قرآن کی وہ آیات جہاں "یشا" اور "تشا" آیا ہے ان کا مطلب ہے کہ جو چاہتا ہے، اللہ اسے عزت دیتا ہے اور جو چاہتا ہے، اللہ اسے ذلت دیتا ہے۔ جو چاہتا ہے، اللہ اسے ہدایت دیتا ہے۔ جو چاہتا ہے، اللہ اسے گمراہ ہونے دیتا ہے (یعنی جو بوؤ گے وہی کاٹو گے)۔ اسی لیے مذکورہ حدیث قدسی کہتی ہے کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لیے بھی اللہ کو پکارو۔ تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں تھکن چھوئی بھی نہیں۔ تو کیا ہم پہلی تخلیق سے ہی اکتا گئے؟ ہرگز نہیں، لیکن وہ دوبارہ تخلیق کے بارے میں شک میں پڑے ہیں۔ بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم اس کے دل کی باتوں کو جانتے ہیں اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔ (اور ہمارے اس براہِ راست علم کے علاوہ) دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں۔ کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو (50:38,15-18)۔

اللہ غفور ورحیم ہے: اللہ انسان کا بہترین دوست ہے، وہ بہت جلد راضی ہو جاتا ہے، وہ ہمیں کبھی یاد نہیں کرواتا کہ ہم نے کیا کیا تھا، اور وہ کبھی کسی کو اپنے دروازے سے مایوس واپس نہیں لوٹاتا ہے۔ اس کو سمجھانے کے لیے قرآن سورت بروج میں ایک توحید پرست عیسائی قبیلے کی کہانی بیان کرتا ہے، جو یمن میں رہتا تھا۔ اُس وقت یمن کا حکمران ایک مشرک تھا۔ اُس نے مومن عیسائی قبیلہ کو اپنے مذہب کو تبدیل کرنے پر مجبور کیا۔ جب اُنہوں نے اپنا مذہب تبدیل کرنے سے انکار کر دیا، تو بادشاہ نے خندقیں کھودنے کا حکم دیا۔ جب خندقیں تیار ہو گئیں، تو اُس نے لکڑیوں سے خندقوں میں آگ جلوائی، اور حکم دیا کہ قبیلہ کے بچے، بوڑھے، جوان، مرد و عورتوں کو آگ میں پھینک دیں۔ وہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔ یہ نہ صرف انسانیت کے خلاف بلکہ سب سے بڑھ کر اللہ کے محبوب بندوں کے ساتھ ظلم کی انتہا تھی۔ اگر کوئی اور ہوتا تو وہ اُن سب کو قتل کر دیتا اور اُن سے منسوب ہر چیز تباہ کر دیتا۔ لیکن ہمارے رحیم ربّ نے قرآن میں فرمایا، وہ لوگ جنہوں نے یہ کریہہ جرم کیا ہے، اگر وہ نادم نہ ہوئے تو پھر وہ جلائے جانے والی اذیت اور جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُن لوگوں کے لیے بھی اپنی رحمت کا دروازہ کھلا

رکھا،اُن کے لیے جنھوں نے اس کے ماننے والے اہل ایمان کو زندہ جلادیا تھا۔ یہ ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ، میرا اور آپ کا رب۔

ہمارے علماء ہمیں تنبیہ کرتے ہیں کہ اگر ہم نے فلاں اور فلاں لفظ کو غلط پڑھا تو ہم کافر ہو جائیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ ایک شخص اپنے سامان سے لدھے ہوئے اونٹ کے ساتھ صحرا میں سفر کر رہا تھا۔ وہ آرام کے لیے رکا اور سو گیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو دیکھا کہ اس کا اونٹ غائب ہے۔ وہ اونٹ ڈھونڈنے لگا لیکن بے سود۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے پاس نہ کھانا ہے، نہ پانی ہے اور نہ وہ پیدل صحرا کو پار کر سکتا۔ آخرکار، تھک کر اور مایوس ہو کر، اس نے خود کو پیاس سے مرنے کے لیے تیار کیا۔ وہ لیٹ گیا اور سو گیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو دیکھا کہ اس کا اونٹ اپنے سامان سے لدا ہوا اس کے سامنے کھڑا ہے۔ وہ اس قدر خوش ہوا کہ خوشی سے اس کی زبان سے اُلٹ الفاظ نکلے کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا مالک ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کی گرفت نہیں کی۔ جب گناہ گار توبہ کرتا ہے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ اس شخص سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کہ وہ اللہ سے تھا(صحیح مسلم 7060)۔

ایک کہانی پڑھنے کا اتفاق ہوا جہاں ایک شخص شراب میں رات بھر دھت رہتا، جب نمازی فجر کے لیے مسجد میں جاتے تو وہ اُن کو گالیاں دیتا، اور اُن سے بدسلوکی کرتا۔ پھر ایک رات نے اُس کی زندگی کو بدل کر رکھ دیا۔ اگلے دن اُس کو فجر کے وقت مسجد میں دیکھا گیا، لوگ سمجھے کہ راستہ بھول گیا ہے۔ رات وہ پھر مسجد میں تھا، امام مسجد اُس کے پاس گئے اور اُس سے کہا کہ وہ اپنی کہانی سنائے۔ آدمی نے کہا کہ ایک رات جب لوگ مسجد کی طرف جا رہے تھے تو میں نے اذان کی آواز غور سے سنی جو کہہ رہی تھی، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اذان کی یہ صدا میرے دل کو لگی، مجھے اپنی حالت پر بہت ندامت ہوئی، اور میں اپنے کئے پر شرمندہ ہوا۔ اذان کی آواز نے میرے دل کو چھو لیا، مجھے اپنی حالت پر شرمندگی اور ندامت محسوس ہوئی، میں نے دوڑ کر اپنے آپ کو اپنے کمرے میں بند کر لیا اور خالق کائنات کے سامنے عاجزی وانکساری کے ساتھ سجدہ ریز ہو گیا، اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور کہا، "اے میرے ربّ میرے اور تیرے درمیان ایک رکاوٹ ہے، میں اسے توڑ نہیں سکتا، لیکن میں جانتا ہوں کہ تو اُسے توڑ سکتا ہے"۔ اس نے کہا کہ جوں ہی میں نے یہ کہا رکاوٹ ٹوٹ گئی، اور میں نے دل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت محسوس کی اور فجر کے وقت میں مسجد میں تھا۔ سبحان اللہ!

ایک عالم ایک نوجوان کے ساتھ حج پر گیا۔ احرام پہننے کے بعد عالم نے تلبیہ پڑھا لبیک اللھم لبیک (اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ میں تیری خدمت میں حاضر ہوا۔ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ میں تیری خدمت میں حاضر ہوا) آسمان سے ایک آواز سنائی دی، جو کہہ رہی تھی کہ تیری حاضری قبول نہیں، اور تیری خدمت کی ضرورت نہیں۔ نوجوان نے عالم سے پوچھا، کیا اُس نے سنا جو اُس نے سنا ہے۔ عالم نے جواب دیا کہ وہ یہ آواز پچھلے چالیس سال سے سن رہا ہے۔ نوجوان نے کہا کہ پھر اپنے آپ کو کیوں مشقت میں ڈال رہے ہو؟ عالم نے رونا شروع کر دیا اور کہا کہ وہ کہاں جائے، اُس کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے در کے علاوہ کوئی در نہیں ہے۔ جوں ہی عالم نے یہ بات کہی آسمان سے آواز آئی کہ تیری حاضری بھی قبول ہے، تیری خدمت بھی قبول ہے (تفسیر روح البیان، جلد 10، Ref#6)۔ ہماری پسندیدہ آزادی قادر مطلق رب کی عطا کردہ ہے۔ قرآن کہتا ہے: "کہہ دو کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں جو سب کا رب ہے؟ **امید ہے کہ اللہ کی رحمت اب واضح ہو گئی ہو گی اور یہ ہمیں محرک کرے گی کہ ہم اپنے رحیم رب سے عشق کریں۔**

خلاصہ : بہت ہی بابرکت ہے اللہ ربّ العالمین۔ صرف اسی کی طرف رجوع کریں، اپنے دین کو خلوص کے ساتھ اس کے لیے وقف کریں۔ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر وہ تمہیں شیر خوار کی صورت میں پیدا کرتا ہے، پھر تمہیں پورے شباب تک پہنچاتا ہے، پھر تم کو بیکار عمر تک پہنچاتا ہے، جبکہ بعض کو پہلے بُلا لیتا ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ تم ایک مقررہ وقت تک پہنچو اور حقیقت کو سمجھو۔ وہ زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے۔ پس جو شخص اپنے ربّ سے ملاقات کا شوق رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے ربّ کی عبادات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ اس کی تسبیح اس انداز میں کرے جو اس کی شان کے لائق ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سات سمندر روشنائی بن جائیں اور سات سمندر مزید روشنائی فراہم کریں تو سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ وہ واحد اور یکتا ربّ ہے۔

اے مسلمانو! ہمارا مہربان ربّ اپنی مخلوق سے ان کی ماؤں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہے۔ اور اگر تم میں حق کی تلاش کی ذرا سی بھی خواہش ہے تو وہ اسے تمہارے لیے صراط مستقیم تک پہنچنے کا ذریعہ بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ جن لوگوں کو وہ تباہ کرنے والا ہے، ان میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو بالآخر اس کی اطاعت قبول کر لے گا۔ اس نے اس کی خاطر تین نبیوں کو قربان کیا (سورۃ یاسین)۔ سورت کہف میں خضرؑ نے ایک لڑکے کو قتل کیا۔ موسیٰؑ کے اعتراض پر انہوں نے ان سے کہا کہ اس کے والدین مومن تھے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ لڑکا

اپنی سرکشی اور کفر سے ان کو تنگ کرے گا، اس لیے ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے ان کو ایسی اولاد دے جو اخلاق میں بھی اس سے بہتر ہو اور جس سے صلۂ رحمی بھی زیادہ متوقع ہو۔ نوحؑ نے 950 سال تک تبلیغ کی یہاں تک کہ آخری شخص جو اللہ کے نزدیک ان کے نسب میں سے ایمان قبول کرے گا ایمان لے آیا۔ پھر نوحؑ کو حکم دیا کہ اس کی ہدایت کے مطابق ایک کشتی تیار کرے۔ اے اللہ ہم تیری محبت کو کبھی ٹھیک سے سمجھ نہ پائے، براہِ کرم ہمیں معاف فرما۔

اے اللہ میں تجھ سے دین کے معاملے میں استقامت کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے نیکی و بھلائی کی پختگی چاہتا ہوں، اور میں تجھ سے تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا سوال کرتا ہوں، اور تیری اچھی عبادت کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے لسان صادق اور قلب سلیم کا سوال کرتا ہوں، جس چیز کو تو جانتا ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اور میں تجھ سے اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو تو جانتا ہے، اور تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں ان گناہوں کی جنہیں تو جانتا ہے، تو بیشک ساری پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ ! ہمیں سیدھی راہ دکھانے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما۔ بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے ! اے اللہ ہم تیری محبت کو پوری طرح سمجھ نہ پائے۔ ہمیں معاف فرمااور ہماری رہنمائی فرما تاکہ ہم تجھ سے اپنے دل کی گہرائیوں سے پیار کریں اور اپنی پوری کوشش سے تجھ کو راضی کریں۔ آمین !

2 اللہ قادر مطلق ہے

اللہ کی قادر مطلقیت کا مطلب ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے، تمام مخلوقات پر مکمل اختیار رکھتا ہے۔ اسے اپنی مرضی کو نافذ کرنے کے لیے کسی اجازت یا مدد کی ضرورت نہیں ہے، اور اس کے فیصلے اثر و رسوخ یا الٹ پلٹ سے باہر ہیں۔ وہ اپنے اعمال کے لیے جوابدہ نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ واحد اور یکتا ہے۔ یہ دنیاوی زندگی غیب پر ہمارے یقین، خاص طور پر اللہ پر ایمان کا امتحان لیتی ہے۔ قرآن اس کی صفات اور اختیارات کو نمایاں کرتا ہے، جو اپنے خالق کو سمجھنے کے لیے ضروری ہیں۔ اس کی صفات کو پہچاننا ہمیں اس کی اطاعت، شکر گزاری اور تعظیم کے قابل بناتا ہے، حکومتوں اور اداروں کی طرف سے مقرر کردہ قوانین پر عمل کرنے کی طرح۔ پس تقویٰ کی آبیاری کے لیے اللہ کی صفات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کی ننانوے سے زیادہ صفات بیان کی گئی ہیں۔ میں چند آیات پر توجہ دوں گا جو ان صفات میں سے چند کو نمایاں کرتی ہیں، خاص طور پر ایک جو اس بات پر زور دیتی ہیں کہ اللہ سب سے بڑا عادل ہے۔

قرآن ہمیں بتاتا ہے: اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اُسے کئی گنا کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے (اور گناہ پر اس کے برابر) (4:40)۔ اُس کی نشانیوں میں سے ہے یہ زمین اور آسمانوں کی پیدائش، اور یہ جاندار مخلوقات جو اُس نے دونوں جگہ پھیلا رکھی ہیں۔ وہ جب چاہے انہیں اکٹھا کر سکتا ہے۔ تم لوگوں پر جو مصیبت بھی آئی ہے، تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے، اور بہت سے قصوروں سے وہ ویسے ہی در گزر کر جاتا ہے۔ تم زمین میں اپنے خدا کو عاجز کر دینے والے نہیں ہو، اور اللہ کے مقابلے میں تم کوئی حامی و ناصر نہیں رکھتے۔ (42:29-31)۔ وہ آسمانوں اور زمین کا موجِد ہے، اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے، اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ "ہو جا" اور وہ ہو جاتی ہے (2:117)۔ کہو، خدایا، ملک کے مالک، تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے، عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے (3:26)۔ اگر اللہ کی مشیت یہ ہوتی (کہ تم میں کوئی اختلاف نہ ہو) تو وہ تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، مگر وہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈالتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہِ راست دکھا دیتا ہے، اور ضرور تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس ہو کر رہے گی (16:93)۔ اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔ یہ لوگ دنیوی زندگی میں مگن ہیں، حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ایک متاعِ قلیل کے سوا کچھ بھی نہیں (13:26)۔ یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر اُن لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں، اور یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مگر اُن لوگوں کو جو بڑے نصیب والے ہیں۔ اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اُکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو، وہ سب سنتا اور جانتا ہے۔ وہ، اور وہ اکیلا، سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں۔ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر فی الواقع تم اُسی کی عبادت کرنے والے ہو (41:35-37)۔ وہ بے جان میں سے جان دار کو نکالتا ہے اور جان دار میں سے بے جان کو (3:27)۔ اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں، اور وہ تمہیں چھوڑ دے، تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے (3:160)؟ اور کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے کثرت سے رزق دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ وہ ان تمام پھلوں کو جانتا ہے جو اپنے خوشوں کے درمیان سے نکلتے ہیں اور وہ جانتا ہے کہ کون سی عورت حاملہ ہوئی ہے اور کس نے بچہ جنا ہے۔ اللہ کی یہ قدرتیں ہیں کہ قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور ان چیزوں سے بلند ہے جن کو وہ اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ اللہ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں جاتا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ کی رحمت اب واضح ہو گئی ہو گی۔

3 برائی کو کبھی اللہ کے ساتھ منسوب نہ کرو

زیادہ تر مسلمان اپنی لاعلمی میں یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ برائی کا خالق ہے۔ان کا یہ مفروضہ سطحی فہم پر مبنی ہے کہ چونکہ اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے، اس لیے اس نے برائی کو بھی پیدا کیا ہوگا، جو کہ ایک غلط مفروضہ ہے۔ عربی لفظ سبحان اللہ کا مطلب ہے اللہ تمام عیبوں اور برائیوں سے پاک ہے۔ پھر ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ برائی کا خالق ہے؟اسی طرح، قرآن اس بات پر زور دیتا ہے کہ تمام اچھائی کو اللہ سے منسوب کرو، جب کہ برائی کو انسانیت (آزادی انتخاب) سے منسوب کرو۔ یہ جملے اللہ تعالیٰ کے ساتھ برائی کی تخلیق کی نفی کے لیے کافی ہیں۔ اچھائی اور برائی ہستیاں نہیں ہیں، بلکہ یہ مذہبی، سماجی اور ثقافتی سیاق و سباق سے تشکیل پانے والے تقابلی تصورات ہیں۔ اچھے یا برے سمجھے جانے والے اعمال ان کے مقصد کے تناظر کے ساتھ ساتھ مذہبی اور علاقائی روایات پر منحصر ہوتے ہیں۔ انتخاب کی آزادی اختیار سے منسلک ہیں۔ زمین پر اللہ کے نائب ہونے کے ناطے انسان کو اس کے احکام پر عمل کرنا چاہیے، اس کی نافرمانی برائی ہے۔ اختیار اور انتخاب کی آزادی کچھ لوگوں میں خود اعتمادی، رواداری اور ہمدردی پیدا کرتی ہے، لیکن بدقسمتی سے اکثریت میں یہ تکبر، خود غرضی، حسد، ناراضگی اور عناد کا باعث بنتی ہے۔ اگر ہم اپنے بزرگوں کی بیان کردہ شیطان کی کہانی پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ایک بری ہستی کے طور پر پیدا نہیں کیا تھا۔ وہ ایک متقی جن تھا جسے اللہ کا قرب حاصل تھا۔ تاہم، آدم کی تخلیق اور تکریم کو دیکھ کر، وہ حسد اور بغض میں مبتلا ہو گیا (اختیار اور انتخاب کی آزادی کی وجہ سے)، جس سے اس کے کردار میں منفی خصلتیں پیدا ہو گئیں۔ شیطان کی برائی اس کے غلط انتخاب سے پیدا ہوئی۔ اس لیے اسے اس کا خالق کہا جا سکتا ہے اور اس برائی کو اس کی طرف منسوب کیا جانا چاہیے۔ اسی طرح جن مخلوقات کو اختیار اور انتخاب کی آزادی ہے ان کی تمام برائیاں ان کی طرف منسوب کی جانی چاہئیں نہ کہ اللہ رحمٰن کی طرف۔ اسی لیے قرآن کہتا ہے: کہو، "میں چڑھتے دن کے ربّ کی پناہ مانگتا ہوں **ان تمام چیزوں** کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہیں" (113:1-2)۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ اگر کائنات میں بااختیار دوسرے معبود ہوتے تو حسد، بغض اور دشمنی کی وجہ سے عالمگیر توازن تباہ ہو جاتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن میں پوچھتا ہے کہ کیا وہ غلام بہتر ہے جس کا ایک مالک ہو یا وہ غلام جس کے کئی مالک ہوں، ہر ایک اسے ادھر ادھر دھکیلے (الحمدللہ، اللہ واحد ربّ العالمین ہے)۔

برائی کرنے والوں کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ **پہلی قسم** انسانوں اور جنوں پر مشتمل ہے، جو اختیار اور انتخاب کی آزادی رکھتے ہیں۔ اس لیے ہم برائی کو اللہ کی طرف منسوب نہیں کر سکتے کیونکہ انسان اور جنوں نے اللہ کے احکام کے خلاف جا کر برائی کا انتخاب کیا۔ اچھائی اور برائی کا ادراک اعمال کے پیچھے چھپی نیت سے جڑا

ہوا ہے۔ مثال کے طور پر، کسی کو بلا وجہ قتل کرنا برائی سمجھا جاتا ہے، جب کہ ریاست ایک قاتل کو قتل کرے تو اسے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ یہاں قتل کا اچھا ہونا اور برا ہونا قتل کے محرکات پر منحصر ہے۔ جب کوئی شخص بلا وجہ کسی دوسرے شخص کو نقصان پہنچائے، تو یہ برائی ہے اور اگر وہ حق کی وجہ سے ایسا کرے تو وہ برا فعل نہیں ہے۔ یہاں بھی نقصان کی اچھائی یا برائی محرکات پر منحصر ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ضرورت مند کی مدد کرتا ہے تو اسے اچھا سمجھا جاتا ہے جبکہ مجرموں کی مدد کرنا برا ہے۔ مدد کرنا اچھا ہے یا برا، یہ بھی محرکات پر منحصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نیک اعمال کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ کوئی یہ پوچھ سکتا ہے: پھر برائی کیا ہے؟ اسلامی نقطہ نظر سے اللہ کے احکامات سے رو گردانی برائی ہے، اور ان پر عمل پیرا ہونا اچھائی ہے۔

برائی کرنے والوں کے دوسرے گروہ میں وہ تمام مخلوقات شامل ہیں جو مکمل طور پر اپنی جبلت کے مطابق کام کرتی ہیں اور انتخاب کی آزادی سے محروم ہیں، اس لیے جوابدہ نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر سانپ کا زہر دیگر مخلوقات کے لیے برا ہے، لیکن سانپ کے لیے ایک نعمت ہے۔ شیر کے دانت اور پنجے دیگر مخلوقات کے لیے برے ہیں لیکن شیر کے لیے ایک نعمت ہیں۔ بیل کے سینگ دیگر مخلوقات کے لیے برے ہو سکتے ہیں، لیکن بیل کے اپنے دفاع کے لیے ایک نعمت ہے۔ اسی لیے ہمیں کہا گیا ہے کہ اللہ کی تخلیق کے شر سے اس کی پناہ مانگیں (بری تخلیق سے نہیں)۔ قرآن کہتا ہے: تمہیں جو بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے (ہمارے اعمال، کسی اور کا عمل، یا نظام کے اعمال شامل ہیں) (4:79)۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہے: تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس کا زیادہ حصہ وہ معاف کر دیتا ہے (42:30)۔ جس طرح متقی اور برے جن دونوں ہوتے ہیں، اسی طرح انسانوں میں بھی انبیاء اور فرعون (برائی کا سب سے بڑا علمبردار) موجود ہیں۔ اختیار اور انتخاب کی آزادی دی گئی مخلوق کے لیے اس زندگی کا مقصد یہ ہے کہ وہ مثبت خیالات کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں اور منفی سوچ کو دبائیں اور اس سے بچیں کیونکہ یہ معاشرے کو تباہ کر دیتی ہیں۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے: اللہ ہمیں کیوں آزمانا چاہتا ہے؟ اس کا جواب واضح ہے: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے کہ اس نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کو امانت پیش کی، لیکن انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا، جبکہ ظالم اور جاہل انسان نے اس بوجھ کو قبول کر لیا۔ اگلی آیت کہتی ہے: پس آدمی کے امانت اٹھانے کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو عذاب دے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی توبہ قبول کرے۔ جیسا کہ انسان نے اپنے تکبر میں اختیار اور آزادی انتخاب کے ساتھ زمین پر اللہ کا نائب بننے کا بوجھ چنا، جس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ (قرآنی احکامات کی روشنی میں) اپنے فیصلوں اور

اعمال کے نتائج کا ذمہ دار ہوگا۔ یہاں میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس کی رحمت سے کچھ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔آخرت میں کیا بدلہ ملے گا اس کے متعلق رسول اللہؐ نے حدیث قدسی میں اس کی وضاحت فرمائی: جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کی تخلیق مکمل فرمائی تو جبرائیلؑ سے کہا کہ جنت میں جاؤ اور دیکھو کہ اس نے اس کے لوگوں کے لیے کیا بنایا ہے۔ جبرائیلؑ جنت میں تشریف لے گئے، واپس آئے اور فرمایا: مجھے تیری عزت کی قسم، جو بھی اس کے بارے میں سنے گا وہ اس میں ضرور داخل ہوگا۔ پھر اللہ کے حکم سے جنت کو ناگوار اور تکلیف دہ چیزوں سے ڈھانپ دیا گیا۔ جبرائیلؑ کو کہا گیا کہ وہ دوبارہ دیکھیں۔ اس نے جنت کا دوبارہ جائزہ لیا اور دیکھا کہ وہ ناخوشگوار اور تکلیف دہ چیزوں سے ڈھکی ہوئی ہے، وہ واپس آئے اور عرض کیا، "مجھے ڈر ہے، اب اس میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔" پھر اللہ نے اسے کہا کہ جہنم کا دورہ کرو اور دیکھو کہ اس نے جہنمیوں کے لیے کیا تیار کیا ہے۔ اس نے دیکھا کہ یہ تہوں میں ہے، ہر ایک حصہ دوسرے کے اوپر چڑھ رہا ہے۔ وہ واپس آیا اور کہا: مجھے تیری عزت کی قسم! جو بھی اس کے بارے میں سنے گا وہ اس میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر اللہ کے حکم سے جہنم کو حوس اور خواہشات سے ڈھانپ دیا گیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جبرائیلؑ سے کہا کہ وہ دوبارہ دیکھ کر آئیں۔ وہ دوبارہ جہنم کو دیکھنے کے لیے واپس چلے گئے، واپس آئے اور کہا: مجھے آپ کی عزت کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ کوئی اس سے بچ نہ سکے مگر اس میں ضرور داخل ہوگا" (ترمذی و نسائی)۔

دنیاوی زندگی کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیاوی خواہشات کا مقابلہ کیا جائے، مصائب کو صبر کے ساتھ برداشت کیا جائے اور آخرت کے انعام کے لیے اللہ پر بھروسہ کیا جائے۔

قرآن کتابِ ہدایت ہے

1) قرآن: یہ کتاب بلا شبہ رب کائنات کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ یہ رحمٰن کی طرف سے ایک واضح اور جامع کتاب ہے، ایک ایسی کتاب جس کی آیات کو عربی زبان میں اچھی طرح بیان کیا گیا ہے، غور کرنے والوں کے لیے۔ یہ خوشخبری اور تنبیہات کا حامل ہے، پھر بھی اکثر لوگ منہ پھیر لیتے ہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ کیا لوگ کہتے ہیں کہ محمدؐ نے خود اسے گھڑ لیا ہے؟ بلکہ یہ اس کے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ وہ ایسی قوم کو ڈرائے جن کے پاس اس سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

قرآن کہتا ہے: یہ سیدھی بات کرنے والی کتاب ہے جو لوگوں کو اللہ کے سخت عذاب سے ڈراتی ہے اور ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو بشارت دیتی ہے۔ بے شک ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ یہ رحمٰن کی طرف سے ایک واضح اور جامع کتاب ہے، ایسی کتاب جس کی آیات اچھی طرح بیان کی

گئی ہیں۔ ایک عربی قرآن، غور کرنے والوں کے لیے۔ پھر بھی اکثر لوگ منہ پھیر لیتے ہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اس کی آیات کو اللہ، حکیم اور سب کچھ جاننے والے نے تفصیل سے بیان کیا ہے، تاکہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اس نے انسان کے لیے دین اور اس کی رحمت کو مکمل کیا اور اسلام (ایک خدا کی اطاعت) کو بطور دین قبول کیا۔ یہ واضح طور پر انسانیت کی تاریکی سے روشنی کی طرف رہنمائی کا موضوع بیان کرتا ہے۔ یہ ایک حقیقی خدا، اللہ کو تسلیم کرنے کے لیے ایک یاد دہانی، نصیحت اور تنبیہ کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ قرآن اس بات پر زور دیتا ہے کہ اگر ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو پورا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حقیقت کو مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے، تاکہ پڑھنے والے اسے سمجھ سکیں، لیکن پھر بھی بہت سے لوگوں کا انکار شدید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے، ایک ایسی کتاب جس کے تمام حصے یکساں انداز میں ہیں اور جن کے موضوعات کو دہرایا گیا ہے۔ جو لوگ اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں وہ اسے سن کر ہیبت سے بھر جاتے ہیں اور پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں اور اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ذریعے وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اور جس کو اللہ ہدایت نہ دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (سمجھ کر پڑھا جائے تو ہی نصیحت ملے گی)۔

قرآن خالق کائنات کی طرف سے نازل ہوا۔ اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے یہ نصیحت ہے۔ یہ روشن کتاب کی آیات ہیں۔ شیاطین اس کتاب کو لے کر نہیں اترے اور نہ ہی یہ ان کے بس میں ہے۔ رمضان المبارک میں لیلۃالقدر کی رات نازل ہونے والا قرآن، بنی نوع انسان کے لیے ایک کامل ہدایت ہے، جو حق و باطل میں فرق کرنے والی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے، غور و فکر کے لیے قیمتی اسباق فراہم کرتا ہے۔ اسی لیے قرآن کہتا ہے کہ لیلۃالقدر کی اہمیت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ بے شک ہم نے اسے عربی قرآن بنا کر نازل کیا ہے اس میں کوئی کجی نہیں ہے تاکہ تم (عرب) اسے سمجھو اور برے انجام سے بچو۔ اگر ہم اسے غیر عربی قرآن کے طور پر نازل کرتے تو وہ کہتے: "اس کی آیات کو واضح طور پر کیوں نہیں بیان کیا گیا؟ کتنا عجیب ہے، ایک غیر عربی صحیفہ اور عرب سامعین! اسی لیے اللہ کی تمام کتابیں انبیاءؑ کی مادری زبانوں میں نازل ہوئیں تاکہ لوگ پیغام کو سمجھیں اور نصیحت حاصل کریں۔

قرآن اہل ایمان کے لیے ہدایت اور شفاء ہے۔ لیکن جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لیے یہ ان کے کانوں میں ایک ڈاٹ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ گویا انہیں دور کسی جگہ سے بلایا جا رہا ہے۔ ہم نے اس میں مختلف انداز سے تنبیہات بیان کی ہیں تاکہ وہ برائی سے بچیں یا نصیحت پکڑیں۔ سورۃ یٰسین میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "یہ قرآن الغالب اور الرحمان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تاکہ آپؐ ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے آباء واجداد کو اس سے پہلے ڈرایا نہیں گیا تھا، اس لیے وہ غافل ہیں۔" آپؐ پر قرآن نازل کر کے ہم تمہیں ماضی کے قصے بہترین انداز میں بیان کرتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے تم ان سے بالکل ناواقف تھے۔

قرآن کہتا ہے: قرآن ہدایت بیان کرتا ہے اور ایمان والوں کے لیے رحمت ہے۔ چونکہ محمدؐ کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا، اس لیے قرآن قیامت تک تمام انسانوں کے لیے رہنمائی ہے۔ اللہ نے ہر قسم کی کجی سے خالی کتاب نازل فرمائی۔ ایک بالکل سیدھی کتاب، جس کا مقصد کافروں کو اللہ کی طرف سے سخت عذاب سے ڈرانا ہے، اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں، ان کو یہ بتانا ہے کہ ان کے لیے ایک اچھا اجر ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ قرآن حق کے ساتھ بھیجا گیا تاکہ محمدؐ مومنوں کو بشارت دیں اور کافروں کو خبردار کریں۔ **اسے بتدریج نازل کیا گیا تاکہ موقع محل کے مطابق لوگوں کو سنایا جاسکے۔**

یہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔ اس کی آیات کو حکمت والے اور باخبر کی طرف سے حکمت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اس نے انسان کے لیے دین اور اس کی رحمت کو مکمل کیا اور اسلام (ایک خدا کی اطاعت) کو اپنا دین قبول کیا۔ یہ انسانیت کی تاریکی سے روشنی کی طرف رہنمائی کے لیے اپنے موضوع کو واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ یہ ایک سچے خدا، اللہ کو تسلیم کرنے کے لیے ایک یاد دہانی، نصیحت اور تنبیہ کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ قرآن اس بات پر زور دیتا ہے کہ اگر ایک سے زیادہ معبود ہوتے تو پورا نظام تباہ ہو جاتا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سچائی کو متنوع طریقوں سے بیان کیا ہے، تاکہ قاری اسے سمجھ سکے، لیکن پھر بھی، ان میں سے اکثر کا رد شدید ہے (پیغام کو سمجھنے کے لیے سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے، ایک ایسی کتاب جس کے تمام حصے یکساں انداز میں ہیں اور جن کے موضوعات کو دہرایا گیا ہے۔ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں وہ اسے سن کر ہیبت سے بھر جاتے ہیں اور پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں اور اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ذریعے وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اور جس کو اللہ ہدایت نہ دے اس کو کوئی

ہدایت دینے والا نہیں۔ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر طرح کی تمثیلیں بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (جب سمجھ کے ساتھ پڑھیں گے تو نصیحت ملے گی)۔ قرآن خالق کائنات کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ یقیناً یہ ایک زبردست کتاب ہے۔ باطل اس میں آگے یا پیچھے سے داخل نہیں ہو سکتا (یعنی یہ محفوظ ہے اور اسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا)۔ **یہ ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو رب سے ڈرتے ہیں۔** یہ روشن کتاب کی آیات ہیں۔ شیاطین اس کتاب کو لے کر نہیں اترے، نہ یہ ان کو زیب دیتی ہے اور نہ یہ ان کے اختیار میں ہے۔ انہیں سننے سے بھی روک دیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک میں لیلۃ القدر کی رات نازل ہونے والا قرآن، بنی نوع انسان کے لیے ایک کامل ہدایت ہے، جو حق و باطل میں فرق کرنے والی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے، غور و فکر کے لیے قیمتی اسباق فراہم کرتا ہے۔ اسی لیے قرآن کہتا ہے کہ لیلۃ القدر کی اہمیت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ بے شک ہم نے اسے عربی قرآن بنا کر نازل کیا ہے اس میں کوئی کجی نہیں ہے تاکہ تم (عرب) اسے سمجھو اور برے انجام سے بچو۔ اگر ہم اسے غیر عربی قرآن کے طور پر نازل کرتے تو وہ کہتے: "اس کی آیات کو واضح طور پر کیوں نہیں بیان کیا گیا؟ کتنا عجیب، ایک غیر عربی صحیفہ اور عرب سامعین! اسی لیے اللہ کی تمام کتابیں انبیاء علیہم السلام کی مادری زبانوں میں نازل ہوئیں تاکہ لوگ اس پیغام کو سمجھیں اور نصیحت حاصل کریں۔

قرآن مومنوں کے لیے ہدایت اور شفاء ہے۔ لیکن جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لیے یہ ان کے کانوں میں ایک پلگ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈالنے کا کام کرتا ہے۔ گویا انہیں دور کسی جگہ سے بلایا جا رہا ہے۔ ہم نے اس میں متنوع طریقوں سے تنبیہ بیان کی ہے تاکہ وہ برائی سے بچیں یا نصیحت حاصل کریں۔ سورہ یٰسین میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”یہ قرآن غالب اور رحم کرنے والے کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تاکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے آباء واجداد کو اس سے پہلے ڈرایا نہیں گیا تھا اس لیے وہ غافل ہیں۔“ آپ پر قرآن نازل کر کے ہم آپ کو ماضی کے قصے بہترین انداز میں بیان کرتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے آپ ان سے بالکل بے خبر تھے۔

ہم نے قرآن کو اس سے سبق حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ تو ہے کوئی نصیحت لینے والا؟ اللہ پوچھتا ہے: کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ تضاد پاتے۔ پھر قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے ہیں؟ آخر میں کہتا ہے: عنقریب ہم

انہیں اپنی نشانیاں افق پر اور ان کے اپنے وجود میں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ حق ہے۔ کیا یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب ہر چیز پر گواہ ہے؟

قرآن میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے اور سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ یہ اہل ایمان کو بشارت دیتا ہے اور کفر پر اڑے رہنے والوں اور نادانی سے بیٹے کو اس کے ساتھ شریک کرنے والوں کو خبردار کرتا ہے۔ قرآن مختلف طریقوں اور تمثیلوں میں معاملات کی وضاحت کرتا ہے۔ اس کے باوجود جب ان کے پاس ہدایت آئی تو انہوں نے معافی مانگنے کے بجائے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جو پچھلی امتوں کا تھا اور فوری سزا کا مطالبہ کیا۔ کافر حق کو جھٹلانے کے لیے باطل کا سہارا لیتا ہے اور اللہ کی آیات اور تنبیہات کا مذاق اڑاتا ہے۔ قرآن کے پیغام کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنے والے کبھی صحیح راستہ نہیں پا سکتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی بداعمالیوں کی فوری سزا نہیں دیتا، اس نے ان کے لیے ایک مدت مقرر کر رکھی ہے، جس کے ختم ہونے پر وہ بستیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔

قرآن نے لوگوں کو پیغام سمجھانے کے لیے مختلف طریقے استعمال کیے، لیکن اکثریت کفر پر قائم رہی، اور کہا کہ وہ محمدؐ کی باتوں پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ وہ ایک چشمہ جاری نہ کر دیں، یا کھجوروں اور انگوروں کے باغات بنائے جن میں نہریں بہتی ہیں، یا پھر ان پر آسمان گرا دے، یا اللہ اور فرشتوں کو ان کے آمنے سامنے لائے یا اس کے لیے سونے کا گھر بنایا جائے، یا یہ آسمان پر چڑھے اور کوئی تحریر اتار کر لائے تاکہ وہ پڑھ سکیں۔

اگر قرآن میں غور کیا جائے تو یہ تمام انسانی مسائل کا حل فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی آیات کو حکمت سے بھرپور قرار دیتا ہے۔ قرآن محمدؐ پر نازل کیا گیا تھا تاکہ غافل لوگوں کو ڈرایا جائے اور مومنوں کو بشارت دی جائے۔ قرآن اپنے سائنسی، اخلاقی، لسانی اور عددی معجزات کے ساتھ، بلاشبہ اپنے الوہی ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ جو لوگ اس کے پیغام اور مضمرات کو سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں وہ اسے غیر معقول طور پر مسترد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے محمدؐ نے مرتب کیا ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر یہ کتاب محمدؐ نے لکھی ہے تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ (سب سے چھوٹی سورت صرف تین چھوٹی آیات پر مشتمل ہے) اور اللہ کے سوا تمام معبودوں، انسانوں اور جنوں کو اپنی مدد کے لیے بلا لو۔ پھر اگر تم اور تمہارے معبود اس کو بنا نہ سکیں تو یقین مانو کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔

اے مسلمانو، اللہ قرآن میں کہتا ہے: ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح سے سمجھایا مگر انسان بڑا ہی جھگڑالو واقع ہوا ہے۔ ان کے سامنے جب ہدایت آئی تو اسے ماننے سے اور اپنے رب کے حضور معافی چاہنے سے

آخر ان کو کس چیز نے روک دیا؟ اس کہ سوا اور کچھ نہیں کہ وہ منتظر ہیں کہ ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہو جو پچھلی قوموں کے ساتھ ہو چکا ہے، یا یہ کہ وہ عذاب کو سامنے آتے دیکھ لیں ! رسولوں کو ہم اس کام کے سوا اور کسی غرض کے لیے نہیں بھیجتے کہ وہ بشارت اور تنبیہ کی خدمت انجام دے دیں مگر کافروں کا یہ حال ہے کہ وہ باطل کے ہتھیار لے کر حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں اور انہوں نے میری آیات کو اور ان تنبیہات کو، جو انہیں کی گئیں، مذاق بنا لیا ہے۔ اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جسے اس کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ ان سے منہ پھیرے اور (ظالم) اس برے انجام کو بھول جائے جس کا سر و سامان اس نے اپنے لیے خود اپنے ہاتھوں کیا ہے (18:54-57)؟ مومنو، قرآن کی پیروی اور پیغام کو باقی دنیا تک پہنچانے میں اللہ کے مددگار بنیں۔

2) قرآن میں سائنسی حقائق

قرآن کی سورت ملک کی پہلی چار آیات میں ہمارا خالق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نہایت بزرگ و برتر ہے وہ جس کے ہاتھ میں (کائنات کی) سلطنت ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو تخلیق کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے، اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔ جس نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے۔ تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے، پھر پلٹ کر دیکھو، کہیں تمھیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ، تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی (67:1-4)۔ مزید اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ قرآن واقعی برحق ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ تیرا رب ہر چیز کا شاہد ہے (41:53)؟ وہ ان کو دیکھتا ہے؟ جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے، ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور زمین آسمانوں کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) "پروردگار، یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔ پس اے ربّ، ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے (3:191)۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک چیلنج ہے کہ وہ اس کی تخلیق میں کوئی عیب دکھائیں۔ قرآن میں بیان کردہ چند سائنسی حقائق درج ذیل ہیں:

1) انسان کی تخلیق: ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے پیدا کیا، پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا، پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی (جونک کی طرح)، پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا (جنین)، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا۔ پس بڑا ہی بابرکت

ہے اللہ، سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔ پھر اس کے بعد تم سب کو موت آنی ہے، پھر یقیناً تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے (23-12-16)۔ آج جدید ایمبریالوجی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ قرآن جو کہتا ہے وہ انسانی بچے کی تخلیق کا عین عمل ہے۔ کیا یہ تکہ ہو سکتا ہے؟

2) خلاء سے مقرر مقدار میں پانی اتارا: ہم نے خلاء سے **مقرر مقدار** میں پانی اتارا اور اسے زمین میں ٹھہرا دیا اور ہم اس کو غائب کرنے پر قادر ہیں (23:18)۔ سائنس دان اب مانتے ہیں کہ زمین پر پہلے پانی نہیں تھا، اور یہ شہابیہ کے ذریعے بیرونی خلاء سے زمین پر پہنچا تھا۔ صحیح مقدار میں زمین پر اترنے کے بعد یہ سلسلہ رک گیا۔ غور کریں؟ ہمارے ارد گرد چاند اور دیگر سیاروں پر پانی کیوں نہیں ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس طرح بنایا ہے۔ قرآن کہتا ہے: وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے (6:101)۔ گوگل اے آئی کا کہنا ہے کہ: اگر زمین کا رقبہ تھوڑا زیادہ ہوتا، تو یہ ایک خشک ماحول اور زیادہ خشک علاقوں اور صحراؤں کی طرف لے جائے گا، بیابان علاقوں میں اضافہ ہو جاتا۔ مزید برآں، اس نئے زمینی رقبے کی ساخت میں گھنے مواد شامل ہو سکتے ہیں، جو زمین کی مجموعی کشش ثقل اور ماحولیاتی حرکیات کو متاثر کر سکتے ہیں۔ اگر زمین کا رقبہ تھوڑا کم ہوتا تو زیادہ تر علاقے پانی میں ڈوب جاتے۔ اس سے رہائش، زراعت اور دیگر انسانی سرگرمیوں کے لیے خشک زمین کی دستیابی میں کمی آئے گی۔ پانی کی سطح میں اضافہ ساحلی علاقوں میں سیلاب سے متعلق بڑے چیلنجوں کا باعث بن سکتے ہیں۔ کیا یہ تکہ ہو سکتا ہے؟

3) بگ بینگ: کیا وہ لوگ جنہوں نے انکار کر دیا ہے غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے انہیں پھاڑ کر جدا کیا (21:30)؟ بیسویں صدی کے آخر میں سائنس دانوں نے دریافت کیا کہ کائنات پھیل رہی ہے جس کی وجہ سے بگ بینگ تھیوری پیش ہوئی۔ ان کے مطابق یہ کائنات ایک بگ بینگ کے ساتھ عدم سے وجود میں آئی۔ بگ بینگ سے پہلے سیارے، ستارے، آسمان اور زمین کا کوئی وجود نہیں تھا۔ یہ سب تقریباً 13.8 بلین سال پہلے عدم سے وجود میں آئے اور یہ کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ یہ نظریہ کہتا ہے کہ پوری کائنات ایک انتہائی گھنے اور گرم واحدیت سے ایک بگ بینگ کے ذریعے پیدا ہوئی اور پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ بگ بینگ سے پہلے نہ کوئی مادہ تھا، نہ توانائی اور نہ وقت۔ بگ بینگ تھیوری کی تجویز کے بعد، سائنس دانوں کا خیال تھا کہ دھماکے کی باقیات، جیسے تابکاری یا توانائی کو پوری کائنات میں موجود ہونا چاہیے۔ 1964 میں، محققین نے پتا لگایا کہ اس کائناتی تابکاری کا درجہ حرارت تقریباً 3 کیلون ہے، جو تمام سمتوں میں یکساں طور پر پھیلا ہوا ہے۔ ایڈون ہبل کی دریافتوں کے بعد، جدید طبیعیات نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ کائنات

کی ایک ابتداء ہے، یعنی اس کا وجود ایک بڑے دھماکے سے عدم سے وجود میں آیا۔ ان کا خیال ہے کہ جس کی ابتداء ہے اس کی انتہا بھی ہو گی۔ ذرا سوچیں: بگ بینگ کا آغاز کس نے کیا۔ کیا یہ تُکہ ہو سکتا ہے؟

4) **کائنات دُھواں تھی:** پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دُھواں تھا۔ اُس نے آسمان اور زمین سے کہا" وجود میں آجاؤ، خواہ تم چاہو یا نہ چاہو۔ دونوں نے کہا: ہم آگئے فرمانبرداروں کی طرح" (41:11)۔ آج سائنس تسلیم کرتی ہے کہ بڑے دھماکے بعد کائنات محض دھواں تھی، اس کے بعد ستاروں اور سیاروں کی تشکیل ہوئی، یہ قرآن میں 1,400 سال پہلے بیان کی گئی تھی۔ ان کے مطابق کائنات ایک سیکنڈ میں یہ ہمارے نظام شمسی کے حجم سے ہزار گنا پھیل جاتی ہے۔ کیا یہ تکہ تھا؟ اگر کائنات کے تمام عناصر کو اکٹھا کر دیا جائے تب بھی کائنات کے لیے اتفاق سے خود کو تخلیق کرنا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے طبیعیات دان ذہین ڈیزائن کو قبول کرتے ہیں کہ یہ ایک بہت زیادہ امکان کی وضاحت ہے۔ پیچیدگی اور ترتیب سوچ سمجھے ڈیزائن کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ عوامل سختی سے تجویز کرتے ہیں کہ کائنات کے پیچھے ایک ذہین قوت یا تخلیق کار ہے۔ یہ عوامل اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کائنات کے پیچھے ایک ذہین قوت یا تخلیق کار ہے۔ جہاں ڈیزائن ہے وہاں ڈیزائنر ہونا چاہیے جو اللہ ہے۔

5) **کائنات پھیل رہی ہے:** آسمان کو ہم نے اپنے زور سے بنایا ہے اور ہم اس کی قدرت رکھتے ہیں، اور ہم ہی اسے مسلسل پھیلا رہے ہیں (51:47)۔ چودہ سو سال پہلے قرآن نے بتایا کہ اللہ کائنات کو پھیلا رہا ہے۔ اس وقت صرف یہی نظریہ رائج تھا کہ کائنات کی ایک مستقل فطرت ہے، اور یہ لامحدودیت سے موجود ہے۔ سائنس دانوں نے بیسویں صدی کے اوائل میں جدید ٹیکنالوجی سے اس کی تصدیق کی۔ ایڈرین ہمبل نے دوربین سے مشاہدہ کیا کہ ستارے اور کہکشائیں ایک دوسرے سے مسلسل دور ہو رہی ہیں۔ چودہ سو سال پہلے قرآن نے جو کہا تھا اس کی تصدیق کی۔ کیا یہ اتفاق سے ہو سکتا ہے؟

6) **ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا:** مزید آیت کہتی ہے: ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا۔ کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے (21:30)؟ سائنس نے حال ہی میں دریافت کیا ہے کہ پانی تمام جانداروں کے کل وزن کا 65 فیصد سے زیادہ ہے۔ انسانی جسم کا 70 فیصد پانی ہے۔ کیا یہ بھی اتفاق ہے؟

7) **ستاروں کے گرنے کا ٹھکانا (بلیک ہول):** پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گرنے کے ٹھکانوں کی، اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے (51:75-76)۔ جدید سائنس کاسمولوجی کے بارے میں ہماری سمجھ میں اضافہ کرتی ہے، یہ ظاہر کرتی ہے کہ واقعی ایسی جگہیں ہیں جہاں ستارے ڈوبتے ہیں، وہ بڑے پیمانے پر کشش

ثقل کی جگہ ہیں، جو پوری کہکشاؤں کو متاثر کرنے اور خلائی وقت کو مسخ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ "ستاروں کے ڈوبنے کی جگہ" کی اصطلاح سے مراد وہ جگہ ہے جہاں ستارے اپنی زندگی کا دور ختم کرتے ہیں۔ قرآن کے مختلف تراجم لفظ "**بِمَوَاقِعِ**" کی مختلف تشریح کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اس کا ترجمہ "اس جگہ جہاں ستارے گرتے ہیں" کے طور پر کرتے ہیں، جو بلیک ہول جیسی طاقتور چیز کا مشورہ دیتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا یہ اتفاق سے ہو سکتا ہے؟

8) **پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا:** اور ہم نے زمین پر پہاڑ بنائے تاکہ وہ ان کو لے کر ڈھلک نہ جائے اور ہم نے ان میں کشادہ راستے بنائے تاکہ وہ اپنا راستہ تلاش کریں (21:31)۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا، اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا (78:6-7)۔ پلیٹ ٹیکٹونکس کے نظریہ نے انکشاف کیا کہ پہاڑ کی جڑیں اپنی اونچائیوں سے کہیں زیادہ گہری ہیں، جو ٹیکٹونک پلیٹوں کو مستحکم کرنے کے لیے کھونٹی کا کام کرتی ہیں۔ کیا یہ تکہ ہو سکتا ہے؟

9) **سیارے اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں:** "وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے مدار میں تیر رہا ہے" (21:33)۔ ایک اور آیت میں کہا گیا ہے کہ "نہ تو سورج چاند کو پکڑ سکتا ہے اور نہ ہی رات دن سے آگے نکل سکتی ہے، ہر ایک اپنے اپنے مدار میں گھوم رہا ہے" (36:40)۔ ایک اور آیت کہتی ہے: کہ راستوں اور مداروں سے بھرے آسمان کی قسم (51:47)۔ ایک صدی پہلے سائنسدان کہتے تھے کہ ہر چیز زمین کے گرد گھوم رہی ہے۔ اب وہ قرآن کی بیان کردہ حقیقت سے متفق ہیں۔

10) **آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا:** اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا۔ پھر بھی وہ ہماری نشانیوں سے منہ موڑتے ہیں (21:32)۔ وہی ہے جس نے زمین کی ہر چیز کو تمہارے لیے پیدا کیا، پھر اپنی توجہ آسمان کی طرف کر دی اور اسے سات مستقل آسمانوں میں ترتیب دیا۔ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے (2:29)۔ آج سائنسدان اس بات پر متفق ہیں کہ اگر فضا کی سات مختلف تہیں موجود نہ ہوتیں تو زمین پر زندگی ممکن نہ ہوتی۔ قرآن زمین کے اوپر آسمانوں کو ایک اچھی طرح سے محفوظ چھتری کے طور پر بیان کرتا ہے، جو زمین کے ماحول کی حفاظتی خصوصیات کو اجاگر کرتی ہے۔ یہ تہیں زندگی کو شہابیوں، نقصان دہ شعاعوں اور انتہائی درجہ حرارت سے بچاتی ہیں، جو اللہ کی تخلیق کو ظاہر کرتی ہیں۔ اوزون کی تہہ زمین کو الٹراوایلٹ روشنی سے بچاتی ہے۔ مزید برآں، زمین ایک طاقتور مقناطیسی فیلڈ پیدا کرتی ہے جسے وین ایلن بیلٹس کہتے ہیں جو ہمیں شمسی طوفان اور کائناتی شعاعوں سے جو 100 ارب ایٹم بموں کی طاقت رکھتی ہیں سے بچاتی ہیں۔ مزید قرآن انسانوں اور جنوں

کو چیلنج کرتا ہے: اے گروہِ جنّ وانس ! اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو۔ نہیں بھاگ سکتے۔ اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔ اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (بھاگنے کی کوشش کرو گے تو) تم پر آگ کا شعلہ اور دُھواں چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔ پس اے جِنّ و انس ! تم اپنے رب کی کِن کِن قدرتوں کا انکار کرو گے (55:33-36)؟ بلا شبہ، اس طرح کے سائنسی انکشافات قرآن کے الوہی ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ ہم اب بھی انسان کو خلا میں بھیجنے کے قابل نہیں ہوئے۔ ہمارے پاس انہیں انتہائی نقصان دہ شعاعوں اور تیز رفتار ذرات کی بمباری سے بچانے کے لیے ملبوسات نہیں ہیں۔

11) خلا سے لوہا اتارا: ہم نے لوہا اتارا جس میں بڑی طاقت ہے اور جو انسانوں کے لیے بہت سے کاموں کا حامل ہے (57:25)۔ یہ آیت قرآن کے ایک اہم معجزے پر روشنی ڈالتی ہے، جدید سائنسی دریافتیں بتاتی ہیں کہ لوہا اور دیگر بھاری دھاتیں دیو ہیکل ستاروں کے مرکز میں پیدا ہوتی ہیں جسے سپر نووا کہتے ہیں، اور لوہا میٹیورائیڈز کے ذریعے زمین پر آیا۔ اگر ضرورت سے زیادہ لوہے اور بھاری دھاتیں زمین سے اترتیں، تو اس سے مسائل میں اضافہ ہوتا، جیسے ماحولیاتی اور پانی کے ذرائع کی آلودگی میں اضافہ، نیز زمین کے مقناطیسی کرہ اور کشش ثقل پر اثرات کی وجہ سے ماحولیاتی حالات میں تبدیلی آتی۔ ماہر طبیعیات پال ڈیوس اور دیگر اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ کائنات کے بنیادی کنسٹینٹس کو زمین پر زندگی کے لیے باریک بینی سے کیلیبریٹ کیا گیا ہے، جو ایک ڈیزائن کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

12) پانی کا چکر: وہی ہے جس نے آسمان سے مناسب مقدار میں پانی برسایا جس سے ہم مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی اٹھائے جاؤ گے (43:11)۔ بارش کا یہ پیمانہ ایک بار پھر جدید سائنس نے دریافت کیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق سولہ ملین ٹن سے زیادہ پانی سمندروں اور زمین سے ایک سیکنڈ میں بخارات بن کر اُڑتا ہے یعنی سالانہ پانچ سو تیرہ ٹریلین ٹن پانی، اور یہ زمینِ دنیا پر سالانہ ہونے والی بارشوں کی مقدار ہے۔ یہ بارش کا ناپا ہوا چکر ہے جس کا ذکر اوپر کی آیت میں کیا گیا ہے اور بارش کے بار بار آنے کا ذکر سورہ طارق آیت 11 میں ہے۔ بارش برسانے والے آسمان کی قسم (86:11)۔

13) دو سمندروں کے درمیان پردہ حائل: دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، پھر بھی اُن کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔ وہ ٹوٹتے نہیں ہیں (55:19-20)۔ سمندر کے ماہرین نے حال ہی میں ہالوکلائن کے رجحان کو دریافت کیا جس سے تازہ اور کھارے پانی کی علیحدگی لیا ہے۔ اس سے مراد ہے کہ دو مختلف کثافت والے سمندروں کو ان کی مختلف سطحی تناؤ آپس میں ملنے سے روکتے ہیں۔ یعنی

ان کے درمیان کثافت کا ایک پردہ حائل ہے جو انہیں آپس میں ملنے سے روکتا ہے۔ قرآن نے یہ 1400 سال پہلے بتادیا تھا۔

14) جنس کا تعین مرد کے سپرم سے ہوتا ہے: اور یہ کہ اُسی نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا ایک بُوند سے جب وہ ٹپکائی جاتی ہے (53:45-46)۔ جینیات اور مالیکیولر بائیولوجی کی جدید تحقیق نے سائنسی طور پر قرآن کے اس دعوے کی تصدیق کی ہے کہ بچے کی جنس کا تعین مرد کے سپرم سے ہوتا ہے اور اس عمل میں مادہ کا کوئی کردار نہیں ہے۔ مردوں میں X اور Y کروموسوم ہوتے ہیں جبکہ خواتین میں صرف X کروموسوم ہوتے ہیں۔ جب نر کا X کروموسوم مادہ کے بیضہ کے ساتھ ملتا ہے تو پیدا ہونے والا بچہ مادہ ہوتا ہے اور جب نر کا Y کروموسوم مادہ کے بیضہ سے ملتا ہے تو پیدا ہونے والا بچہ نر ہوتا ہے۔

15) فرعون کی لاش محفوظ رہے گی: جب فرعون ڈوب رہا تھا تو اس نے التجا کی کہ میں ایمان لاتا ہوں۔ اللہ نے جواب دیا: اب ایمان لاتا ہے ! حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشانِ عبرت بنے اگرچہ بہت سے انسان ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں۔" (10:91-92)۔ فرعون کی لاش بحیرہ احمر کے قریب 1898 میں جبالیان نامی جگہ سے برآمد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی لاش کو بچالیا جیسا کہ اوپر کی آیت میں بیان ہوا ہے۔ سائنسدان موریس بوکائیل جو فرعون کے جسم پر تحقیق کر رہا تھا اور تب اسے جب بتایا گیا کہ قرآن نے اس کا ذکر 1400 سال پہلے کیا ہے۔ تصدیق کے بعد اس نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ ایک کتاب بھی لکھی جس کا عنوان تھا "دی بائبل، قرآن، سائنس۔"

16) انسانی دل سوچتے ہیں: اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں ۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے ، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں (7:179)۔ یہ آیات بتاتی ہیں کہ انسان کا دل سوچنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ 1991 میں، کینیڈا کے سائنسدان ڈاکٹر آرمر نے دریافت کیا کہ دل کا اپنا "چھوٹا دماغ" ہے، جسے اندرونی کارڈیک اعصابی نظام کہا جاتا ہے، جو آزادانہ طور پر کام کرتا ہے۔ سائنسی نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ دل میں تقریباً 40,000 خصوصی نیورون ہوتے ہیں جو ایک نیورل نیٹ ورک بناتے ہیں، جو دماغ کو اس کے افعال پر ہدایت دیتا ہے۔ یعنی دماغ انسانی دل سے کنٹرول ہوتا ہے۔ جو جذبات ہم اپنے دلوں کے اندر پیدا

کرتے ہیں وہ ان سگنلز کا تعین کرتے ہیں جو ہم دماغ کو بھیجتے ہیں تاکہ ہمارے جسم میں کیمسٹری جاری ہو تاکہ وہ اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھالے۔ قرآن نے جو 1400 سال پہلے بیان کیا تھا، سائنس آج اس کی تصدیق کر رہی ہے۔

17) **دوبارہ پیدا کرنا آسان ہے:** وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے، پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے (30:27)۔ یہ آیت موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں کافروں کے شکوک و شبہات کو دور کرتی ہے۔ یہ اس بات پر زور دیتی ہے کہ کچھ نیا بنانا پہلے سے موجود چیزوں کو دوبارہ بنانے سے زیادہ مشکل ہے، کیونکہ ڈی این اے ایک بنیاد فراہم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، آدم کی تخلیق کے بعد، ان کی پسلی کے خلیے سے حوا کو پیدا کرنا آسان تھا۔ مزید قرآن کہتا ہے: کیوں نہیں؟ ہم تو اس کی انگلیوں کی پور پور تک ٹھیک بنا دینے پر قادر ہیں (75:4)۔ آج، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہر شخص کے فنگر پرنٹس منفرد ہوتے ہیں اور شناخت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے انگلیوں کے فنگر پرنٹس کے ساتھ زندہ کرے گا۔

18) **جھوٹ بولنے والا دماغ:** ہر گز نہیں! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر کھینچیں گے، اس پیشانی کو جو جھوٹی اور سخت خطار کار ہے (96:15-16)۔ مجرم وہاں اپنے چہروں سے پہچان لیے جائیں گے اور انہیں پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹا جائے گا (55:41)۔ سائنسدانوں نے حال ہی میں دریافت کیا ہے کہ دماغ کا فرنٹل لاب (دماغ کا اگلا حصہ) جھوٹ بولنے کا ذمہ دار ہے، اس حقیقت کو قرآن نے چودہ سو سال پہلے بیان کیا تھا۔

19) **قوس قزح کے پہاڑ:** اور پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اُس سے ڈرتے ہیں (35:27-28)۔ یہ رنگین پہاڑ جنہیں رین بو پہاڑ بھی کہا جاتا ہے صرف چین اور پیرو میں پائے جاتے ہیں اور قرآن نے ان کا حوالہ 1,400 سال پہلے دیا تھا، حالانکہ حضرت محمدؐ اور عربوں کی ان خطوں تک رسائی نہیں تھی۔

20) **کھال میں درد کے رسیپٹرز:** جن لوگوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کر دیا ہے انہیں بالیقین ہم آگ میں جھونکیں گے اور جب اُن کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ وہ خوب عذاب کا مزا چکھیں (4:56)۔ آج جدید حیاتیات ہمیں بتاتی ہے کہ درد کے رسپٹرز بیرونی جلد میں

ہوتے ہیں، اور جب یہ جل جاتی ہے تو درد محسوس نہیں ہوتا۔ یہ وہ پیغام ہے جو 1400 سال پہلے قرآن نے ہمیں دیا تھا۔

21) **لہروں پر لہریں:** یا پھر (تیراکی کی کوشش کرنے والے آدمی سے تشبیہ دی جاسکتی ہے) اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہرے سمندر میں اندھیرا، کہ اوپر ایک موج چھائی ہوئی ہے، اس پر ایک اور موج اور اس کے اوپر بادل، تاریکی پر تاریکی مسلط ہے۔ آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی نہ دیکھ پائے۔ جسے اللہ نور نہ بخشے اس کے لیے پھر کوئی نور نہیں (24:40)۔ قرآنی آیت استعاراتی طور پر کفر اور رہنمائی کے فقدان کی عکاسی کرتی ہے اور ساتھ ہی اس حقیقت کا بھی ذکر کرتی ہے جو حال ہی میں دریافت ہوئی ہے۔ آج سمندر کے ماہرین اس سائنسی حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں کہ سمندر میں زیر آب لہریں ہیں جیسا کہ اوپر کی آیت میں بیان کی گئی ہے۔

22) وہی ہے جس نے سورج کو چراغ بنایا اور چاند کو چمک دی اور چاند کے گھٹنے بڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تا کہ تم اس سے برسوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو۔ اللہ نے یہ سب کچھ برحق ہی پیدا کیا ہے (کھیل تماشے کے طور پر نہیں)۔ وہ اپنی نشانیوں کو کھول کھول کر پیش کر رہا ہے اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں (10:5)۔ چاند اپنی روشنی خود پیدا نہیں کرتا بلکہ سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے، یہ حال ہی میں دریافت شدہ سائنسی طور پر ثابت شدہ حقیقت ہے۔ یہ حقیقت 1400 سال پہلے قرآن میں بیان کی گئی تھی۔

23) **آفاقی توازن:** آسمان کو اس نے بلند کیا اور اس کا میزان قائم کیا۔ لہٰذا اس کے میزان میں خلل نہ ڈالنا (55:7-8)۔ یہ آیات بتاتی ہیں کہ انسان بالآخر عالمگیر توازن کو متاثر کرے گا۔ حال ہی میں، مجھے سائنسدانوں کے قول پڑھنے کا اتفاق ہوا جس میں کہا گیا تھا کہ ہمارے نظام شمسی میں کچھ تین سیاروں کی تباہی اس توازن کو متاثر نہیں کرے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے، اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دُوسرا اُنہیں تھامنے والا نہیں ہے (35:41)۔ یہ آیات اعلان کرتی ہیں کہ ایک بار جب عالمگیر توازن بگڑ جائے تو اسے روکا نہیں جا سکتا۔ انسان اس توازن کو بگاڑ کر قیامت کا آغاز کرے گا۔

24) **لمبی زندگی:** لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے۔ اُس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے (4:1)۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔ اور نہ یہ حلال ہے کہ اُنہیں تنگ کر کے اُس مہر کا کچھ حصہ اُڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں

دے چکے ہو۔ ہاں اگر وہ کسی صریح بد چلنی کی مرتکب ہوں (تو ضرور تمہیں تنگ کرنے کا حق ہے) ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اُسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو (4:19)۔ آیات مثبت اور اچھے ازدواجی تعلقات کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں، اور حالیہ سائنسی تحقیق اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ایسے رشتے متوقع عمر میں اضافے کا ذریعہ ہیں۔

25) ہامان: اور فرعون نے کہا: "اے اہلِ دربار، میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا۔ ہامان! ذرا اینٹیں پکوا کر میرے لیے ایک اونچی عمارت تو بنوا، شاید کہ اس پر چڑھ کر میں موسٰی کے خدا کو دیکھ سکوں میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں" (28:38)۔ انہیں فرعون کا وزیر تعمیرات سمجھا جاتا ہے۔ ابتدائی طور پر، عیسائی علماء نے اس دعوے کو غلط قرار دے کر مسترد کر دیا، یہ مانتے ہوئے کہ اس نے بادشاہXerxes کے تحت خدمات انجام دیں۔ تاہم، مصری ہیروگلیفس کے حالیہ مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ہامان پتھر کی کانوں کی تعمیرات کا وزیر تھا۔

26) کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کو سوتوں، چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا، پھر اس پانی کے ذریعہ سے وہ طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جن کی قسمیں مختلف ہیں، پھر وہ کھیتیاں پک کر سُوکھ جاتی ہیں، پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئیں، پھر آخر کار اللہ ان کو بُھس بنا دیتا ہے۔ درحقیقت اس میں ایک سبق ہے عقل رکھنے والوں کے لیے(39:21)۔ یہ صرف سولہویں صدی میں دریافت ہوا تھا۔

27) پیٹوں میں تین تین تاریک پردے: وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔ یہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے، بادشاہی اس کی ہے، کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے۔ پھر تم کدھر سے پھرائے جا رہے ہو؟(39:6) 1400 سال قبل رحم کے اندر موجود ان دیکھی دنیا کو بیان کرنے کے قابل ہونے کا تصور کریں۔ جدید سائنس سے پہلے، الٹراساؤنڈ، اس سے پہلے کہ کوئی تصور کر سکے کہ حاملہ ہونے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ پھر بھی، 7ویں صدی میں، ایک کتاب شائع ہوئی جس میں جنین کی نشوونما کا ایک حیران کن درست بیان تھا۔ قرآن نے ماں کے پیٹ میں اندھیرے کے تین پردوں کے نیچے بچے کی تخلیق کو بیان کیا ہے: i) پیٹ کی دیوار کا اندھیرا، ii) رحم کی دیوار کا اندھیرا، اور iii) امنیو کوریونک جھلی کا اندھیرا۔ جدید حیاتیات جنین کی نشوونما کے تین الگ الگ تاریک مراحل کی نشاندہی کر کے اس کی تائید کرتی ہے، جیسا کہ آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔

28) **قرآن کا چیلنج:** اگر تمہیں اِس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اُتاری ہے، یہ ہماری ہے یا نہیں، تو اِس کے مانند ایک ہی سورت بنالاؤ، اپنے سارے ہم نواؤں کو بلالو، ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس کی چاہو، مدد لے لو، اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا، اور یقیناً کبھی نہیں کر سکتے، تو ڈرو اُس آگ سے، جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر، جو مہیا کی گئی ہے منکرینِ حق کے لیے (2:23-24)۔ چیلنج یہ ہے کہ: اگر تمام انسان اور شیاطین قرآن جیسی کتاب لانے میں ایک دوسرے کی مدد کریں، تب بھی وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ قرآن تمہارے رب کا انسانیت پر احسان ہے۔

29) **شہد کی مکھی:** اور دیکھو، تمہارے رب نے شہد کی مادہ مکھی پر یہ بات وحی کر دی کہ پہاڑوں میں، اور درختوں میں، اور ٹٹیوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں، اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ۔ اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں شفا ہے لوگوں کے لیے یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں (16:68-69)۔ آج سائنس اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ کارکن شہد کی مکھیاں مادہ ہیں۔ وہ چھتے بناتی ہیں اور اپنے دو پیٹوں میں سے ایک میں شہد پیدا کرنے کے لیے پھولوں سے امرت اکٹھا کرتی ہیں۔ قرآن نے اسے 1400 سال پہلے بیان کیا تھا۔

30) **مچھر:** ہاں، اللہ اِس سے ہر گز نہیں شرماتا کہ مادہ مچھر یا اُس سے بھی حقیر تر کسی چیز کی تمثیلیں دے۔ جو لوگ حق بات کو قبول کرنے والے ہیں، وہ انہی تمثیلوں کو دیکھ کر جان لیتے ہیں کہ یہ حق ہے جو اُن کے رَبّ ہی کی طرف سے آیا ہے، اور جو ماننے والے نہیں ہیں، وہ اِنہیں سن کر کہنے لگتے ہیں کہ ایسی تمثیلوں سے اللہ کو کیا سروکار؟ اِس طرح اللہ ایک ہی بات سے بہتوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بہتوں کو راہِ راست دکھا دیتا ہے۔ اور اُس سے گمراہی میں وہ اُنہی کو مبتلا کرتا ہے جو فاسق ہیں (2:26)۔ حالیہ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ مادہ مچھر انسانوں کو کاٹنے اور خون نکالنے کی ذمہ دار ہیں۔ اپنے چھوٹے سائز کے باوجود، مچھروں کے جسم کے تمام ضروری اعضاء ہوتے ہیں، جو اللہ کی شان کو ظاہر کرتے ہیں۔ سینکڑوں چھوٹے لینز کے ساتھ، ان کی آنکھیں 360 ڈگری کا منظر فراہم کرتی ہیں، جس سے اسے کلی بصارت حاصل ہوتی ہے۔ مچھروں کے تین مختلف قسم کے دل ہوتے ہیں اور ان کے 48 دانت ہوتے ہیں ان کے سونڈ میں چھ مخصوص "چھریاں" ہوتی ہیں، جن میں سے ہر ایک الگ الگ کام کرتی ہیں۔ جدید حسی نظام انہیں اندھیرے میں انسانی جلد کا پتہ لگانے کے قابل بناتے ہیں۔ قرآن ان کی منفرد حیاتیاتی خصوصیات اور ان کی تخلیق میں حکمت پر زور دیتا ہے۔ یہ مثال اللہ کی تخلیق کو سمجھنے کے لیے خدا کی عطا کردہ عقل کو استعمال کرنے کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

31) **مکڑی:** جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنا لیے ہیں ان کی مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر بناتی ہے اور سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے۔ کاش یہ لوگ علم رکھتے۔ یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جس چیز کو بھی پکارتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے اور وہی زبردست اور حکیم ہے (29:41-42)۔ یہ مثالیں ہمیں ان پر غور و فکر کرنے کے لیے دی گئی ہیں، یہ سمجھنے کے لیے کہ اللہ نے ہمیں ایسی حقیر مثال کیوں دی؟ غور کرنے والوں کو حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ سائنس اس بات کو قبول اور منظور کرتی ہے کہ مکڑی کا جالا مادہ مکڑی نے بنایا ہے۔ مکڑیوں میں نر مکڑی مادہ مکڑی سے چھوٹی ہوتی ہے، ملاپ کے بعد مادہ مکڑی نر مکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اسی طرح جب اولاد بالغ ہوتی ہے تو وہ اپنی ماں کو کھاتے ہیں۔ جو مکڑی کے گھر جاتا ہے مکڑی اسے کھا جاتی ہے۔ یہ مکڑی کے جالے جیسے تحفظ کی نزاکت کے استعارہ کے طور پر کام کرتا ہے، تحفظ اور سلامتی کے لیے اللہ کے علاوہ کسی اور چیز پر بھروسہ کرنے کی فضولیت اور کمزوری پر زور دیتا ہے۔ اس دنیاوی زندگی میں یہ جھوٹے دیوتا تمہیں مکڑی کے جالے کی طرح اپنے جال میں پھنسا کر تمہارے دنیاوی وسائل کو چوس لیتے ہیں اور تمہاری آخرت کی نیکیوں کو برباد کر کے، تمہیں مکمل نقصان میں ڈال دیتے ہیں، جیسے کوئی مکڑی کے جالے میں پھنس گیا ہو۔

32) **چیونٹیاں:** سلیمانؑ کے لیے لشکر جمع کیے گئے تھے جن اور انسانوں اور پرندوں کے اور وہ پورے ضبط میں رکھے جاتے تھے۔ (ایک مرتبہ وہ ان کے ساتھ کوچ کر رہے تھے) یہاں تک کہ جب یہ سب چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا "اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور ان کے لشکر تمہیں کچل ڈالیں اور اُنہیں خبر بھی نہ ہو" (27:17-18)۔ ماضی میں شاید لوگ قرآن پر ہنستے اور مذاق اڑاتے تھے کہ چیونٹیاں ایک دوسرے سے بات چیت کرتی ہیں۔ حالیہ دنوں میں ہونے والی تحقیق نے ہمیں چیونٹیوں کے طرز زندگی کے بارے میں کئی ایسے حقائق دکھائے ہیں، جو پہلے بنی نوع انسان کو معلوم نہیں تھے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ جن جانوروں یا حشرات الارض کا طرز زندگی انسانوں کے طرز زندگی سے مماثلت رکھتا ہے وہ چیونٹیاں ہیں۔ یہ چیونٹیوں کے بارے میں درج ذیل نتائج سے دیکھا جا سکتا ہے: i) چیونٹیاں اپنے مردہ کو انسانوں کی طرح دفن کرتی ہیں۔ ii) ان کے پاس محنت کی تقسیم کا جدید ترین نظام ہے، جس کے تحت ان کے پاس مینیجر، سپروائزر، فورمین اور ورکرز وغیرہ ہیں۔ iv) ان کے پاس آپس میں بات چیت کا ایک جدید طریقہ ہے۔ v) وہ باقاعدہ منڈیاں لگاتے ہیں جہاں وہ سامان کا تبادلہ کرتے ہیں۔ vi) وہ سردیوں میں اناج کو لمبے عرصے تک ذخیرہ کرتے ہیں، اور اگر دانے نکلنے لگیں تو جڑوں کو کاٹ دیتے ہیں، گویا وہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ

اسے اگنے کے لیے چھوڑ دیں تو یہ سڑ جائے گا۔ اگر بارش کی وجہ سے بھیگ جائے تو دھوپ میں خشک کر لیتے ہیں۔

33) **زمین پر ہر چیز کا خاتمہ ہے:** پچھلی صدی تک زیادہ تر سائنس دانوں کا خیال تھا کہ مادہ ابدی ہے۔ لیکن جدید تھرموڈینامکس کی دریافت کے ساتھ، اب ہم جانتے ہیں کہ وقت کے ساتھ ساتھ تمام معاملات بگڑتے ہیں بشمول ایٹم، اس پرنسپل کا جو اینٹروپی کے نام سے جانا جاتا ہے، قرآن میں پہلے ہی بتا دیا گیا تھا جب ہمیں بتایا گیا تھا کہ سب کچھ فنا ہو جائے گا۔

34) **رومیوں کی فتح کے بارے میں پیشن گوئی:** رومیوں کو پڑوسی ملک میں شکست ہوئی ہے۔ لیکن ان کی شکست کے بعد وہ چند سالوں میں فتح حاصل کر لیں گے۔ اس دن مومنین اللہ کی عطا کردہ فتح پر خوش ہوں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدے سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (30:2-6)۔ رومیوں کو شکست ہوئی اور پھر ان کی فتح ہوئی۔ بت پرست چاہتے تھے کہ فارسی رومیوں پر غالب آجائیں کیونکہ وہ بت پرست تھے اور مسلمان چاہتے تھے کہ رومی اہل کتاب ہونے کے ناطے فارسیوں پر غالب آجائیں۔ سات سال بعد رومیوں نے قرآن کی پیشین گوئی کے مطابق فارسیوں کو شکست دی اور مسلمانوں نے بدر کی جنگ میں مشرکین مکہ کو شکست دی۔

3) نماز پڑھنے کے فوائد

نماز پڑھنے کے جسمانی فوائد: نماز روحانی فوائد کے علاوہ صحت کے لیے بے پناہ فوائد رکھتی ہیں، خاص طور پر دل، ریڑھ کی ہڈی اور دماغ کی ساخت پر۔ ایک حدیث کے مطابق سجدہ کی حالت میں انسان اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ مسلسل تحقیقی سائنسی دنیا میں حالیہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ نماز، خاص طور پر رکوع و سجدے کی حالت، دل، ریڑھ کی ہڈی اور دماغ کے افعال کو بڑھانے، صحت کے لیے اہم فوائد فراہم کرتی ہے۔ یہ خاص پوسچر نہ صرف روحانی تعلق کو فروغ دیتی ہے بلکہ خون کے بہاؤ کو بھی بہتر کرتی ہے، کمر کے درد کو کم کرتی ہے، اور دماغی صحت کو سہارا دیتی ہے، ایمان اور جسمانی تندرستی کے درمیان گہرے تعلق کو واضح کرتی ہے۔ نماز کی مشق، خاص طور پر رکوع اور سجود جیسی حرکات کے ذریعے، اس کی روحانی اہمیت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کے اہم فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ان فوائد میں بہتر پوسچر، سانس لینے میں بہتری، اور کمر کے درد میں کمی شامل ہے۔ سائنسی تحقیق پٹھوں کی ایکٹیویشن، جوڑوں کی صحت اور قلبی تندرستی پر اس کے مثبت اثرات کی تصدیق کرتے ہیں۔ سجدے کی پوزیشن دماغ میں خون کی روانی کو نمایاں طور پر بڑھاتی ہے، خاص طور پر ہپپوکیمپس، یادداشت اور علمی صلاحیتوں کو

فروغ دیتی ہے۔اس دریافت میں ڈیمنشیا (بھولنے کی بیماری) کے خطرات کو کم کرنے اور دماغ کی مجموعی صحت کو بہتر بنانے کے بہت فوائد ہیں۔ نماز بہت سی بیماریوں کا علاج ہے، لہٰذا جو شخص پابندی سے نماز پڑھتا ہے، وہ بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے جن میں سے بعض کو وہ شاید نہ جانتا ہو۔

4) قرآنی آیت میں ریاضیاتی توازن

AI قرآن کی تصنیف کا تعین کرنے کے لیے اس کا تجزیہ کرتا ہے، جو انسانی تخلیق کے خیال کو چیلنج کرنے والے قابل ذکر عددی نمونوں کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ نمونے، جیسے کہ 'مہینہ' اور 'دن' کا صحیح ذکر، الوہی علم کی نشاندہی کرتے ہیں۔ان نمونوں کا اتفاقاً رونما ہونے کا امکان انتہائی طور پر کم ہے، جو اس یقین کی تائید کرتا ہے کہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے۔ **1)** لفظ مہینے کا ذکر 12 بار ہوا ہے، بالکل اسی طرح جیسے ایک سال میں مہینوں کی تعداد ہے۔ **2)** لفظ دن اور رات کا واحد شکل میں 365 بار ذکر ہے، بالکل اسی طرح جیسے سال میں دنوں کی تعداد ہے۔ **3)** لفظ دنوں کا ذکر 30 بار آیا ہے، جس طرح ایک مہینے میں دنوں کی تعداد ہوتی ہے۔ **4)** لفظ زندگی 145 مرتبہ اور موت کا ذکر 145 مرتبہ آیا ہے۔ **5)** فرشتے کا ذکر 88 بار اور "شیاطین، 88 بار ہوا ہے۔ **6)** لفظ مرد کا ذکر 24 مرتبہ اور عورت کا 24 مرتبہ ذکر ہوا ہے۔ **7)** لفظ نیکی 167 مرتبہ اور بدی 167 مرتبہ آیا ہے۔ **8)** قرآن میں لفظ "سمندر" کا ذکر 32 بار آیا ہے اور لفظ "زمین" کا ذکر 13 بار آیا ہے۔جب ہم ان کو جمع کرتے ہیں تو ہمیں 13+32=45 ملتا ہے۔ سمندر کا فی صد رقبہ 32/45 = 71.11%۔ جبکہ زمین کا فیصدی رقبہ 13/45 = 28.89% ہے۔ مصنوعی سیاروں کے ذریعے سائنسدان نے حال ہی میں اندازہ لگایا ہے کہ یہ اعداد پانی اور زمین کے سطحی رقبے کے صحیح تناسب کی نمائندگی کرتے ہیں۔ **9)** اچھا اور برا ہر ایک پچاس بار۔ **10)** زندگی اور موت ہر ایک 145 بار۔ **11)** زندگی اور آخرت 115 مرتبہ۔ **12)** مسلمانوں کا قبلہ کعبہ ہے، مسلمان جس کے گرد 7 طواف کرتے ہیں۔اور قرآن میں قبلہ کا ذکر ٹھیک 7 بار آیا ہے۔ **12)** سزا 117 بار اور معافی دگنی دفعہ 234 بار ، کیونکہ اللہ معافی کو پسند کرتا ہے۔ **13)** ہدایت اور گمراہی ہر ایک 19 بار۔ **14)** دولت اور غربت ہر ایک 27 بار۔ **15)** حق و باطل ہر ایک 112 بار۔ **16)** شکر گزاری اور ناشکری ہر ایک 75 بار۔ **17)** دوست اور دشمن ہر ایک 10 بار۔ **18)** علم اور جہالت ہر ایک 856 بار۔ **19)** اخلاص اور منافقت ہر ایک 21 بار۔ **20)** خوشی اور غم ہر ایک 30 بار۔ **21)** تخلیق اور تباہی ہر ایک 24 بار۔ **22)** نبی اور رسول ہر ایک 25 بار۔ اگر کوئی انسان اس کتاب کو لکھنے کی کوشش کرے تو اس کے پیچیدہ نمونوں کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کی منطق اور معنی کو برقرار رکھنا مشکل ہو گا؟ یہ بنیادی سوال

کسی بھی انسانی مصنف کی طرف سے اتنی گہرائی اور سائنسی درستگی کے ساتھ متن تخلیق کرنے کے ناممکن ہونے کو اجاگر کرتا ہے۔

ذرا غور کریں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ لوگ جن کے پاس آسمانی کتابوں کا علم تھا (تورات، زبور، عہد نامہ) جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ روتے ہیں اور منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ ہمارا رب بڑی شان والا ہے اور اس کا وعدہ یقینی ہے۔ پورا کیا جائے۔" اس سے ان کی عاجزی (یہود و نصاریٰ) میں اضافہ ہوتا ہے۔ قرآن اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو اپنی عقل و شعور کو استعمال نہیں کرتا: کبھی تم نے اُس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہشاتِ نفس کو اپنا خدا بنالیا ہو؟ کیا تم ایسے شخص کو راہ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے۔ جن لوگوں کو توراۃ (یہی مثال ہم پر بھی لاگو آتی) کا حامل بنایا گیا تھا مگر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا، اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں، اس سے بھی زیادہ بُری مثال ہے اُن لوگوں کی جنھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا ہے۔ ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیا کرتا (یعنی وہ راہ راست پر نہیں آسکتے، صرف وہی ہدایت پا سکتے ہیں جو حق اور ہدایت کے طالب ہوں)۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے: لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ رہا ہے، پھر بھی وہ غفلت سے منہ پھیر رہے ہیں۔ جب بھی ان کے پاس ان کے ربّ کی طرف سے کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو وہ اس پر دھیان نہیں دیتے اور کھیل کود اور دوسری فکروں میں مگن رہتے ہیں۔ ہم نے تم پر ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارے لیے نجات ہے۔ کیا تم اپنی عقل سے کام نہیں لو گے؟ **پھر تنبیہ کرتا ہے:** ہم نے انبیاء سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔ ہم نے ان کو اور جن کو چاہا انہیں بچا لیا اور حد سے گزر جانے والوں کو ہلاک کر دیا۔ **پھر انسان کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے:** ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے تفریح کے لیے نہیں بنایا۔ اگر ہماری خواہش ہوتی کہ ہم کوئی تفریح تلاش کریں تو قریب ہی مل جاتی، اگر ہم ایسا کرنے کی طرف مائل ہوتے۔ بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینکتے ہیں تاکہ حق باطل کو کچل دے، اور یہ غائب ہو جاتا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو بھی بستے ہیں سب اس کی ملک ہیں۔ جو فرشتے اس کے ساتھ ہیں وہ اس کی خدمت میں غرور نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی خدمت کر کے تھکتے ہیں، وہ رات دن اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم سمجھ سکو۔

اے مسلمانو غور کرو: قرآن میں قدرتی مظاہر کے بارے میں گہرا علم شامل ہے جو وقت اور جگہ سے ماورا ہے۔ یہ لازوال حکمت الٰوہی علم کے ثبوت کے طور پر کام کرتی ہے اور اللہ کی عبادت کی ترغیب دیتی ہے۔ مزید قرآن کہتا ہے: جس طرح پانی مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے، اسی طرح قرآن انسانی روح کو زندہ کرتا ہے۔ آج دنیا بھر میں لاکھوں لوگ صرف قرآن کا مطالعہ کر کے اسلام قبول کر رہے ہیں۔ تم اس سے ہدایت کب حاصل کرو گے یا اسی طرح رہو گے جیسا کہ قرآن کہتا ہے: "کتابوں سے لدے گدھے۔" **اسباق:** قرآن اللہ کی طرف سے ہدایت اور تنبیہ کی کتاب ہے، اسے ہمیں سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔ **مزید قرآن کہتا ہے:** جس طرح پانی مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے، اسی طرح قرآن انسانی روح کو زندہ کرتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

سورت الفاتحہ

سات آیات پر مشتمل اس کا پہلا باب بار بار پڑھنے کے لائق ہے (سورۃ فاتحہ)۔ سورہ فاتحہ قرآنی پیغام کا خلاصہ ہے۔ اس کی پہلی چار آیات ہمیں ربِّ کائنات کو پکارنے کے آداب سکھاتی ہیں۔ اگلی آیت میں ہم سے کہلوایا گیا ہے کہ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اسی سے مدد کے لیے رجوع کرتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کی بارگاہ میں گفتگو کرتے ہوئے ہم تمام جھوٹے معبودوں، سفارش کرنے والوں، رزق دینے والے، راحت دینے والے، پالنے والے وغیرہ کی نفی کرتے ہیں)۔ اگلی دو آیات ہمیں سیدھے راستے کی طرف اس کی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے بتاتی ہیں (یہ اللہ کا راستہ ہے کہ وہ صرف ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی رہنمائی چاہتے ہیں اور ان لوگوں کو گمراہ رہنے دیتا ہے جو جاہل رہنا چاہتے ہیں، یعنی وہ لوگ جو ان کو استعمال کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ استدلال)۔ ہماری دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ قرآن کو پیش کرتا ہے، جو ہمارے لیے پڑھنے، غور کرنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے رہنمائی کی کتاب ہے۔ **سبق:** قرآن اللہ کی طرف سے ہدایت ہونے کے ناطے ہمیں اسے سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔ اسے قرآن کا نچوڑ بھی کہا جاتا ہے۔ اسی لیے اس کو تین بار پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ملتا ہے۔

قرآن میں احکامات

چونکہ قرآن میں خدا کی طرف سے انسانیت کے لیے مقرر کردہ قوانین موجود ہیں، اس لیے ان کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے۔ ہمیں اللہ کی حدود پر قائم رہنا چاہیے، اس سے ڈرنا چاہیے، اور کامیابی کے لیے اس کی راہ میں جدوجہد کرنی چاہیے۔ درج ذیل آیات بنیادی طور پر امت مسلمہ کے لیے محمدؐ پر نازل ہونے والی شریعت کے قوانین اور ہدایات پر مشتمل ہیں۔ ان قوانین کا مقصد مسلمانوں کی عمومی تعلیم اور اصلاح ہے۔ مختصراً، احکام یہ ہیں:

1) بنیادی عقائد کے احکام

1) **عقیدہ:** ایک اللہ پر سچے دل سے یقین کرنا اور یوم آخرت اور فرشتوں اور تمام الہامی کتابوں اور انبیاءؑ پر اخلاص کے ساتھ ایمان لانا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ہے (کل مالیت کا 2.5% فرض ہے) (2:177)۔ اس کے علاوہ اللہ کی محبت میں اپنا پسند کا مال رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مجبوروں اور سائلوں پر خرچ کرنا، غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے تاوان ادا کرنا (خیرات)، اللہ کو بہت پسند ہے۔

2) **توحید:** معبود صرف ایک اللہ ہے، رحمٰن و رحیم کے سوا کوئی معبود نہیں (2:163)۔ لہٰذا، صرف اس کی عبادت کرو اور اس کے رنگ میں رنگ جاؤ، یعنی اس کی صفات کے رنگ میں (2:138)۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اللہ کی الوہیت میں کسی کو شریک کرنا یا بغیر علم کے اللہ کی طرف کوئی چیز منسوب کرنا ناقابل معافی گناہ ہیں اگر ان سے توبہ نہ کی جائے (7:33)۔ (اس کو پہچاننے کے لیے) جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں اُن کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں، رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں، اُن کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں، بارش کے اس پانی میں، جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندگی بخشتا ہے اور (اپنے اسی انتظام کی بدولت) زمین میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردِش میں، اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابعِ فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں (2:164)۔ مومن سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا، اللہ کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کرو ورنہ تم اپنے تمام اعمال صالحہ سے محروم ہو کر جہنم میں ڈالے جاؤ گے۔

3) **نماز:** نماز قائم کرو، سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک نماز قائم کرو اور فجر کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کا خاص خیال رکھو، کیونکہ فجر کے وقت تلاوت پر فرشتے آتے ہیں۔ اپنی نماز نہ بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ بہت پست آواز سے، ان دونوں کے درمیان اَوسط درجے کا لہجہ اختیار کرو (17:110)۔ اس کے علاوہ رات کو تہجد کی نماز پڑھو۔ نماز پڑھتے وقت اللہ کے سامنے باادب بندے کی طرح کھڑے ہوں۔
ممانعت: نشے کی حالت میں نماز پڑھنا منع ہے جب تک کہ ہوش میں نہ آ جاؤ اور معلوم ہو کہ تم کیا پڑھ رہے ہو (زیادہ تر ہم غیر عرب نہیں جانتے کہ ہم نماز میں کیا پڑھ رہے ہیں۔ غور کریں!)۔ انزال کی وجہ سے آدمی نجس ہو جاتا ہے، جب تک غسل نہ کر لے نماز پڑھنا منع ہے۔

سفر اور جنگ کے دوران نماز قصر کرنے کے احکام۔ وضو اور تیمّم: وضو کے لیے اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھو لو، سروں پر ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھو لیا کرو۔ اگر جنابت کی حالت میں ہو تو نہا کر پاک ہو

جاؤ۔ اگر بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو، اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو، بس اُس پر ہاتھ مار کر اپنے منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو (5:6)۔ اسی طرح اگر وضو اور نہانے کے لیے پانی میسر نہ ہو یا کوئی بیمار ہو اور پانی اسے نقصان پہنچا سکتا ہو تو پاک مٹی پر ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں تک پھیر کر پاک ہو جاؤ۔ ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے **تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور ہر قسم کی خرید و فروخت چھوڑ دو**۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ پھر جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

4) روزے: رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے فرض ہیں، جسے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔ لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اس کو لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے۔ اگر تم میں سے کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو، تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے۔ جو لوگ روزہ نہیں رکھ سکتے وہ فدیہ ادا کریں۔ روزے کا فدیہ یہ ہے کہ کم از کم ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے، لیکن روزہ رکھنا افضل ہے۔ ماہ صیام کی راتوں میں فجر تک اپنی بیویوں سے جماع کرنا اور کھانا پینا حلال ہے، یہاں تک کہ جب سیاہیِ شب کی دھاری سے سپیدیٔ صبح کی دھاری نمایاں نظر آ جائے تب یہ سب کام چھوڑ کر غروب آفتاب تک ان تمام چیزوں سے پرہیز کرو۔ مسجد میں اعتکاف کے دوران بیویوں سے جماع کرنا منع ہے (2:183-187)۔

5) حج: حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں۔ جب تم اللہ کی خوشنودی کے لیے حج یا عمرہ کرنے کا ارادہ کرو تو اسے پورا کرو۔ سفرِ حج کے لیے زادِ راہ ساتھ لے کر جاؤ، اور سب سے بہتر زادِ راہ پرہیز گاری ہے۔ حج کے دوران جانور کی قربانی کرو اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو حج کے دوران تین اور گھر پہنچنے پر سات روزے رکھے۔ قربانی کے بعد سر منڈواؤ۔ لیکن جو شخص بیمار ہو یا سر کی بیماری میں مبتلا ہو اور سر نہ منڈوائے تو وہ فدیہ کے طور پر یا تو روزہ رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔ **احرام کی حالت میں پابندیاں:** حج اور عمرہ کے دوران ہر قسم کے ازدواجی تعلقات، لڑائی جھگڑا اور بد عملی حرام ہے (2:196-97)۔ احرام کی حالت میں حاجی کے لیے شکار کرنا بھی منع ہے لیکن حج کے فرائض کی ادائیگی کے بعد شکار کر سکتا ہے۔ کسی نے حالت احرام میں کسی جاندار کا شکار کیا ہو تو اس پر لازم ہے کہ کفارہ ادا کرے یعنی اس طرح کا مویشی ذبح کرے، یا تین دن کے روزے رکھے۔ تمہارے لیے تمام آبی جانور حلال ہیں، خواہ تم خشکی پر ہو، سمندری سفر پر ہو یا احرام کی حالت میں ہو۔ **تنبیہ:**

اللہ کی عبادت کی نشانیوں ، مقدس مہینوں، قربانی کے جانوروں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ ہی ان لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کرو جو اللہ کی رضا کے لیے مکہ روانہ ہوئے ہیں (5:2)۔

6) **حلال کھانا:** تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور اللہ کا نام لے کر جو کچھ اس کا تربیت یافتہ کتا پکڑے اسے کھا سکتا ہو۔ **حرام:** تکبیر کے بغیر ذبح کیے جانے والا جانور، یا اس جانور کا گوشت جو گلا گھوٹنے سے، یا چوٹ لگنے سے، یا اونچائی سے گرنے سے، یا ٹکر لگنے سے مر جائے ان کا گوشت کھانا حرام ہے، یا جسے درندوں نے شکار کیا ہو، الا یہ کہ زندہ حالت میں اللہ کا نام لے ذبح کیا جائے اس کا گوشت کھانا حرام نہیں ہے۔ خون، سور کا گوشت، یا جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام کے لیے مخصوص کیا گیا ہو، یا کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو ان کا گوشت کھانا حرام ہے (2:173)۔ **مستثنیٰ:** بھوکا شخص زندہ رہنے کے لیے حرام کھانا کھا سکتا ہے۔ اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ان کے لیے۔ پاک دامن عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے خواہ وہ اہل ایمان میں سے ہوں یا اہل کتاب میں سے ہوں اور زنا نہ کرو۔ **تنبیہ:** انکار کرنے والے آخرت میں خسارے میں ہوں گے۔ اور جو تمہارے لیے حلال ہے اسے اپنے اوپر حرام نہ کرو (5:87)۔ اللہ کے نام سے بہت فرق پڑتا ہے، حلال کھاؤ اور حرام سے پرہیز کرو۔

7) **عہد اور قسمیں:** اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم نے اس سے کوئی عہد باندھا ہو، اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ ڈالو، کیونکہ عہد کے بارے میں تم سے حساب لیا جائے گا۔ اپنی قسموں کو اپنے معاملات میں فائدہ اٹھانے کے لیے استعمال نہ کرو۔ (16:90-93)۔ نیک لوگ وہ ہیں جو اپنے عہد کو نبھاتے ہیں، مشکلات، پریشانیوں اور حق و باطل کی کشمکش میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ اللہ کے عہد کو معمولی فائدے کے لیے بیچنے والوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ **قسمیں:** ایسی قسمیں نہ کھاؤ جن کا مقصد نیکی، تقویٰ اور انسانیت کی بھلائی سے روکنا ہو (2:177)۔ اپنا وعدہ پورا کرو۔ غیر ارادی طور پر کھائی گئی قسم کی کوئی اہمیت نہیں ہے، لیکن جس نے قصداً قسم کھا کر توڑ دی، اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں لباس پہنانا یا غلام آزاد کرنا ہے، اور اگر کوئی غریب ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔ قسم پوری کرنا بہتر ہے (5:89)۔

8) ا) **جہاد:** اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے مقابلہ کرتے ہیں اور انہیں وہاں سے نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا، لیکن زیادتی نہ کرو، کیونکہ اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اگرچہ قتل برا ہے لیکن ظلم و ستم قتل سے بھی بدتر ہے۔ اللہ رحم کرنے والا ہے اسی لیے وہ زمین کو ظلم سے بچانے کے لیے لوگوں کے ایک گروہ کو دوسرے کے ذریعے ہٹاتا ہے (2:190-191)۔ ب) **جنگی اخلاقیات: i)** لڑائی مال غنیمت یا فائدے کے لیے نہیں بلکہ جائز مقصد کے لیے ہونی چاہیے۔ **ii)** مال غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ اور

رسول کا، اس کے قریبی رشتہ داروں کا، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے (8:41)۔ **iii**) جب تمہارا سامنا کافر دشمن فوج سے ہو تو پیٹھ موڑ کر نہ بھاگنا (8:15)۔ **iv**) اللہ کے نزدیک بدترین قسم کے لوگ وہ ہیں جو نصیحت سے منہ موڑتے ہیں، اور خاص طور پر وہ لوگ جن کا نبیؐ کے ساتھ معاہدہ تھا، لیکن وہ وقتاً فوقتاً اس کی خلاف ورزی کرتے رہے (8:22)۔ اگر تم ایسے لوگوں کو جنگ میں پاؤ تو ان کو نمونہ عبرت بناؤ تاکہ دوسرے لوگ نصیحت حاصل کریں۔ **v**) اگر تمہیں کسی قوم سے عہد شکنی کا اندیشہ ہو تو ان کے عہد کو کھلے عام بتا کر پھینک دو (8:55-58)۔ **vi**) اپنے اور اللہ کے دشمنوں کو مغلوب کرنے کے لیے، اپنی پوری قوت اور ہتھیاروں کے ساتھ جو تم جمع کر سکتے ہو کرو اور ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہو۔ **vii**) اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہو تو تم بھی مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو (8:60-61)۔

9) **زکوۃ، عشر، صدقہ و خیرات:** زکوٰۃ و عشر فرض ہیں۔ جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے (راہ خیر میں) خرچ کرو اس سے پہلے کہ یومِ جزا آ جائے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ دوست نوازی چلے گی۔ قرآن نے کنجوس کسانوں کی مثال دی ہے۔ انہوں نے کہا: اگر باغوں کے پھل جمع کرنا چاہتے ہو تو اپنے باغات کی طرف جلدی چلو۔ چنانچہ وہ آپس میں سرگوشی کرتے ہوئے چلے کہ آج کوئی غریب ان میں داخل نہیں ہو گا۔ وہ تیزی سے روانہ ہوئے، اس یقین کے ساتھ کہ وہ سارا پھل سمیٹ لیں گے۔ لیکن جیسے ہی انہوں نے باغات کو دیکھا، وہ پکار اٹھے: "یا تو ہم راستہ بھول گئے ہیں، یا ہم بالکل برباد ہو گئے ہیں۔" نبیؐ نے فرمایا ہے کہ خیرات دینے سے سے دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہارورڈ کے پروفیسر آرتھر سی بروکس نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ صدقہ دینے سے دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس نے تحقیق سے پتہ چلایا کہ صدقہ دینے سے زیادہ مالی فائدہ، بہتر ذہنی صحت اور مضبوط تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ اُس کے مطابق، سخاوت ایک مثبت چکر بھی پیدا کرتی ہے جس سے روحانی اور مالی دونوں طرح کی فلاح و بہبود میں اضافہ ہوتا ہے۔

10) **سود کی حرمت:** سود کھانے والے ایسے ہو جاتے ہیں جس کو شیطان نے سحر زدہ کر دیا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ "تجارت بھی سود کی طرح ہے۔" اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے اس سے بچو، ورنہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔

11) **شراب (نشہ آور آشیاء) اور جوئے کی ممانعت:** دونوں نقصان دہ ہیں، البتہ لوگوں کے لیے ان میں کچھ فائدہ بھی ہیں، لیکن نقصان فائدے سے کہیں زیادہ ہیں (2:219)۔

12) رشوت اور ناجائز دولت: تم تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کو رشوت اس غرض سے پیش کرو تاکہ دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھا سکو(2:188)۔

13) فحاشی: کھلم کھلا ہو یا خفیہ طور پر، تم فحاشی کے قریب نہ جاؤ اور زنا سے دور رہو۔

14) جوا اور قسمت کا بتانا: نشہ، جوا، اور قسمت کا حال جاننے سے پرہیز کرو، یہ شیطانی کام ہیں، وہ ان سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرتا ہے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکتا ہے۔

15) وہ عورتیں جن سے مرد شادی نہیں کر سکتا: باپ کی بیویاں (مائیں)، بیٹیاں، بہنیں، تمہارے والدین کی بہنیں، بھانجیاں، رضاعی مائیں، ان کی بیٹیاں، سوتیلی ماں، سوتیلی بیٹیاں ۔ بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں۔ دو بہنوں کو نکاح میں اکٹھا رکھنا حرام ہے۔ سب شادی شدہ عورتیں (جن کے خاوند ہیں) حرام ہیں۔ ان کے علاوہ جس عورت سے چاہو نکاح کر لو، اور ان کا حق مہر ادا کرو۔ لونڈی سے شادی کرنے کے لیے تم آزاد ہو، خاص طور پر تم میں سے جو آزاد، جو مومن عورتوں سے شادی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے، وہ مالک کی اجازت سے مومن لونڈی سے نکاح کر لیں۔ سزا: اگر کوئی لونڈی شادی کے بعد بدکاری کا ارتکاب کرے تو آزاد عورت کے مقابلے میں اس کو نصف سزا دی جائے گی۔

16) شادی، طلاق، اور ازدواجی زندگی کے دیگر معاملات جیسے ماہواری، ایلا، خلع، دودھ پلانا، نفقہ وغیرہ۔ ماہواری کے دوران ازدواجی تعلق سے اس وقت تک گریز کریں جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں۔ بیوہ کو چار مہینے دس دن تک نکاح سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر آپ بیواؤں کو ان کی عدت کے دوران بالواسطہ شادی کی تجویز دیں تو یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ لیکن آپ کو اس وقت تک شادی کے بارے میں کچھ طے نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ عدت کی مدت ختم نہ ہو جائے۔ مشرکوں کے ساتھ نکاح کی ممانعت ہے (2:221)۔ بیویاں: یہ آیات چار شادیوں کی اجازت دیتی ہے بشرطیکہ ان کے درمیان انصاف کر سکو۔ دلہن کا مہر ادا کرنا شوہر پر واجب ہے ۔ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے کر دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے موجودہ بیوی پر بہتان نہیں لگانا چاہیے محض اس لیے تاکہ جو کچھ اس نے اسے دیا ہے اسے واپس لے سکے۔ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو چاہے تمہیں ناپسند ہوں۔ اگر تم اپنی بیوی کو طلاق دیتے ہو تو جو کچھ تم نے انہیں تحفے میں دیا ہے اسے واپس نہ لو، چاہے سونے کا ڈھیر ہی کیوں نہ ہوں۔ طلاق کے بعد ان کی مرضی کے خلاف ان کے

وارث بننے کی کوشش نہ کرو، نہ ہی ان پر بلا جواز بہتان تراشی کرو۔ اگر کوئی عورت بدکاری کی مرتکب ہو تو تم اس کے خلاف چار چشم دید گواہ لاؤ تاکہ شرعی قانون کے مطابق عدالت سزا دے۔

17) **ماہواری کے دوران:** پوچھتے ہیں: حیض کا کیا حکم ہے؟ کہو: وہ ایک گندگی کی حالت ہے۔ اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں (2:222)۔ نبیؐ نے وضاحت کی کہ "عورتوں سے دور رہنے" کا کیا مطلب ہے، "سب کچھ کرو سوائے جماع کے" (مسلم)۔ ایک حدیث کے مطابق حیض کے دوران جنسی تعلقات قائم کرنے پر 60 مسکینوں کو کھانا کھلانے کے برابر صدقہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اہل علم اسے امیر کے لیے 4.25 گرام سونا اور کم خوش قسمت کے لیے 2.25 گرام کے طور پر شمار کرتے ہیں۔

18) **طلاق:** مطلقہ خواتین کو تین ماہواری تک انتظار کرنا چاہیے۔ طلاق دو بار دی جاسکتی ہے، پھر یا تو عزت کے ساتھ بیوی کو روک لو یا احسن طریقے سے الوداع کہ دو۔ اور اگر خاوند اپنی بیوی کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو وہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اور دوسرا شوہر بھی اسے طلاق دے دے۔ اگر اپنی بیوی کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دو تو اپنی استطاعت کے مطابق اسے کچھ ادا کرو، یہ صالح لوگوں پر فرض ہے۔ اور اگر مہر مقرر ہو گیا ہو تو مقررہ مہر کا کم از کم نصف ادا کرو۔

تصفیہ: اگر عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے بدسلوکی یا نفرت کا اندیشہ ہو، جبکہ تصفیہ بہتر ہے، تو میاں بیوی کو اپنے حقوق پر سمجھوتہ کر کے صلح کرنے کی اجازت ہے۔ مرد چاہ کر بھی اپنی بیویوں کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے، لیکن ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کسی ایک بیوی کی طرف جھکاؤ نہ رکھیں۔ **طلاق کی عدت:** جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے حساب سے طلاق دو، اور عدت کا صحیح حساب رکھو۔ انہیں عدت کے دوران گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ گھروں سے نکلیں جب تک کہ وہ کوئی صریح برائی کا ارتکاب نہ کر چکی ہوں۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ اور جو اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ تم نہیں جانتے کہ شاید اللہ تعالیٰ صلح کی راہ ہموار کرنے کے لیے کچھ کر دے۔ اور جب وہ اپنی عدت کے اختتام کو پہنچ جائیں یا تو ان کو باعزت طریقے سے رشتہ ازدواج میں لے لو یا باعزت طریقے سے ان سے علیحدگی اختیار کر لو اور اپنے دو معتبر لوگوں کو گواہ بناؤ، اور ان گواہوں کو چاہیے کہ وہ سچی گواہی دیں۔ ان عورتوں کی عدت جو حیض کی تمام توقعات ختم کر چکی ہیں اگر تمہیں کوئی شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہو گی۔ اور یہ ان پر بھی لاگو ہو گا جنہیں ابھی تک حیض نہیں آیا ہے۔ جہاں تک حاملہ عورتوں کا تعلق ہے تو ان کی عدت ان کے وضع حمل تک ہو گی۔ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کا نفقہ اس وقت تک مہیا کرو جب تک کہ ان کا وضع حمل نہ ہو جائے۔ اور اگر وہ تمہاری اولاد کو دودھ پلائیں جسے انہوں نے جنم دیا ہے تو انہیں اس کا مناسب

معاوضہ دو اور معاوضہ کا معاملہ باہمی افہام و تفہیم سے حل کرو۔ لیکن اگر تمہیں دودھ پلانے کے معاوضے کے تعین میں پریشانی ہو تو کوئی دوسری عورت بچے کو دودھ پلائے۔ جس کے پاس استطاعت ہے وہ اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرے۔ اور جس پر تنگی ہو وہ اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے اسی طرح خرچ کرے۔

19) **ظہار:** تم میں سے جو لوگ ظہار کر کے اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے ہیں (جاننا چاہیے) کہ ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں۔ ان کی مائیں صرف وہی ہیں جنھوں نے انہیں جنم دیا۔ وہ ایک شیطانی بات اور جھوٹ بولتے ہیں۔ جو لوگ اپنی بیویوں کے بارے میں ظہار کرتے ہیں، پھر اپنے کہے ہوئے قول پر پلٹنا چاہتے ہیں تو اس پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرے، یا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے، یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

20) **مردوں کو عورتوں پر معمولی برتری حاصل ہے:** مرد عورتوں کے نان نفقہ کے ذمہ دار اور محافظ ہونے کے ناطے ان پر برتری رکھتے ہیں۔ اس طرح نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں اور اپنی عفت کی حفاظت کرتی ہیں۔ ناروا سلوک کی صورت میں مردوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ انہیں نصیحت کریں، پھر بستر الگ کریں، پھر انہیں ہلکی مار پیٹ کریں (چہرے پر نہیں مارنا، اور اس طرح کہ جسم پر کوئی نشان نہ پڑے، اسی لیے کچھ عالم کہتے ہیں جیسے ٹوتھ برش سے مارنا)۔ تاہم، اگر پھر بھی تنازعہ برقرار رہتا ہے، تو معاملہ طے کرنے کے لیے دونوں طرف سے ثالث مقرر کریں۔

21) **یتیم:** یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر بہترین طریقے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں۔ یتیموں کے ساتھ ایسا سلوک کرو جو ان کی بھلائی کے لیے ہو۔ سرپرست کے لیے یتیموں کا مال اپنے کاروبار میں شامل کرنا جائز ہے لیکن انصاف کے ساتھ (2:220)۔ یتیموں کا مال واپس کرو اور اُن کی اچھی چیزوں کو بُری چیزوں سے نہ بدلو۔ اللہ تعالیٰ نے یتیم لڑکیوں کے بارے میں حکم دیا ہے جن سے کوئی لالچ کی وجہ سے شادی کرنا چاہے یا ان کے ساتھ ناانصافی کرے یا اگر کسی کو یہ خوف ہو کہ اگر اس نے کسی یتیم سے شادی کی تو شاید اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ کر سکے تو شادی نہ کرے (4:2-3)۔ **یتیم کے مال کو ان کے سپرد کرنے کے بارے میں یتیموں کا مال ان کے سپرد کرنے کی ہدایات:** جب وہ بلوغت کو پہنچ جائیں اور بالغ ہو جائیں تو گواہوں کے سامنے ان کا مال واپس کر دو۔ اس میں یتیم کا مال ہڑپ کرنے پر بھی تنبیہ کی گئی ہے۔ اگر ولی امیر ہو تو اسے چاہیے کہ ان کے مال میں سے کسی چیز کو کھانے سے پرہیز کرے، اگر غریب ہے تو مناسب مقدار میں حصہ لے سکتا ہے (4:6)۔

22) **ہجرت کا حکم:** فتح مکہ تک حکم تھا کہ جس نے بلا عزر ہجرت نہیں کی وہ منافق ہے، لہٰذا جب تک وہ ہجرت نہ کر لیں انہیں اپنا حلیف نہ بناؤ۔ ان میں سے جو کوئی دشمن کی مدد کرے، اسے جہاں پاؤ قتل کر دو، سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے۔ اللہ ان لوگوں کو بخش دے گا جو کمزور ہیں یا جن کے پاس ہجرت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ **اسی طرح ان گروہوں کو قتل کرنا بھی جائز ہے جو تمہارے ساتھ امن نہیں چاہتے اور تمہارے خلاف لڑنے سے باز نہیں آتے۔ قتل سے مستثنیٰ وہ منافق ہیں جو غیر جانبدار رہتے ہیں، وہ جنہوں نے ان قبائل میں پناہ لے رکھی ہے جن کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہے۔** جن لوگوں نے ہجرت نہیں کی وہ قیامت کے دن یہ بہانہ کریں گے کہ وہ مظلوم تھے، فرشتے ان کے عذر کو رد کر دیں گے اور پوچھیں گے کہ کیا اللہ کی زمین تمہارے لیے کشادہ نہیں تھی کہ تم ہجرت کرتے؟ اللہ ان لوگوں کو معاف کر دے گا جو کمزور ہیں یا جن کے پاس ہجرت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو اللہ کی زمین میں کافی جگہ اور وسائل ملیں گے اور **جو ہجرت کے دوران فوت ہو جائیں ان کا اجر اللہ کے پاس محفوظ ہے۔** ضرورت پڑنے پر ہجرت کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

23) ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ دین کو لوگوں تک پہنچائیں۔ اگر ہم ان تک اللہ کا پیغام پہنچائیں تو ہم ان پر گواہ ہوں گے، جب کہ پیغمبر ہم پر پیغام پہنچانے کے لیے گواہ ہیں۔ 24) مذہب کے حوالے سے کوئی زور زبردستی نہیں ہے، حق کو باطل سے الگ کر دیا گیا ہے۔ 25) دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ صحیح بات کو غلط سے الگ کر دیا گیا ہے۔ جو لوگ جھوٹے معبودوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ پر ایمان رکھتے ہیں انہیں ایک غیر متزلزل سہارا حاصل ہے۔

2) انصاف کے احکام

1) **اللہ عدل اور احسان اور صلۂ رحمی کا حکم دیتا ہے** اور بدی و بے حیائی اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق لو (16:90)۔ اللہ کفر کا نظام قبول کرتا ہے لیکن ظلم کو نہیں۔ انصاف کے علم بردار اور خدا واسطے گواہ بنو، اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریقِ معاملہ خواہ مال دار ہو یا غریب۔ لہٰذا اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ یہ تم کو بے انصاف بنا دے (4:135)۔ **اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ عوام میں ترشی سے بات کی جائے جب تک کہ کسی پر ظلم نہ ہوا ہو۔** اگرچہ مظلوم کو ترشی سے بات کہنے کا حق ہے، لیکن بہتر ہے اگر وہ نرمی سے بات کرے یا ظالم کو معاف کر دے۔ لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ

کرو۔ انصاف کرو، چاہے کوئی قریبی رشتہ دار متاثر ہو۔ اللہ کے لیے سچے گواہ بنو **اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں انصاف سے منحرف ہونے نہ دے۔ جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔** اللہ سے ڈرو اور اسی پر بھروسہ کرو۔ کبھی بے حیائی کا حکم نہ دو، بلکہ عدل و انصاف کا حکم دو۔

2) **وراثت کے احکام:** والدین اور رشتہ داروں نے جو کچھ چھوڑا ہے اس میں مردوں اور عورتوں کا حصہ ہے۔ **میت کے قرض کی ادائیگی اور وصیت کی تکمیل کے بعد اللہ تعالیٰ نے ورثاء کے حصے مقرر کر دیے ہیں۔** i) مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ ii) اگر ورثاء دو بیٹیاں یا زیادہ ہوں تو انہیں وراثت کا دو تہائی حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک ہی بیٹی ہو تو اسے نصف وراثت ملے گی۔ iii) اگر میت کی اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو وراثت کا چھٹا حصہ ملے گا۔ iv) اور اگر میت کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین اکیلے اس کے وارث ہوں تو ایک تہائی اس کی ماں کے پاس اور دو تہائی باپ کے پاس جائے گا۔ v) اگر میت کے بھائی بہن ہیں تو چھٹا حصہ اس کی ماں کے پاس، ایک تہائی باپ کے پاس باقی بھائی بہنوں کو۔ vi) اگر بیوی بے اولاد مر جائے تو جو کچھ اس نے چھوڑا ہے اس کا آدھا حصہ شوہر کا ہے اور اگر اس کی اولاد ہے تو چوتھا حصہ اس کا ہے۔ vii) اور اگر تم بے اولاد مر جاؤ تو بیویوں کے لیے چوتھا حصہ ہے جو تم چھوڑتے ہو۔ اور اگر اولاد ہو تو ان کا آٹھواں حصہ ہے۔ viii) اور اگر کسی مرد یا عورت کا کوئی وارث نہ ہو لیکن ان کے بہن بھائی ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ لیکن اگر وہ دو سے زیادہ ہوں تو انہیں میراث کا ایک تہائی حصہ ملے گا۔ ix) وراثت کی تقسیم کے وقت اگر قریبی رشتہ دار یتیم اور مسکین موجود ہوں تو ان کو کچھ دے دیں، یہ خیال کرتے ہوئے کہ اگر تم اپنے پیچھے بے سہارا اولاد چھوڑتے تو تمہیں ان کی فکر ہوتی۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، جو بھی تجاوز کرے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ **وراثت اور وصیت:** جو مالدار ہو اسے چاہیے کہ اپنے والدین اور رشتہ داروں کے لیے معروف طریقے سے وصیت کرے۔ یہ خوف خدا رکھنے والوں پر فرض ہے (یہ ایک ابتدائی ہدایت ہے جس کی بعد میں اصلاح کی گئی ہے) (2:80)۔ **وصیت:** اگر تم بستر پر ہو یا سفر پر تو دو عادل گواہوں کی موجودگی میں وصیت کریں، اور اگر چاہو تو مسجد میں گواہوں سے بیعت لے لو (5:106-107)۔

3) **بچے:** اپنے بچوں کو غربت کے خوف سے قتل نہ کرو۔ جہاں اللہ تمہیں رزق دیتا ہے وہاں انہیں بھی رزق دے گا۔ 4) **خصوصی بچے:** وہ دولت جو آپ کے رزق کا ذریعہ ہے، ذہنی طور پر کمزور لوگوں کے سپرد نہ کرو، بلکہ انہیں کھلاؤ، پہناؤ اور ان کا خیال رکھو۔

5) **قرض دینے اور قرض لینے کے اصول:** یہ ہدایت ہے کہ جب تم قرض دو یا قرض لو تو دو گواہوں کی موجودگی میں ایک دستاویز لکھیں۔ گواہوں کو گواہی دینے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ اگر آپ کا مقروض مشکل میں ہے تو اسے مہلت دیں جب تک کہ اس کی مالی حالت بہتر نہ ہو جائے۔ لیکن اگر تم صدقہ کے طور پر قرض معاف کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے (2:282)۔

6) **مال ہڑپ کرنا:** ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ لیکن باہمی رضامندی سے تجارت کے ذریعے۔ جو ظلم اور ناانصافی سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے (29-30)۔ اللہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو امانت میں خیانت کریں یا گناہ پر اڑے رہیں۔ **اللہ کا حکم ہے کہ امانتیں ان کے حقدار تک پہنچائی جائیں۔**

7) **قتل:** کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ اگر کوئی مومن کسی مومن یا غیر مسلم کو غلطی سے قتل کر دے جس سے تمہارا عہد ہے تو کفارہ یہ ہے کہ خون بہا اس کے وارثوں کو ادا کرے اور ایک مومن غلام کو آزاد کرے یا دو مہینے لگاتار روزے رکھے۔ اور اگر مقتول کا تعلق دشمن قوم سے ہو تو کفارہ یہ ہے کہ ایک مومن غلام کو آزاد کیا جائے۔ اور اگر کوئی مومن کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے (92-96)۔ **بدلہ اور خون کی رقم:** اگر کوئی آزاد آدمی قتل کا ارتکاب کرے تو اسی آزاد مرد کو اس کی سزا دی جائے گی، اسی طرح اگر کوئی غلام یا عورت قتل کا مرتکب ہو تو وہی اس کا جوابدہ ہو گا۔ لیکن اگر مقتول کے لواحقین قاتل کے ساتھ نرمی برتنے پر آمادہ ہوں تو خون کی رقم کا فیصلہ عام قانون کے مطابق کرنا چاہیے اور قاتل کو اسے صحیح طریقے سے ادا کرنا چاہیے (2:178-79)۔ کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ ناحق قتل ہونے والے کے وارث کو بدلہ لینے کا حق ہے۔

8) **سزائیں:** کسی جان کو ناحق قتل کرنا گویا تمام انسانوں کو قتل کرنا ہے۔ اور اگر کسی نے ایک جان بچائی تو گویا اس نے تمام انسانوں کو جان بچائی۔ حکم دیا گیا ہے: کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت، اور تمام زخموں کے بدلے میں ان کی مثل۔ لیکن اگر کوئی معاف کر دے تو یہ اس کے لیے کفارہ ہو گا۔ چور کا ہاتھ کاٹا جائے **(سوائے اس بھوکے کے جو کھانے کے لیے چوری کرتا ہے)**۔ مسلح ڈکیتی پر ڈاکوؤں کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹے جائیں۔ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ درحقیقت ظالم ہیں۔ جو لوگ اللہ، اس کے رسول اور مومنین سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، انہیں یا تو قتل کیا جائے، یا سولی پر چڑھایا جائے، یا ملک سے نکال دیا جائے، سوائے ان لوگوں کے جو پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لیں۔ جزا کے دن اگر کافروں کے پاس زمین کے حجم سے دوگنا مال ہو اور وہ اسے عذاب کے فدیہ کے طور پر پیش کریں تو قبول نہیں کیا جائے گا۔

3) معاشرتی و سماجی بہبود کے احکام

1) **تقویٰ یہ ہے:** اللہ کی محبت میں اپنے مال کو رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مانگنے والوں اور غلاموں پر خرچ کرنا، زکوۃ دینا، عہد کی پاسداری کرنا اور ہر حال میں صبر کرنا۔ **یاد رکھیں:** حسن سلوک اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد توہین ہو۔ صدقہ کھلے عام دو یا چھپا کر دو لیکن چھپا کر دینا افضل ہے۔ صدقہ میں خرچ ہونے والی دولت کا پورا اجر ملے گا۔ اللہ کی راہ میں بہترین مال خرچ کرو، خاص کر سفید پوش لوگوں پر۔ شیطان غربت کے خوف سے بخل کی ترغیب دیتا ہے، جب کہ اللہ بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دو اور مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو۔ اللہ متکبر، گھمنڈ کرنے والے اور بخل کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ دکھاوے کے لیے خرچ کرنا گناہ ہے، جب کہ صدق دل سے صدقہ کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ تمام لباسوں میں بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔

2) **توبہ:** اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو نادانی میں گناہ کرتے ہیں۔ **وہ موت کے قریب مانگی گئی توبہ کو قبول نہیں کرتا چاہے وہ مومن ہو یا کافر۔** 3) **سلام کا جواب:** جب سلام کیا جائے تو اس سے بہتر یا کم از کم اسی طرح کا جواب دیں۔

4) **مجمع میں سرگوشیاں کرنا:** سرگوشی کرنا نیکی سے خالی ہے، سوائے صدقہ، نیکی یا لوگوں کے معاملات کو درست کرنے کے۔ 5) **افواہیں:** افواہوں کو تحقیقات کے لیے متعلقہ حکام تک پہنچایا جائے، ان کو پھیلانا ممنوع ہے۔ 6) **غیبت:** کوئی بھی ان مجرموں کا دفاع نہیں کر سکے گا جو قیامت (موت سے پہلے) توبہ نہیں کرتے، حتیٰ کہ نبیؐ بھی نہیں۔ **اگر کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے اور اگر وہ اسے کسی بے گناہ پر ڈالتا ہے تو اسے بہتان اور اپنے گناہ کا بوجھ خود اٹھانا پڑے گا۔**

7) **خودکشی** کرنا ممنوع ہے۔ 8) اپنے آپ کو کبھی بھی راست باز نہ سمجھو، بلکہ عاجزی اختیار کرو۔ 9) **تمسخر اڑانے والے:** یہودیوں، عیسائیوں اور تمہارے ایمان کا مذاق اڑانے والوں کو اپنا حلیف نہ بناؤ، بلکہ وہ ایک دوسرے کے حلیف ہیں۔ اور تم میں سے جو ان کو حلیف بنائے گا وہ ان میں سے شمار ہو گا۔ 10) **متفرق:** جو لوگ ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے اللہ انہیں معاف نہیں کرے گا۔ **جہاں اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا جا رہا ہو وہاں نہ بیٹھو، یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں۔** اللہ انسان پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

11) **اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک** کرو۔ یہاں تک کہ اگر وہ بوڑھے ہو کر کمزور ہو جائیں تو ان سے "اف" بھی نہ کہو، بلکہ احترام سے بات کرو اور دعا کرو "اے ربّ، ان پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن

میں پالا تھا۔" 12) **پورا تولنا:** مناسب پیمانے کے ساتھ وزن کریں اور پوری پیمائش دیں۔ 13) دوسروں کے جھوٹے معبودوں کی توہین نہ کرو یہ نہ ہو کہ وہ اللہ کی توہین کریں گے۔ 14) ہر قسم کے گناہ، فسق، بے حیائی، خواہ ظاہری ہو یا پوشیدہ حرام ہیں۔ 15) آدمؑ اور ان کی اولاد کو بتایا گیا کہ جب ان کے پاس انہی میں سے کوئی رسول آئے جو ان کو اس کے احکام سنائے تو جو لوگ اپنی اصلاح کر لیں گے وہ کامیاب ہوں گے اور انکار کرنے والے آخرت میں خسارے میں ہوں گے (7:35-36)۔ 16) **i)** اللہ سخاوت کا حکم دیتا ہے، **ii)** اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔

17) **i)** اللہ برائی سے منع کرتا ہے۔ **ii)** وہ ظلم سے منع کرتا ہے۔ **iii)** اپنی قسموں کو آپس میں ایک دوسرے کو دھوکا دینے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی قدم جمنے کے بعد اُکھڑ جائے اور تم اس جرم کی پاداش میں کہ تم نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا، بُرا نتیجہ دیکھو اور سخت سزا بھگتو۔ **iv)** اللہ کے عہد کو تھوڑے سے فائدے کے بدلے نہ بیچ ڈالو، جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے (16:94-96)۔

18) **i)** کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے یہ اختیار صرف اللہ کا ہے۔ **ii)** لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف حکمت، بہترین نصیحت اور خوش اخلاقی کے ساتھ بلاؤ (16:125-128)۔ 19) **i)** نہ بخل کرو اور نہ فضول خرچی کرو۔ **ii)** اور جب تمہارے پاس دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو شائستگی سے معذرت کر لو۔ **iii)** اپنے مال کو فضول خرچ نہ کرو، اسراف کرنے والے شیطان کے ساتھی ہیں۔

20) جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو۔ یقیناً سماعت، بصارت اور دل کا حساب لیا جائے گا۔ 21) زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔ 22) ہمیشہ وہی کہو جو بہتر ہو کیونکہ شیطان انسانوں کے درمیان نفرت ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔ 23) **i)** چار چشم دید گواہوں کے بغیر کبھی کسی پر بدکاری کی تہمت نہ لگائیں۔ **ii)** ہر حال میں رشتہ داریاں جوڑو۔

24) **i)** اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔ **ii)** اللہ نے کفر اور برائی اور نافرمانی کو تمہارے لیے مکروہ بنا دیا ہے۔ **iii)** اگر اہلِ ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والوں سے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔ پھر اگر وہ پلٹ آئے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو۔ اور انصاف کرو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ **iv)** مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو، اُمید ہے کہ تم پر رحم کیا

جائے گا۔ **v)** اے لوگو ! جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بُری بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ ظالم ہیں۔ **vi)** 1) اے ایمان والو ! بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ 2) تجسُّس میں نہ پڑو۔ 3) اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو، تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔ **vii)** لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ **viii)** حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے لوگ ہیں۔ **ix)** ان میں سے ہر ایک معاملے کا برا پہلو آپ کے رب کو ناپسند ہے۔ **x)** متکبر کے لیے جنت میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

25) **i)** اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی اچھی طرح تحقیق کروایسا نہ ہو کہ تم انجانے میں دوسروں کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔ **ii)** اگر مومنوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔ پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔ اور اگر وہ پلٹ آئے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کراؤ اور عدل کرو کیونکہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ **iii)** مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات درست کرو اور اللہ سے ڈرو۔ **iv)** اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسروں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو۔ ایمان کے بعد برے نام سے پکارنا بری بات ہے۔ **iv)** اے ایمان والو بہت گمان کرنے سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ جاسوسی نہ کرو اور نہ ہی کوئی دوسرے کی غیبت کرے۔

تبصرہ: اس سے پہلے کہ میں احکامات پر تبصرہ کروں، میں چاہتا ہوں گا کہ دو احادیث پر غور کریں۔ **(الف)** رسول اللہؐ نے فرمایا: اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو اور اپنے سے اوپر والوں کی طرف مت دیکھو ورنہ اللہ کی نعمتوں کو حقیر سمجھو گے (مسلم 2963)۔ یہ حدیث اپنی حیثیت پر عاجزی اور شکر گزار ہونے کی اہمیت پر زور دے

رہی ہے، اور ان لوگوں سے حسد نہ کرنے کی تاکید کر رہی ہے جو حیثیت میں ہم سے بہتر ہیں۔ **کیوں؟** جب ہم ان لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں جو حیثیت میں ہم سے بہتر ہیں تو شیطان ہمیں شکایت کرنے اور اللہ کی ناشکری کرنے پر اکساتا ہے۔ نتیجتاً یہ معاشرے میں کشیدگی، عداوت، بغض، حسد اور نفرت کا باعث بنتا ہے۔ جبکہ اسلام ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنے اور دعا دینے کا درس دیتا ہے کہ اللہ انہیں مزید دے اور ان کے دلوں کو نرم کرے۔ اسی طرح، جب ہم ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جو ہم سے کم تر ہیں، تو شیطان ہمیں ان کو حقیر سمجھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس کے برعکس، اللہ کی تعلیمات ہمیں اپنے آپ میں عاجزی، شکر گزاری اور کم حیثیت لوگوں کے لیے ہمدردی پیدا کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں، اور اللہ کا شکر ادا کرنے کی کہ اس نے ہمیں ان کی مدد کرنے کی توفیق دی۔ **یہ اسلام کا جوہر ہے۔** ب) **یہ حدیث خوفناک ہے** کہ "ہر سو میں سے صرف ایک ہی جنت میں جائے گا" جبکہ باقی جہنم میں بھیجے جائیں گے (بخاری6529)۔ اے مسلمانو! اللہ العادل ہے۔ ہم انسان اپنی عقل و شعور کی وجہ سے بہترین مخلوق ہیں، اور اگر ہم اپنی عقل و شعور سے کام نہ لیں تو ہم چوپایوں سے بدتر ہیں۔ جنت میں داخل ہونے کے دو بنیادی معیار ہیں: الف) ہم اس بات پر متفق ہیں کہ ایک مملکت میں دو بادشاہ نہیں ہو سکتے، اس طرح منطقی طور پر کائنات میں دو خدا نہیں ہو سکتے۔ پس حقیقی مومن وہ ہیں جو ایک اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اس کے تمام رسولوں کو مانتے ہیں، اس کے دین کو مضبوطی سے قائم رکھتے ہیں، اور اپنی جان و مال اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ وہی سچے مومن ہیں۔ ب) اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے ان کی ماؤں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہے، اس لیے ہمیں اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے اس کی تمام مخلوقات بالخصوص انسانوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ ہمارا ربّ غلط کاموں کو ناپسند کرتا ہے۔ عادل حکمران ہونے کے ناطے یومِ جزا اللہ اپنی مخلوق کے حقوق کو نظرانداز نہیں کرے گا۔ جن لوگوں نے دوسروں کے ساتھ زیادتی کی آخرت میں ان کی نیکیاں متاثرین کے پلڑے میں ڈالی جائیں گی۔ اس لیے کافروں، مشرکوں، منافقوں اور فرقہ پرستوں کے علاوہ یہ بہت سے اہل ایمان کو جہنم میں لے جائے گی۔ **خلاصہ:** ہمارے وجود اور جنت کا حصول ہماری عقل کو بروئے کار لانے، اپنی کوتاہیوں پر قابو پانے، دوسروں کا خیال رکھنے، ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنے، رشتوں کو پروان چڑھانے، مشکل حالات میں انصاف فراہم کرنے اور اپنے سے کم نصیب والوں کا خیال رکھنے میں مضمر ہے۔

اہم آیات

1) نبیؐ کا کام صرف پیغام پہنچانا ہے۔ **2)** دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشا کے سوا کچھ نہیں، آخرت کی زندگی پرہیزگاروں کے لیے بہت بہتر ہے۔ **3)** حق کی دعوت پر لبیک کہنے والے صرف وہی ہیں جو اللہ کی آیات کو

سنتے ہیں اور ان پر غور کرتے ہیں۔ 4) جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پاس وحی آچکی ہے، وہ قرآن کی طرح کا کلام پیش کریں؟ تیرے رب کا کلام حق اور انصاف میں کامل ہے، اس کے احکام کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ 5) شیطان اور ایک قسم کے شیاطین جن اور انسان ہمیشہ سے ہر نبی کے دشمن رہے ہیں۔ 6) ہر امت کے لیے ایک مدت مقرر ہے۔ اور جب اس کی میعاد ختم ہو جائے تو اس میں لمحہ بھر کی تاخیر نہیں ہو سکتی اور نہ ہی پیشرفت۔ 7) اللہ کی آیات اور آخرت کی ملاقات کا انکار کرنے والوں کے اعمال بے وزن ہیں۔ انہیں اس کے مطابق معاوضہ دیا جائے گا۔ 8) لوگوں کو نصیحت کرتے رہو حتیٰ کہ اُن کو بھی جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا سخت سزا دینے والا ہے تاکہ نافرمانی سے بچیں اور رب کے حضور عذر پیش کر سکیں۔ 9) اللہ نے برائی سے منع کرنے والوں کو نجات دی اور ظالموں اور نصیحت نہ کرنے والوں کو دردناک عذاب میں مبتلا کیا (نصیحت واجب ہے)۔ 10) فرقہ وارانہ فسادات سے بچو جو پوری قوم پر آفت لا سکتے ہیں۔

11) اللہ کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا، i) جب کوئی نبی ان کے درمیان ہو۔ ii) جب وہ اس سے توبہ استغفار کرتے ہوں۔ 12) اللہ اپنی مخلوق پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا ہے، **لیکن سزا ان کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔** 13) بے شک اہل کتاب کے اکثر علماء اور راہب دوسروں کا مال غلط طریقے سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ 14) اللہ رزق نازل کرتا ہے اور بغیر سند کے لوگ اس میں سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال قرار دیتے ہیں۔ 15) اللہ انسانوں پر بڑا مہربان ہے، پھر بھی ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔ 16) اللہ کے دوست جو ایمان لائے اور نیک زندگی بسر کرتے ہیں ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم۔ 17) اگر اللہ چاہتا تو جو لوگ زمین پر ہیں سب ایمان لے آتے۔ تو کیا تم لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کرو گے؟ 18) کیا وہ کہتے ہیں کہ تم نے یہ پیغام خود گھڑا ہے؟ ان سے کہو: "اگر ایسا ہے تو اس کا وبال مجھ پر ہے، لیکن تمہارے جرم کا وبال تم پر ہے۔ 19) جو لوگ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں وہ اسے پا لیں گے۔ 20) انتخاب کی آزادی کے استعمال کے لیے اس نے انسانوں اور جنوں کو پیدا کیا ہے۔ اس طرح تمہارے رب کا یہ فرمان پورا ہوا: "بے شک میں جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دوں گا (کیوں کہ اکثر انکاری ہیں)۔"

21) بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے باطن کو نہ بدلیں۔ 22) اللہ نے اعلان کیا: "اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔ لیکن اگر تم میری نعمتوں کی ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھیانک ہے۔ 23) جب تم قرآن کی تلاوت شروع کرو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس کا ان لوگوں پر کوئی اختیار نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس کا اختیار صرف ان لوگوں پر ہے جو اسے اپنا ولی مانتے ہیں۔ 24) جو شخص ایمان کے بعد کفر پر مجبور ہو اور اس کا دل ایمان پر

یقین رکھتا ہو تو وہ بری ہو جائے گا، لیکن جو خوشی سے کفر کو قبول کرے گا تو اس پر اللہ کا غضب ہے اور ایسے تمام لوگوں کے لیے سخت عذاب ہے۔ **25)** نوح نے کہا: اس میں سوار ہو جاؤ۔ اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور اس کا لنگر ہے، میرا رب ہمیشہ بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ **26)** شیطان لوگوں کو اللہ کے ساتھ شرک کرنے پر اکساتا ہے۔ **27)** جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دو کہ تم اپنے طریقے پر عمل کرو اور ہم اپنے طریقے پر چلیں گے۔ **28)** اندھی تقلید کا نتیجہ برا ہے۔ **29)** اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ بے شک اس میں مومنوں کے لیے نشانی ہے۔ **30)** کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے بارش کا پانی اتارا، پھر اسے چشموں اور ندیوں اور دریاؤں کی صورت میں زمین میں بہایا، پھر اس سے طرح طرح کی کھیتی اگاتا ہے۔ پھر وہ پک جاتے ہیں اور مرجھا جاتے ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ وہ پیلے ہو جاتے ہیں، اور پھر آخر کار وہ ان کو تنکے بنا دیتا ہے؟ بے شک اس میں عقل والوں کے لیے عبرت ہے۔

31) اگر کوئی نبی بھی شرک کرے گا تو اسے بھی سزا ملے گی۔ **32)** اعلان کرو: "حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل مٹنے والا ہے، وہ تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہو، "روح (جبرائیل) رب کے حکم سے آتی ہے۔" ہمیں ابراہیم (ع) کے طریقے پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے جو مشرک نہیں تھے، ہماری نمازیں، ہماری قربانیاں، ہمارا جینا اور مرنا صرف اللہ کے لیے ہے۔ **33)** یہ دنیا کے لیے نصیحت ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو آسمانوں اور زمین کی نشانیوں میں غور و فکر کرتے ہیں۔ **34)** شیطان کا اختیار صرف ان لوگوں پر ہے جو اسے اپنا ولی بناتے ہیں۔ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

نصیحت

1) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جو کچھ مال متاع ہم نے تم کو بخشا ہے، اِس میں سے خرچ کرو قبل اِس کے کہ وہ دن آئے، جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش چلے گی۔ اور ظالم اصل میں وہی ہیں جو کفر کی روش اختیار کرتے ہیں (2:254)۔ اس دن کی رسوائی و مصیبت سے بچو، جبکہ تم اللہ کی طرف واپس ہو گے، وہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم ہر گز نہ ہو گا (2:281)۔
2) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اپنے بندوں کے بہت قریب ہے، جب وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی دعائیں سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ مجھ پر ایمان لائیں اور میری اطاعت کریں، شاید کہ وہ صحیح راستہ پائیں۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، ایک ایٹم کے وزن کے برابر بھی نہیں۔ **3)** حقیقی کامیابی حاصل کرنے کے لیے اللہ کو یاد رکھیں۔ اپنی عبادت کو صرف اسی کے لیے خالص کرو۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ **4)** اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو اِلا اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے کی حالت میں۔ **5)** تمام بھلائی

اللہ کی طرف سے ہے، اور بدقسمتی تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے۔ **6)** پرہیزگاروں کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور اللہ کی خوشنودی انہیں حاصل ہو گی۔ **7)** تمام انبیاء مسلم تھے۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں تفریق نہیں کرتے ان کو اللہ جنت سے نوازے گا۔ جو لوگ اللہ سے محبت کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں تو اللہ ان سے محبت کرے گا اور ان کے گناہوں کو بخش دے گا۔ جو لوگ رسول اللہؐ پر ایمان نہیں لاتے اور ان کی نافرمانی کرتے ہیں وہ خسارے میں ہوں گے۔ اس نے نیک عمل کرنے والے مومن سے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا اور کافروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ **8)** کافروں کی شان شوکت تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے، آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ **9)** نیکی تب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور ہدایت کے لیے اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامے رکھے۔ **10)** ایمان، آزمائش اور مصائب کے بغیر جنت نہیں۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان کے بعد نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

11) ایمان کا امتحان خوف، بھوک، غربت، دولت، بیماری اور صحت سے لیا جائے گا۔ صبر کرنے والے کامیاب ہوں گے۔ **12)** جب اللہ تعالیٰ انسان سے حساب لیں گے تو اس کے تمام اعمال سامنے آجائیں گے۔ **13)** پرہیزگار ہونا نیک اولاد کی ضمانت نہیں دیتا۔ **14)** اچھے رزق کے لیے مومن ہونا ضروری نہیں ہے۔ **15)** یہ ضروری نہیں کہ جو تمہیں پسند ہو وہ تمہارے لیے اچھا ہو اور جو تمہیں ناپسند ہو وہ تمہارے لیے برا ہو۔ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اگر تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو تو ہو سکتا ہے تم اس چیز کو ناپسند کر رہے ہو جس میں اللہ نے تمہارے لیے بھلائی رکھی ہے (صبر کرو)"۔ **16)** نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ مومنوں کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ **17)** ہر کوئی اپنے اعمال کا خود ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔ اچھائی یا برائی کی شفاعت کا بدلہ اسی کے مطابق ملے گا۔ **18)** نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی، خواہ برائی اپنی کثرت کی وجہ سے خوش کن نظر آئے۔ **19)** کبیرہ گناہوں سے بچو، اللہ تمہارے صغیرہ گناہوں کو بخش دے گا، اور تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔ **20)** اللہ نے دوسروں کو جو کثرت سے نوازا ہے اس کی تمنا نہ کرو۔

21) نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو، نہ کہ گناہ اور زیادتی میں۔ اپنے دشمنوں پر بھی زیادتی نہ کرو۔ **22)** جو لوگ رب کی نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں، اس نے ان کے لیے رحمت کو اپنے اوپر واجب کر لیا ہے، **اور جو لوگ توبہ کرتے ہیں اور اپنی اصلاح کرتے ہیں ان کو معاف کر دیتا ہے۔** **23)** جو لوگ اپنے دین کو فرقوں میں تقسیم کرتے ہیں اور گروہ در گروہ بن جاتے ہیں ان سے نبیؐ کا کوئی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور وہ انہیں (آخرت میں) ضرور بتائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔ **24)** نیکیوں کا بدلہ دس گنا یا اس سے زیادہ دیا جائے گا جبکہ برے اعمال کی سزا اس کے برابر دی جائے گی (اگر گناہ دس گنا سے

بہت زیادہ ہوں تو ذمہ دار کون ہے)۔ 25) اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پکارو۔ جب ایسی قومیں اللہ کے عذاب سے تباہ ہوئیں تو ان کا ایک ہی کہنا تھا: "ہم نے یقیناً زیادتی کی (تب توبہ کے لیے بہت دیر ہو چکی تھی)"۔ 26) شیطان تمہیں اس طرح دھوکہ نہ دے جس طرح اس نے آدمؑ کو دھوکہ دیا تھا۔ یاد رکھیں، اس کے ساتھی تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ 27) اپنے رب کے نازل کردہ قرآن کی پیروی کرو۔ 28) ہدایت یافتہ وہ ہیں جو اللہ کو اپنا ولی مانتے ہیں اور اسی کو پکارتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ ہم سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ 29) نماز کے دوران پورے کپڑے پہنیں۔ 30) اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے زیبائش کی چیزوں کو یا رزق میں سے پاکیزہ چیزوں کو حرام نہیں کیا ہے۔ یہ دنیا میں مومنین کے لیے ہیں اور یومِ جزا کے بعد صرف ان ہی کے لیے ہوں گے۔

31) اللہ تعالیٰ نبیؐ کے ذریعے ہمیں معاف کرنے، عدل و انصاف کی تلقین کرنے اور جاہلوں سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کوئی ترغیب دلائے تو اللہ کی پناہ مانگو، وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ 32) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تمہاری قوت میں کمی آتی جائے گی اور تم ہمت ہار جاؤ گے۔ 33) دوستی یا رفاقت میں کافروں کو ترجیح نہ دیں خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ 34) نبیؐ اور اہل ایمان کے لیے جائز نہیں کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں، اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ ان پر واضح ہو جائے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔ 35) لوگوں کے لیے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے گھروں میں رہنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کی راہ میں ہر مصیبت مثلاً پیاس، بھوک اور دیگر جسمانی آزمائشیں اور ہر وہ قدم جس سے کفار مشتعل ہوں اور دشمنان حق سے انتقام کا ہر عمل انہی کے سر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے کسی عمل کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ 36) جو لوگ دنیا کی زینت چاہتے ہیں ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دیا جائے گا اور آخرت میں ان کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ 37) بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔ صبر کرو؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ 38) بدقسمتی سے، ایک نسل سے صرف چند نیک آدمی دوسرے کو زمین پر فساد پھیلانے سے روکتے ہیں، وہ بچا لیے جائیں گے۔ وہ ظالم جو دنیا کی آسودگی اور راحت کی تلاش میں رہتے ہیں، گناہوں میں گم ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے قرآن کہتا ہے: انسان در حقیقت خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، اور نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے رہے اور (ایک دوسرے کو) صبر کی تلقین کرتے رہے۔ 39) اللہ ان بستیوں کو کبھی تباہ نہیں کرتا جن کے باشندے نیک

ہوں۔ **40)** قیامت کے دن اعمال کا وزن کیا جائے گا، جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ فلاح پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہ خسارے میں ہوں گے۔

41) اللہ نے ہمیں زمین پر بسایا اور ہماری روزی کا انتظام کیا۔ **42)** جس طرح سیلاب کے وقت پانی کی جھاگ نکلتی ہے اور پھر غائب ہو جاتی ہے، اسی طرح جھوٹ بھی جھاگ کی طرح ہے جو غائب ہو جاتا ہے۔ **43)** جنت ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے رب کی پکار پر لبیک کہتے ہیں اور جہنم ان لوگوں کے لیے ہے جو اس سے انکار کرتے ہیں۔ حق کو قبول کرنے والا اسے رد کرنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ **عقل والے ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔** **44)** قیامت کے دن حق کی مخالفت کرنے والے ہر ضدی جابر کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اچھی بات ایک اچھے درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں اور جس کی شاخیں آسمان تک جاتی ہیں ہر موسم میں پھل دیتا ہے۔ جب کہ برے لفظ کی مثال ایک خبیث درخت کی سی ہے جو زمین کی سطح سے اکھاڑ پھینکا گیا ہو جو برداشت کرنے سے بالکل عاجز ہو۔ **45)** جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ **46)** جو لوگ صبر کرتے ہیں اللہ ان کو ان کے اچھے کاموں کا اجر دے گا۔ وہ توبہ کرنے والوں اور اپنی اصلاح کرنے والوں کو بخش دیتا ہے۔ **47)** جھوٹے نبی نہیں بلکہ کافر ہیں۔ اللہ ناشکروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ہمیں ابراہیمؑ کے طریقے پر چلنے کا کہا گیا ہے جو مشرک نہیں تھے۔ **48)** جو راہ راست پر چلتا ہے وہ اپنے فائدے کے لیے کرتا ہے۔ اور جو گمراہ ہو وہ اپنا ہی نقصان اٹھاتا ہے۔ کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ **49)** جو لوگ دنیوی زندگی کے طالب ہیں ان کو وہ ملے گا جو اللہ چاہے گا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اس کے مقابلے میں جو لوگ آخرت کی کامیابی چاہتے ہیں، اس کے لیے کوشش کرتے ہیں اور سچے دل سے یقین رکھتے ہیں وہ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہوں گے۔ **50)** وہ ان لوگوں کو معاف کرتا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور اس کی بندگی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

51) اللہ کی گواہی کافی ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔ **52)** وہی ہے جس نے تمہیں زندگی بخشی اور وہی تمہیں موت دیتا ہے اور وہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔ **53)** انسان در حقیقت انکارِ حق کا بہت زیادہ شکار ہے۔ **54)** ہم کسی پر اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو ہر ایک کے بارے میں سچ بولتی ہے۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ **55)** تم میں سے مالدار اور متمول لوگ قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑنے والوں کی مدد سے باز رہیں گے، انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور نظر انداز کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے (معافی کے لیے معاف کرنا سیکھو)؟ **56)** اور تمہارا رب کسی بستی کو اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب

تک کہ ان کے مرکز میں کوئی رسول نہ بھیجے جو ان کو ہماری آیات پڑھ کر سنائے۔ اور ہم کسی بستی کو تب تک تباہ نہیں کرتے جب تک کہ اس کے رہنے والے بدکار نہ ہوں۔ **57)** ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا پابند کیا ہے لیکن اگر وہ تمہیں میرے ساتھ کسی دوسرے معبود کو شریک کرنے پر مجبور کریں جس کو تم نہیں جانتے تو تم ان کی بات نہ مانو۔ تم سب کو میری طرف لوٹنا ہے، پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے تھے۔ اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ہم انہیں ضرور نیک لوگوں میں شامل کریں گے۔ **58)** جو لوگ میری عبادت کو تکبر کی وجہ سے حقیر سمجھتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ **59)** اللہ قوموں کو سختی اور آسانیوں سے آزماتا ہے۔ اور جیسے ہی وہ مصیبت کے بعد کسی قوم پر رحم کرتا ہے، وہ اس کی نشانیوں کے خلاف سازشیں کرنے لگتے ہیں۔ انہیں تنبیہ کی جاتی ہے کہ اللہ تدبیر میں تیز ہے اور فرشتے ان کے تمام اعمال ریکارڈ کر رہے ہیں۔ **60)** فانی دنیا لوگوں کو دنیاوی لذتوں کی طرف راغب کرتی ہے جبکہ اللہ انہیں آخرت کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔

61) وہ صرف ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کی خواہش رکھتے ہیں۔ **62)** جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اور کفر پر تلے ہوئے ہیں ان کے لیے کوئی نشانی یا تنبیہ کام نہیں آ سکتی۔ **63)** انسان برائی کے لیے اسی طرح دعا کرتا ہے جس طرح اسے بھلائی کی دعا کرنی چاہیے۔ **64)** شہداء اللہ کے ہاں آسمانوں پر زندہ ہیں۔ **65)** اے نبی! آپ کے لیے اور آپ کی پیروی کرنے والوں کے لیے اللہ کافی ہے۔ **66)** اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے کی کوشش کرو تو تم ان کو شمار نہیں کر سکتے۔ **67)** قیامت کے دن جہاں ہر نفس اپنی نجات کے لیے بے چین ہو گا، اللہ ان لوگوں کو معاف کر دے گا جنہیں ان کے ایمان کی وجہ سے ستایا گیا اور پھر اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ **68)** وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تم سب جمع کیے جاؤ گے۔ **69)** انبیاء صرف بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں۔ وہ لوگوں کے اعمال کے لیے جوابدہ نہیں ہیں۔

70) اللہ کے نزدیک سچا دین اسلام ہے۔ اللہ کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کرو۔ اللہ سے کوئی چیز چھپائی نہیں جا سکتی۔

71) جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ صرف دنیوی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے۔ اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ **72)** جب ہم انسان کو نعمتوں سے نوازتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور تکبر کرنے لگتا ہے۔ لیکن جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ دعائیں کرنے لگ جاتا ہے۔ **73)** جو نیکی کرتا ہے وہ اپنے فائدے کے لیے کرتا ہے۔ اور جو کوئی برائی کرے گا وہ اس کا برا انجام بھگتے گا۔ **74)** اللہ نے تخلیق کی ابتدا کی،

پھر وہی اسے دہرائے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب قیامت قائم ہو گی تو مجرم ہکا بکا رہ جائیں گے۔ **75)** لوگو، اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ دنیا کی زندگی، یا وہ بڑا دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ وہ تمہارا دشمن ہے تو اس کے ساتھ ویسا سلوک کرو۔ **76)** صرف پاکیزہ کلمات ہی اس کی طرف اٹھتے ہیں، اور اعمال صالحہ اس کے اٹھنے کا باعث بنتے ہیں۔ برائی کی تدبیریں کرنے والوں کو سخت عذاب ہوگا اور ان کی تدبیریں کام نہ آئیں گی۔ **77)** آخرت میں کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور اگر کوئی بوجھل جان مدد کے لیے پکارے تو کوئی اس کا بوجھ بانٹنے کے لیے آگے نہیں آئے گا حتیٰ کہ قریبی رشتہ دار بھی۔ **78)** جس دن قیامت قائم ہو گی۔ لوگ گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے انہیں باغوں میں خوش و خرم رکھا جائے گا۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا، وہ عذاب کے لیے حاضر کیے جائیں گے۔ **79)** نہ تمہارا مال اور نہ تمہاری اولاد تمہیں ہمارے قریب کرتی ہے بلکہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے اعمال کا دوہرا اجر ملے گا اور وہ عیش و آرام کی کوٹھیوں میں سکون سے رہیں گے۔ رہی بات جو ہماری وحی کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہی عذاب میں قید ہوں گے۔ **80)** جو عزت کا طالب ہو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ عزت اللہ کی ہے۔ اے لوگو تمہیں اللہ کی ضرورت ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں ہٹا کر تمہاری جگہ نئی مخلوق لا سکتا ہے۔ یہ اس کے لیے مشکل نہیں ہے۔

81) صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔ **82)** اللہ تعالیٰ نے قرآن کو حق کی وضاحت اور ایمان والوں کی رہنمائی کے لیے بھیجا ہے۔ یہ کامل سیدھی راہ دکھاتی ہے، مومنوں کو بشارت دیتی ہے اور کافروں کو عذاب سے ڈراتی ہے۔ **83)** اللہ فرماتا ہے کہ جو لوگ ہدایت کی طرف سے کان بہرے اور آنکھیں بند کر لیتے ہیں وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ **84)** دین کے بارے میں کوئی جبر اور زبردستی نہیں، حق کو باطل سے الگ کر دیا گیا ہے۔ آزادیِ اختیار کی وجہ سے یہ تم پر منحصر ہے کہ تم کیا انتخاب کرتے ہو۔ **85)** یہ ہمیں بتاتا ہے کہ ہر آدمی کا شگون اس کی گردن میں لٹکا ہوا ہے (توہم پرستی کی نفی کرتا ہے)، اور قیامت کے دن اس کے لیے (اعمال کی کتاب) کھول دی جائے گی۔ **86)** جب معاشرے کے متمول لوگ نافرمانی کرتے ہیں اور انتشار پھیلاتے ہیں تو اس معاشرے پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ **87)** انسان عجیب مخلوق ہے، جب اللہ اس پر احسان کرتا ہے تو تکبر سے پیٹھ پھیر لیتا ہے، لیکن جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو مایوس ہونے لگتا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ کون سیدھی راہ پر ہے۔ **88)** وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں سماعت اور بصارت کی قوتیں عطا کی ہیں اور تمہیں غور و فکر کرنے والے دل عطا کیے ہیں۔ **89)** موت کے آنے سے پہلے اپنے رب کی نازل کردہ

کتاب کے بہترین پہلو کی پیروی کرو۔ **90)** اے ایمان والو اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ جائے پھر تمہیں کہیں سے مدد نہ ملے گی۔

91) یہ قرآن مومنوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے۔ لیکن جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لیے یہ ان کے کانوں میں ڈاٹ اور آنکھوں پر پردہ ہے۔ یقیناً وہ اس کے بارے میں ایک پریشان کن شک میں مبتلا ہیں۔ **92)** اپنے جد ابراہیم کی ملت پر قائم رہو۔ اللہ نے تمہارا نام پہلے بھی مسلمان رکھا ہے اور اس (کتاب) میں بھی تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم تمام لوگوں پر گواہ بنو۔ **93)** قرآن مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے، اور ظالموں کے لیے خسارہ ہے۔ بدقسمتی سے اکثر لوگ دنیاوی زندگی کے لطف کے علاوہ ہر چیز سے غافل ہیں۔ **94)** اللہ تم سے دنیاوی رزق نہیں مانگتا۔ بلکہ وہی ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے، اور آخر کار پرہیزگار ہی سب سے بہتر ہوں گے۔ **95)** جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ **96)** جن لوگوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ان کے لیے دنیاوی زندگی کو پرکشش بنا دیا گیا ہے۔ **97)** تمام انبیاء اور الٰوہی تعلیمات توحید پر زور دیتے ہیں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے روکتے ہیں۔ **98)** تمام انبیاء نے تسلیم کیا کہ ان کے پاس نہ تو اللہ کے خزانے ہیں، نہ ہی وہ عالم غیب ہیں اور نہ ہی وہ فرشتے ہیں۔ **99)** جب کسی قوم پر فیصلہ صادر ہوتا ہے، تو اہلِ ایمان کے سوا، کسی کو بھی نہیں بخشا جاتا، حتیٰ کہ کسی نبی کے قریبی رشتہ دار کو بھی نہیں۔ **100)** مومنو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ جان بوجھ کر اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔

101) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ وقتاً فوقتاً انسانیت کے لیے ہدایت بھیجتا رہے گا، جو اس پر عمل کرے گا وہ آخرت میں فلاح پائے گا۔ **102)** ان پر واضح کر دیا گیا ہے کہ جس طرح انسان کی خلافت شیطان کی خواہش کے خلاف قائم کی گئی تھی اسی طرح قریش کے سرداروں کی خواہش کے برخلاف محمدؐ کی نبوت قائم ہو گی۔ **103)** جنت آخرت میں ایمان اور عملِ صالح کی بنیاد پر حاصل کی جائے گی، نہ کہ کسی خاص خاندان، قبیلے یا فرقے سے تعلق کی بنیاد پر۔ **104)** انبیاء کی اولاد، یا اعلیٰ ذات یا کسی مسلک کا پیروکار ہونا آخرت میں نجات کی ضمانت نہیں دیتا۔ **105)** وہ تم سے عذاب جلد لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اللہ یقیناً اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ لیکن تمہارے رب کے نزدیک ایک دن تمہارے حساب کے ہزار سال کے برابر ہے (22:47)۔ **106)** جب دین میں اختلاف پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک نبی بھیجتا ہے تاکہ راہ راست پر چلنے والوں کو بشارت دے اور منحرف ہونے والوں کو تنبیہ کرے۔ **107)** یقیناً یہ آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے بڑا اعزاز ہے اور عنقریب تم سے اس کا حساب لیا جائے گا۔ **108)** قرآن کی تلاوت کرو اور نماز قائم کرو۔ بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑی چیز ہے۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

109) درحقیقت ہم نے تم سب کو ایک دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے۔ کیا تم صبر کرو گے، تمہارا رب سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ **110)** اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس کی نازل کردہ کتاب پر ایمان لاؤ، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

111) اے نبیؐ ہم نے آپ کو ماضی کی خبریں سنائیں اور آپ کو نصیحت (قرآن) سے نوازا، اسے عربی زبان میں نازل کیا اور اس میں طرح طرح سے تنبیہات بیان کیں تاکہ وہ برائی سے بچیں اور نصیحت حاصل کریں۔ **112)** تمام انبیاء محض انسان تھے پھر بھی اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے بخشش اور اچھا رزق ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی آیات کی تحقیر کرتے ہیں وہ جہنم کے باسی ہیں۔ **113)** وہ ایسا اس لیے کرتا ہے تاکہ علم والے جان لیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے، تاکہ وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل اس کے حضور عاجزی کریں۔ **114)** ہم نے ہر امت کے لیے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے جس پر وہ چلتے ہیں۔ پس وہ تم سے اس بارے میں نہ جھگڑیں اور انہیں اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ۔ **115)** اے نبیؐ، نیکی اور بدی برابر نہیں ہیں۔ برائی کو نیکی سے دفع کرو۔ تم دیکھو گے کہ جس سے تمہاری دشمنی تھی وہ تمہارا سب سے قریبی دوست بن گیا ہے۔ لیکن اِس درجہ کو سوائے صبر کرنے والوں کے کوئی نہیں پہنچ سکتا، اور نہ ہی اس درجہ کو سوائے ثابت قدم کے کوئی پہنچ سکتا۔ اور اگر تمہیں شیطان کی طرف سے اکسایا جائے تو اللہ کی پناہ مانگو۔ وہ، اور اکیلا وہی، سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ **116)** بے شک ہم نے موسیٰؑ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنایا جو عقل والوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی۔ **117)** جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں۔ اور جب ان پر ان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔ یقیناً اس میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ **118)** اے نبیؐ آپ صرف ان لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو اپنے رب سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ جو شخص اپنے آپ کو پاک کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔ **119)** تمہارے ساتھی اللہ، اس کا رسول اور ایمان والے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکتے ہیں۔ **120)** اس دن سے پہلے صدقہ کرو جہاں خرید وفروخت نہ ہو گی، جہاں دوستی اور شفاعت کام نہ آئے گی۔

121) خدا نے تخلیق کی بنیاد حق پر رکھی، شیطان اور شیاطین جنوں کا انسانوں پر کوئی اختیار نہیں۔ **122)** اچھے اور برے الفاظ کی مثال مضبوط جڑوں والے پھل دار درخت اور جڑوں کے بغیر درخت کی سی ہے۔ **123)** اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

شیطان تمہیں برائی، بدکاری اور شرک کا حکم دیتا ہے۔ **124)** اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ **125)** اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ تمہیں معلوم نہ ہو کہ تم کیا پڑھ رہے ہو، اور جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل نہ ہو، سوائے ان لوگوں کے جن کا راستہ مسجد سے گزرتا ہو، یہاں تک کہ تم اپنے پورے بدن کو دھو لو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت کی جگہ سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے چھوا ہو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی تلاش کرو اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو (تیمّم کر لو)۔ **126)** اے انسان کیا تجھے یہ احساس نہیں کہ تجھے ایک عظیم دن زندہ کیا جائے گا، جس دن انسان رب کائنات کے سامنے کھڑا ہو گا۔ **127)** اللہ کے آخری صحیفے (قرآن) پر غور کرتے ہوئے، یہ آخرت کی تیاری کی اہمیت پر زور دیتا ہے کیونکہ ہمیں اس کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ ہمارے اعمال کے لیے جوابدہی اور اللہ کی اطاعت میں زندگی گزارنے کی ضرورت کو نمایاں کرتا ہے۔ بالآخر، حقیقی کامیابی اس میں مضمر ہے کہ ہم حساب کے ناگزیر دن کے لیے کتنی اچھی تیاری کرتے ہیں۔ **128)** ایمان والو، کسی اس بات کا دعویٰ نہ کرو جس پر تم عمل نہیں کرتے؟ اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ جس چیز پر عمل نہیں کرتے اس کا دعویٰ کرو۔ **129)** یومِ بعث کا دن باہمی فائدے اور نقصانات کے تعین کرنے کا دن ہو گا۔ **130)** اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ جو ایسا کرے گا وہی نقصان اٹھانے والا ہو گا۔

131) اللہ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے اور وہ کہے کہ اے پروردگار تو نے میری واپسی کو کچھ دیر کے لیے کیوں نہ موخر کر دیا تاکہ میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا۔ **132)** اے ایمان والو کیا میں تمہیں ایسی تجارت کی طرف راغب نہ کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلائے؟ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ تمہیں ہمیشہ کے باغوں میں عمدہ کوٹھیوں میں ٹھہرائے گا۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ **133)** ایمان والو، اپنے آپ کو اور اپنے رشتہ داروں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، ایک ایسی آگ جو سخت گیر فرشتوں کی ذمہ داری میں ہے جو کبھی اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور ہمیشہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ **134)** ایمان والو اللہ سے سچی توبہ کرو۔ شاید تمہارا رب تمہاری برائیوں کو مٹا دے اور تمہیں ان جنتوں میں داخل کر دے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ **135)** بابرکت ہے وہ جس کے ہاتھ میں کائنات کی بادشاہی ہے اور جو ہر چیز پر قادر ہے، جس

نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔ **136)** کہہ دو اے نبیؐ کہ میں تم جیسا ایک بشر ہوں، جس پر وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا رب واحد اور اکیلا رب ہے۔ لہٰذا جو شخص اپنے رب سے ملاقات کا خواہش مند ہے اسے چاہیے کہ وہ عمل صالح کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ **137)** جب کسی انسان کی زندگی کی مدت ختم ہو جائے تو اللہ کبھی اسے مہلت نہیں دیتا۔ **138)** دوسروں سے زیادہ کے حصول کے لیے احسان نہ کرو، بس اپنے رب کی رضا کے لیے ثابت قدم رہو۔ **139)** اسلام میں سات بڑے گناہوں میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، قتل کرنا، جادو کرنا، نماز میں کوتاہی کرنا، زکوٰۃ نہ دینا، رمضان کے روزے نہ رکھنا اور والدین کی بے عزتی کرنا شامل ہیں۔ ہر گناہ کے سنگین نتائج دنیا اور آخرت میں ہوتے ہیں۔ ان ممانعتوں کو سمجھنے سے مسلمانوں کو معافی اور رہنمائی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ سے راضی زندگی کے لیے جدوجہد کرنے میں مدد ملتی ہے۔ **140)** ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر کیوں تصدیق نہیں کرتے؟ کبھی تم نے غور کیا، نطفہ جو تم ڈالتے ہو، اس سے بچہ تم بناتے ہو یا اُس کے بنانے والے ہم ہیں؟ **141)** ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر اور خرچ کرو اُن چیزوں میں سے جن پر اُس نے تم کو خلیفہ بنایا ہے۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں گے اور مال خرچ کریں گے اُن کے لیے بڑا اجر ہے۔ **142)** اللہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو تکبر کرنے والے اور گھمنڈی ہوں، یہ جو کنجوس ہوں اور دوسروں کو بھی بخل کی تلقین کریں۔ **143)** ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ایک مقصد کے ساتھ اور ایک معینہ مدت کے لیے پیدا کیا ہے۔ لیکن پھر بھی منکرین انتباہات کو نظر انداز کرتے رہتے ہیں۔ **144)** اے ایمان والو! تم وہ کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے؟ اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں۔ **145)** جو اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک کام کرے گا، اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ دے گا اور اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تنبیہات

1) اگر کوئی قوم مرتد ہو جائے تو اللہ ان کی جگہ ایک ایسی قوم کو پیدا کرے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور جو اس سے محبت کرے گی۔ **2)** وہ دن قریب آ رہا ہے جہاں ہر نفس کو اس کے اچھے اور برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ **3)** اللہ تنبیہ کرتا ہے کہ وہ قوموں کو پہلے آفات سے آزماتا ہے اور پھر احسانات سے اور جو لوگ توبہ نہیں کرتے (فرعون کی طرح) ان کو تباہ کر کے ان کی جگہ دوسروں کو لاتا ہے۔ **4)** جو نشانیوں کو جھٹلاتے

ہیں، عذاب ان کا مقدر ہے۔ **5)** اگر آپ اکثریت کی پیروی کرتے ہیں، تو وہ آپ کو گمراہ کریں گے، کیونکہ وہ صرف اندازوں اور مفروضوں کی پیروی کرتے ہیں۔ **6)** قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان رسولوں اور قوموں کا حساب لے گا جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے۔ **7)** (اے محمدؐ) ان کو اس دن کے آنے سے ڈراؤ جب ہم ہر امت میں سے ان پر ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان سب کے خلاف گواہ بنا کر لائیں گے۔ (اور یہ اسی مقصد کے لیے ہے کہ) ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کو واضح کر دیتی ہے اور جو اللہ کے فرمانبردار ہیں ان کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔ **8)** انکار کرنے والے آخرت میں خسارے میں ہوں گے۔ **9)** اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والوں کے لیے جہنم قید خانہ ہے۔ **10)** ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی کے لیے آزمائش میں ڈالیں گے اور تم سب کو آخرکار ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

11) ناکارہ عمر سے پہلے اللہ سے ڈرو جہاں یادداشت ختم ہو جائے۔ **12)** جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ دنیا اور آخرت میں نبیؐ کی مدد نہیں کرے گا، اسے چاہیے کہ ایک رسی کے سہارے آسمان تک پہنچ کر ایک شگاف ڈالے، پھر دیکھے کہ کیا اس کی سازش کسی چیز کو رد کر سکتی ہے جو اسے غصہ دلاتی ہے۔ **13)** قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایمان والوں (سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث وغیرہ)، یہودیوں، صابی، عیسائیوں اور مجوسیوں اور اپنی الوہیت میں شرک کرنے والوں کا فیصلہ کرے گا۔ **14)** جو قرآن کی پیروی کرے گا وہ ہدایت پا جائے گا اور جو شخص واضح ہدایت کے بعد اختلاف کرے گا اور دین کو فرقوں میں تقسیم کرے گا اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ **15)** انسان ایسا ہے کہ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے اور جب ہم اس پر احسان کرتے ہیں تو کہتا ہے کہ مجھے یہ میرے علم کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ بلکہ یہ ایک آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ **16)** اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جسے اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی جائے پھر بھی وہ ان سے منہ پھیر لے؟ ہم ایسے مجرموں سے ضرور انتقام لیں گے۔ **17)** جو لوگ میری عبادت کو تکبر کی وجہ سے حقیر سمجھتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ **18)** کبھی بھی کسی کو رب کا شریک نہ بنائیں۔ **19)** یقیناً ہم کافروں کو ان کے اعمال سے پوری طرح آگاہ کریں گے اور انہیں سخت عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے۔ **20)** حقیقت یہ ہے کہ وہ میری نصیحت پر شک کرتے ہیں، وہ یہ اس لیے کہتے ہیں کہ انہوں نے ابھی تک میرا عذاب نہیں چکھا۔

21) جس دن اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو اکٹھا کرے گا تو یہ بات کھل جائے گی کہ جن لوگوں نے موت کے بعد کی زندگی کو جھٹلایا وہ سراسر خسارے میں ہیں۔ **22)** جو لوگ کھلی نشانیوں کے باوجود کافر ہیں وہ گونگے بہرے ہیں، ان کا مقدر عذاب ہے۔ **23)** اگر ان کے پاس دنیا سے دگنی دولت ہو تب بھی وہ اپنے آپ کو عذاب سے

چھڑا نہیں سکیں گے۔ ان سے سخت حساب لیا جائے گا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ **24)** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب وہ کسی قوم کو عذاب میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اور اللہ کے مقابلے میں ایسے لوگوں کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔ **25)** اللہ کے ساتھ کوئی معبود نہ بناؤ ورنہ ذلیل و بے بس ہو جاؤ گے۔ **26)** اے لوگو اپنے رب کے غضب سے بچو اور اس دن سے ڈرو جس دن نہ کوئی باپ اپنے بچے کے لیے کھڑا ہو گا اور نہ کوئی بچہ اپنے باپ کے لیے کھڑا ہو گا۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پس دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکا دینے والا (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں ڈالے۔ **27)** ہمیں خبردار کیا گیا ہے کہ یہودیوں کی طرح شیطان کے جال میں نہ پھنسیں۔ **28)** جب بھی جہنمیوں کی کھال جل جائے گی تو اس کی جگہ نئی کھال آ جائے گی تاکہ وہ پورے عذاب کا مزہ چکھیں۔ **29)** اللہ کسی قوم کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک کہ حق کو باطل سے جدا کرنے کے لیے کوئی رسول نہ بھیجے۔ جب کسی بستی کے خوشحال لوگ نافرمان ہو جائیں تو اللہ اسے تباہ کر دیتا ہے۔ **30)** جہنم کا عذاب ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے رب سے کفر کرتے ہیں۔ کتنی بری منزل ہے! جب وہ اُس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دہاڑنے کی ہولناک آواز سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہو گی، شدتِ غضب سے پھٹی جاتی ہو گی۔ ہر بار جب کوئی انبوہ اس میں ڈالا جائے گا، اُس کے کارندے اُن لوگوں سے پوچھیں گے: ''کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟''

31) چونکہ انسان عقل اور اختیار سے آراستہ ہے، اس لیے وہ اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہے۔ **32)** جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کا کھانا دینے پر نہیں اکساتا۔ **33)** اس دن سے خبردار کرتا ہے جب کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا۔ نہ کوئی شفاعت کام آئے گی، نہ تاوان کے بدلے بری کیا جائے گا، نہ مجرم کی کسی طرف سے مدد کی جائے گی۔ **34)** شریعت اور کتاب اللہ سے انحراف کرنے میں توہم پرستی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ **35)** جو لوگ اپنے تقویٰ سے لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جب اقتدار میں ہوتے ہیں تو ظالم بن جاتے ہیں۔ **36)** جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس سے ان کی پیٹھ اور پیشانیاں داغی جائیں گی۔ **37)** جو شخص رحمٰن کے ذکر سے غافل ہوتا ہے، ہم اس کے لیے ایک شیطانی جن کو ساتھی بنا دیتے ہیں، اور یہ ساتھی اسے راہ راست سے روکتا ہے، حالانکہ وہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتا ہے۔ **38)** جن اولیاء کو لوگوں نے اللہ کے ساتھ اس کی الوہیت میں شریک کیا ہے ان میں سے کوئی بھی ان کی شفاعت نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ ان کے شرک کا انکار کریں گے۔ **39)** جن لوگوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے ان کے لیے دنیاوی زندگی کو پرکشش بنا دیا گیا ہے۔ **40)** افسوس، ان لوگوں کے لیے جو نماز پڑھتے ہیں لیکن اپنی نماز

سے غافل ہیں، وہ لوگ جو نظر آنے کے لیے نیکی کرتے ہیں اور لوگوں کو عام ضرورت کی چیزوں سے انکار کرتے ہیں۔

41) اگر تمہارے باپ، بھائی، بیٹے اور بیویاں، قریبی رشتہ دار، کمایا ہوا مال، تجارت اور گھر جو تمہیں خوش کرتے ہیں وہ تمہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں، تو انتظار کرو جب تک کہ وہ تم پر اپنا فیصلہ نہ کر دے۔ **42)** زیادتی کے بغیر کھاؤ پیو۔ **43)** کسی ایٹم کا وزن بھی اس سے آسمانوں اور زمین میں مخفی نہیں ہے اور نہ اس سے چھوٹی اور بڑی کوئی چیز، لیکن ایک واضح رجسٹر میں درج ہے۔ **44)** اے نبی، علم رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے، وہی حق ہے اور وہ غالب اور قابل تعریف کے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ **45)** اے نبی ان سے پوچھو کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے کون رزق دیتا ہے؟ کہو، "اللہ! ہم میں سے صرف ایک راہ راست پر ہے اور دوسرا صریح گمراہی پر۔"

46) ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت کے دن تمہیں پورا پورا اجر ملے گا۔ پھر جس کو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا۔ دنیا کی زندگی تو محض ایک فریب کا سامان ہے (3:185)۔

47) لعنت ہے ان لوگوں پر جو اللہ کی واضح تعلیمات کو چھپاتے ہیں۔ **48)** اللہ ان لوگوں پر سخت عذاب نازل کرتا ہے جو اللہ کی ہدایت کے بدلے گمراہی خریدتے ہیں۔ **49)** اللہ ان لوگوں کو سخت عذاب دیتا ہے جو اس کی نعمتوں کو بدی سے بدل دیتے ہیں۔ **50)** شیطانی جن ان لوگوں کے سرپرست ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

51) اللہ تعالیٰ کسی قوم پر دیے گئے احسانات کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے اخلاق کو نہ بدلیں۔ **52)** نشانیوں کو جھٹلانے والے اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والے کی مثال اس کتے کی سی ہے جو اپنی زبان نکالے خواہ تم اس پر حملہ کرو یا اسے تنہا چھوڑ دو (کبھی مطمئن نہیں ہوتا)۔ **53)** قیامت کے دن نہ تمہارے خونی رشتہ دار تمہارے کام آئیں گے اور نہ تمہاری اپنی اولاد۔ (اس دن) وہ تمہیں جدا کر دے گا۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ **54)** وہ اللہ کے نور کو اپنی پھونک سے بجھانا چاہتے ہیں، لیکن اللہ اپنے نور (قرآن کا علم) کو پوری طرح پھیلا دے گا، خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ **55)** قیامت کے دن لوگوں کو ان کی کتابیں دی جائیں گی جن میں ان کے ہر عمل کی تفصیل درج ہو گی۔ ایمان والوں کا فیصلہ رحم دلی کے ساتھ کیا جائے گا، جبکہ کافروں کو سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اپنے اعمال کے بارے میں بحث کرنے والوں کو نقصان ہو گا۔ بالآخر، اللہ ان لوگوں کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا جو ان سے شرمندہ تھے، جو ان کی نجات اور جنت میں داخل ہونے کا باعث ہوں گے۔ **56)** اسلام میں سات گناہ کبیرہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، قتل کرنا، جادو کرنا، نماز میں کوتاہی کرنا، زکوٰۃ نہ دینا، رمضان کے روزے نہ رکھنا اور والدین

کی عزت نہ کرنا شامل ہیں۔ ہر ایک گناہ کے دنیا اور آخرت میں سنگین نتائج ہوتے ہیں۔ **57)** جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے اسے تم کیوں حرام کرتے ہو؟ **58)** بیشک اللہ ان لوگوں کو نہ بخشے گا جنھوں نے حق کا انکار کیا اور ظلم کیا، نہ ہی انہیں کوئی راستہ دکھائے گا سوائے جہنم کے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ **59)** اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا کہ جب اسے اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان سے منہ پھیر لیتا ہے اور اپنے ہاتھوں کے کیے ہوئے اعمال کے نتائج کو بھول جاتا ہے؟ **60)** آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلانے والا؟ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پھر ان نمازیوں کے لیے تباہی ہے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں، جو دکھاوے کے لیے اچھے کام کرتے ہیں اور (لوگوں سے) چھوٹی چھوٹی مہربانیوں کو روکتے ہیں۔ مزید کہتا ہے: وقت کی قسم! انسان یقیناً خسارے میں ہے سوائے ان کے جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی اور صبر کی تلقین کی۔

61) تم پر جو بھی مصیبت آئے؛ یہ تمہارے ہاتھوں (انسانوں) کی کمائی کی وجہ سے ہے، حالانکہ وہ اس میں سے اکثر کو معاف کر دیتا ہے۔ **62)** اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں۔ جو لوگ ایسا کریں گے وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ **63)** اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔ **64)** ہم نے لوگوں کو اُس عذاب سے ڈرا دیا ہے جو قریب آ لگا ہے۔ جس روز آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے، اور کافر پکار اٹھے گا: کاش! میں خاک ہوتا۔! **64)** کم تولنے والوں پر افسوس کہ جب وہ دوسروں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ناپتے یا تولتے ہیں تو ان کو واجب سے کم دیتے ہیں۔ کیا یہ نہیں سمجھتے کہ وہ ایک عظیم دن میں دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟ جس دن تمام انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ **65)** تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں، اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں گھاٹا دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ (ایک بڑے دن) یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟ اس دن جبکہ سب لوگ ربُّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ **66)** اے انسان تیری کوششیں مختلف مقاصد کے لیے ہیں۔ پس جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کیا اور نیکی پر یقین رکھا، ہم اس کے لیے آسان راستہ آسان کر دیں گے۔ جس نے بخل کیا اور اس طرح زندگی گزاری گویا وہ خدا سے بے نیاز ہے اور نیکی کو جھٹلایا ہے تو ہم اس کے لیے مشکل راستہ آسان کر دیں گے۔ اور جب وہ ہلاک ہو جائے گا تو اس کا مال اس کے کیا کام آئے گا؟ وقت کی قسم! انسان یقیناً خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی

تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔ **67)** برباد ہے ہر وہ شخص جو دوسروں پر بہتان لگاتا ہے، عادتاً غیبت کرتا ہے، مال جمع کرتا ہے اور بار بار گنتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ نہیں، کبھی نہیں! اسے کچلنے والی جگہ میں ڈالا جائے گا۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ کچلنے کی جگہ کیا ہے؟ یہ اللہ کی آگ ہے جو بھڑکتی ہوئی دلوں تک اٹھے گی۔ یہ ان پر ڈھانپ دی جائے گی (اس طرح) کہ وہ لمبے ستونوں میں بند ہوں گے۔

آیات پر غور کریں

1) کیا انسان پر کوئی ایسا زمانہ بھی گزرا ہے جب وہ قابل ذکر چیز نہیں تھا؟ بے شک ہم نے انسان کو نطفے کے مخلوط قطرے سے پیدا کیا تاکہ اسے آزمائے اور اسی لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے کے قابل بنایا۔ ہم نے اسے راستہ دکھایا خواہ شکر کرے یا کفر۔ کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو (رحمِ مادر میں) ٹپکایا جاتا ہے؟ پھر وہ ایک لوتھڑا بنا، پھر اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضا درست کیے، پھر اس (مذکر) سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں۔ کیا وہ (خداوند) اس پر قادر نہیں ہے کہ مرنے والوں کو پھر سے زندہ کر دے؟ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت صرف عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔ **2)** لوگو، ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سنو۔ جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اُسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور (22:73)۔ **3)** کیا تخلیق کرنا مشکل ہے، انسان یا پوری کائنات؟ **4)** کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اپنے حکم سے زمین کی ہر چیز اور سمندر میں چلنے والے جہازوں کو تمہارے لیے کس طرح مسخر کر دیا ہے؟ وہی ہے جو آسمان کو زمین پر گرنے سے روکتا ہے۔ **5)** موسیٰؑ کو کتاب دینے کے بعد یہ شک باقی نہیں رہنا چاہئے کہ یہ کتاب محمدؐ کو بھی ملی ہے۔ ہم نے اُس کتاب کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا تھا۔ جب انہوں نے ہماری آیات پر صبر اور ایمان کا مظاہرہ کیا تو ہم نے ان میں ایسے رہنما پیدا کیے جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔ **6)** جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جب ہم مر کر خاک اور ہڈیوں کا پنجرہ بن جائیں تو زندہ ہو جائیں؟ اور کیا ہمارے اسلاف کو بھی اسی طرح زندہ کیا جائے گا؟ ان سے کہو، ہاں، اور یہ کہ تم اللہ کے سامنے بے بس ہو۔ **7)** اللہ کو تمہارے ایمان کی ضرورت نہیں ہے لیکن وہ اپنے بندوں میں کفر کو ناپسند کرتا ہے۔ اس کے برعکس، وہ شکر گزاری کو

پسند کرتا ہے۔ **8)** ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کو بیکار پیدا نہیں کیا۔ یہ تصور کافروں کا ہے، جنہیں آخرت میں عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس پر غور کریں: کیا ہم نیک مومنوں کے ساتھ وہی سلوک کریں جو زمین میں فساد پھیلانے والوں کے ساتھ ہو گا؟ یا پرہیزگاروں کے ساتھ بدکاروں جیسا سلوک کیا جائے؟ **9)** کس کا طرزِ عمل بہتر ہے: کافر، منافق، مشرک، یا وہ جو ایمان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اپنی راتوں کا کچھ حصہ نماز اور سجدے میں گزارتے ہیں، آخرت سے ڈرتے ہیں، اور اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں؟ **10)** اس کے سوا تمہارا کوئی حمایتی، مددگار یا سفارشی نہیں ہے۔ پھر کیا تم نصیحت نہیں پکڑو گے؟

11) اللہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا، جبکہ اس کے سوا پکارے جانے والوں کو فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ **12)** اللہ ہی ہے جس نے رات کو تمہارے آرام کے لیے اور دن کو چمکنے کے لیے پیدا کیا۔ یہ وہی اللہ ہے جو تمہارا رب ہے اور سب کا پیدا کرنے والا واحد اللہ ہے۔ پھر تم کہاں سے بہک رہے ہو؟ **13)** یقیناً زمین و آسمان کی تخلیق انسان کی تخلیق سے بڑا کام ہے۔ **14)** اندھا اور بینا کبھی برابر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی مومن اور نیک آدمی بدکاروں کے برابر ہو سکتے ہیں۔ **15)** اس کی نشانیوں میں سے رات، دن، سورج اور چاند ہیں۔ سورج یا چاند کو نہ سجدہ کرو۔ اس کے بجائے اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا۔ **16)** اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لانا کسی رسول کے بس میں نہیں ہے۔ **17)** تیرا رب اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ انسان بھلائی کی دعا مانگتے ہوئے نہیں تھکتا، لیکن جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے۔ **18)** وہ کہتے ہیں کہ جب ہم ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے اٹھائے جائیں گے؟ ان سے کہو، "تم پھر زندہ کیے جاؤ گے، چاہے تم پتھر، لوہے، یا کسی بھی شکل کی طرف پھر جاؤ جسے دوبارہ بنانا مشکل ہو۔" وہ پوچھیں گے ہمیں کون زندہ کرے گا؟ کہہ دو جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ہے۔ وہ سر ہلا کر پوچھیں گے، "یہ کب ہو گا؟" کہو، ''شاید وہ وقت قریب ہے۔ جس دن وہ تمہیں پکارے گا، تم جواب میں اس کی حمد کرتے ہوئے اٹھو گے، اور تم کہو گے کہ تم اس حالت میں صرف تھوڑی دیر کے لیے پڑے تھے۔" **19)** کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں تضادات ضرور پاتے۔ یہ اس قول کی نفی کرتا ہے کہ اسے محمد (ص) نے ایجاد کیا تھا۔ **20)** اللہ اپنے بندے کے بہت قریب ہے، جب وہ اسے پکارتے ہیں تو وہ ان کی دعائیں سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔ پس جو کوئی اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کی اطاعت کرتا ہے وہ صحیح راستہ پائے گا۔

21) مسلم کا مطلب ہے اللہ کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا۔ 22) جس طرح سیلاب کے وقت پانی کی جھاگ نکلتی ہے اور پھر غائب ہو جاتی ہے، اسی طرح جھوٹ بھی جھاگ کی طرح ہے جو غائب ہو جاتا ہے۔ 23) جس طرح پانی کا چکر بنجر زمین کو زندہ کرتا ہے اسی طرح اللہ بھی آپ کو زندہ کرے گا۔ 24) مویشی کے پیٹ میں گوبر اور خون کے درمیان سے ہم دودھ پیتے ہیں۔ 25) کھجور اور انگوروں سے نشہ آور اور خالص مشروب نکلتا ہے۔ 26) شہد کی مکھیاں پہاڑوں، درختوں اور ٹریلس میں چھتے بناتی ہیں، متنوع پھولوں سے امرت اکٹھا کرتی ہیں، اور اپنے پیٹ میں شفا بخش خصوصیات کے ساتھ رنگین شہد پیدا کرتی ہیں۔ 27) جلد موت میں علامات ہیں، یادداشت کی کمی کے ساتھ ناقص بڑھاپا۔ 28) کیا کوئی آدمی اپنا مال اپنے غلاموں کے ساتھ بانٹ سکتا ہے تاکہ وہ اس کے برابر ہو؟ کیا ایک غلام جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور نہ کوئی طاقت ہو وہ اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صدقہ و خیرات پر خرچ کرنے کا رزق دیا ہو؟ کیا ایک گونگا اور بہرا شخص، جو مناسب عمل سے عاجز ہو، اس کا موازنہ اس شخص سے کیا جا سکتا ہے جو انصاف کی وکالت کرتا ہے اور راہ راست پر چلتا ہے؟ 29) انسان پیدائشی طور پر کچھ بھی نہیں جانتا، لیکن اللہ نے اسے کان، آنکھیں اور سوچنے والا دماغ دیا ہے کہ وہ غور و فکر اور شکر کا اظہار کرے۔ غور کریں کہ پرندے آسمان پر کیسے اڑتے ہیں، اس میں ایمان والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ 30) تمام انبیاء نے ان جھوٹے معبودوں سے بیزاری کا اظہار کیا جنہیں ان کی قوم اللہ کے ساتھ منسلک کرتی تھی، پھر بھی ان کی قوم نے اپنے جھوٹے معبودوں کو چھوڑنے سے انکار کیا۔

31) کوئی بھی چیز جو غروب ہوتی ہے یا مر جاتی ہے کیا اسے پکارا جا سکتا ہے؟ 32) اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ وہ اعلان کریں کہ وہ اپنے آپ کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے۔ اگر اس کے پاس غیب کا علم ہوتا تو وہ ہر قسم کی بھلائیاں جمع کر لیتا اور اسے کبھی کوئی برائی نہ پہنچتی۔ وہ محض ایک ڈرانے والا اور ایمان والوں کے لیے بشارت دینے والا ہے (پھر کیا کسی اور کو یہ اختیارات حاصل ہیں؟) 33) لوگ اللہ کے سوا ایسے معبودوں کی پرستش کرتے تھے جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع، پھر بھی انہوں نے یہ گمان کیا کہ وہ اللہ کے ہاں ان کے سفارشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ منطقی طور پر اسے یہ پوچھ کر رد کرتا ہے، ''کیا وہ اللہ کو کسی ایسی چیز کی اطلاع دیں گے جس کے بارے میں وہ آسمانوں یا زمین پر بے خبر ہے''؟ وہ کیا تجویز کریں گے؟ یہ اس کی سب کچھ جاننے اور سب کے عادل ہونے کی صفت کا انکار ہے۔ 34) ان سے یہ بھی کہہ دو کہ تم ان کی بندگی نہیں کرتے جن کی یہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں، تم اس اللہ کی عبادت کرتے ہو جو موت دیتا ہے۔ اور یہ کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ صرف اور صرف سچے عقیدے پر قائم رہو، اور ان لوگوں

میں سے نہ بنو جو اللہ کے ساتھ اس کی الوہیت میں شریک ٹھہراتے ہیں، جو کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اور کہہ دو کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو پکاروں گا تو میں ظالموں میں شمار کیا جاؤں گا۔ اگر اللہ مجھے کوئی مصیبت پہنچائے تو کوئی دوسرا اسے دور نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ میرے لیے کوئی بھلائی چاہتا ہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لوگوں سے کہہ دو کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آ چکا ہے، جو کوئی ہدایت کی پیروی کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے۔ اور جو بھٹکتا ہے، اس کی گمراہی کا نقصان اسی کو ہو گا۔ میں تم پر کوئی نگہبان نہیں ہوں۔ **35)** اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہمارا کام نہیں ہے۔ جبکہ در حقیقت یہ تمام انسانوں پر اللہ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اپنے سوا کسی کا غلام نہیں بنایا لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں اور شکر ادا نہیں کرتے۔ سوچو کہ کیا بہت سے رب بہتر ہیں یا ایک خدا جو قادر مطلق ہے؟ اس کے علاوہ جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ ناموں کے سوا کچھ نہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ **36)** اللہ تعالیٰ نبی اکرمؐ سے فرماتا ہے کہ وہ مشرکین سے کہیں کہ وہ اپنے تمام جھوٹے معبودوں کو ان کے خلاف سازش کرنے کے لیے پکاریں اور انہیں کوئی مہلت نہ دیں، ان کا ولی اللہ ہے جو نیک لوگوں کا محافظ ہے (کیا ہمیں جادو وغیرہ کی فکر نہیں کرنی چاہیے)۔ **37)** مشرکین نے ہمیشہ انبیاء کو عذاب میں جلدی کرنے کا چیلنج دیا ہے، حالانکہ مثالی عذاب کا سامنا کرنے والی قوموں کی باقیات چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ جن لوگوں نے قرآن کو قدیم قصے کہہ کر رد کیا اور اللہ کا عذاب مانگا ان کو نبیؐ نے بتایا کہ عذاب صرف اللہ ہی لا سکتا ہے۔ اگر اس کے پاس طاقت ہوتی تو معاملہ بہت پہلے طے پا چکا ہوتا۔ فرشتے تب ہی اترتے ہیں جب کسی قوم کو تباہ کرنا ہو۔ یہ منکرین موت کے بعد جی اٹھنے پر یقین نہیں رکھتے تھے اور حق کو جھٹلاتے ہوئے اپنی بربادی کو دعوت دیتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے آباء واجداد اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتے اور نہ ہی کسی ایسی چیز کو حرام قرار دیتے جس کی اللہ نے اجازت دی (اپنی مرضی سے)۔ **38)** اللہ بالواسطہ طور پر ہمیں تنبیہ کرتا ہے: اے محمد، جو حق آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے آیا ہے اسے قبول کرو، اور ان لوگوں کی تقلید نہ کرو جو اس میں شک کرتے ہیں یا اس کی آیات کو جھٹلاتے ہیں، ورنہ تم گھاٹے میں رہو گے۔ **39)** اگر اندھے اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ روشنی اور اندھیرا برابر ہو سکتے ہیں تو پھر انہیں کس چیز نے دھوکا دیا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں شرک کرنے لگے، اللہ کے سوا جن کو پکارا جاتا ہے وہ خود بے بس اور بے اختیار ہیں، ان کا کوئی اختیار نہیں۔ اپنے فائدے یا نقصان پر، اور نہ ہی وہ ان کی دعاؤں کا جواب دے سکتے ہیں۔ **40)** اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اس طرح خالق اور مخلوق کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ کے سوا دوسروں سے دعا مانگنا اس شخص کی طرح ہے جو پانی

کی طرف ہاتھ بڑھا کر اپنے منہ تک پہنچنے کو کہے، حالانکہ پانی اس کے منہ تک پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ان کو سرپرست بنانا گویا مکڑی کے گھر کو ٹھکانہ بنانا ہے (دیکھئے قرآن کا معجزات)۔

41) حتیٰ کہ نبیؐ عذاب لانے کی طاقت نہیں رکھتے، نہ قیامت کا علم رکھتے ہیں اور نہ ہی غیب کے جاننے والے ہیں۔ جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں، وہ صرف گمان اور جھوٹ کے سوا کسی چیز کی پیروی نہیں کرتے اور بغیر علم کے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ 42) تو اللہ کی رحمت کی نشانیاں دیکھو کہ وہ زمین کو مردہ ہونے کے بعد کیسے زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ 43) اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر دیکھو، تم لوگ ہو جو زمین میں بڑھ رہے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان میں سکون پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت قائم کر دی۔ غور کرنے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔ 44) اے نبیؐ ان سے کہو کہ کیا تم نے کبھی غور کیا کہ اگر یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے ہے اور پھر بھی تم اس کا انکار کرتے رہو تو اس سے بڑی گمراہی میں کون ہو سکتا ہے جو اس کی مخالفت میں بہت آگے نکل جائے؟ 45) کیا وہ زمین پر نہیں پھرے کہ ان کے دل سمجھیں اور کان سنیں؟ **کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ سینوں میں دل اندھے ہوتے ہیں** (سائنسی حقیقت)۔ ان سے کہو کہ تم ان کے پاس صرف ڈرانے والے کے طور پر بھیجے گئے ہو اس سے پہلے کہ ان پر عذاب آ جائے۔ 46) اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا تنوع ہے۔ **بے شک اس میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔** 47) اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات کو سونا اور دن میں اس کا فضل تلاش کرنا ہے۔ **بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لیے۔** 48) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمہیں خوف اور امید دونوں کو جگانے والی بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ 49) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں، پھر جیسے ہی وہ تمہیں زمین سے بلائے گا تم ایک ہی آواز پر نکل پڑو گے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین پر ہے سب اسی کا ہے۔ سب اس کی اطاعت میں ہیں۔ وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے۔ پھر وہی اسے دہرائے گا اور یہ اس کے لیے آسان ہے۔ 50) وہ تمہیں تمہاری ذات سے مثال دیتا ہے: کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی ایسے غلام ہے جو تمہارے مال میں جو ہم نے تم کو دیا ہے تمہارے ساتھ برابر کا شریک ہو اور تم اس سے اسی طرح ڈرتے ہو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو؟ **اس طرح ہم عقل سے کام لینے والوں کے لیے مثال بیان کرتے ہیں۔**

51) کیا انہوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ جب ہم بنجر زمین پر بارش برساتے ہیں تو وہ لرزتی اور پھول جاتی ہے اور ہر قسم کی نباتات اگاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ ہی حق ہے۔ وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ قرآن ایک یاد دہانی کا کام کرتا ہے کہ قیامت کی گھڑی کا آنا یقینی ہے۔ **اور ہم ان لوگوں کو ضرور زندہ کریں گے جو قبروں میں پڑے ہیں۔** 52) بے شک ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی، لیکن انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے، لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا۔ **یقیناً وہ ظالم اور جاہل ہے۔** امانت اٹھانے کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول کرے۔ کیونکہ اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ 53) وہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہی رات اور دن کی تبدیلی پر قادر ہے۔ **کیا تم نہیں سمجھتے؟** 54) کیا تم نے کبھی اس شخص کے معاملے پر غور کیا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہو؟ کیا تم ایسے شخص کی صحیح رہنمائی کی ذمہ داری لے سکتے ہو؟ 55) کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے، جو اسے ضرور ملے گا، وہ اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جسے ہم نے صرف دنیوی زندگی کا سامان دیا ہے اور جسے قیامت کے دن عذاب کے لیے پیش کیا جائے گا؟ 56) اے نبیؐ ان سے کہو کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ اگر اللہ تمہارے لیے رات کو قیامت تک لمبی کر دے تو اللہ کے سوا کون سا معبود تمہارے لیے اسے روشن کر دے گا؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ ان سے پوچھو کہ کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ اگر اللہ تمہارے لیے دن کو قیامت تک لمبا کر دے تو اللہ کے سوا کون سا معبود تمہارے لیے رات لائے گا تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟ 57) ذرا غور کرو کہ کون بہتر ہے: وہ جو آگ میں ڈالا جائے گا یا وہ جو قیامت کے دن اس سے محفوظ ہو گا؟ 58) ان لوگوں کی انجام پر غور کرو جو پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ تعداد میں اور طاقت میں زیادہ تھے اور انہوں نے زمین میں بہت شاندار نشانات چھوڑے ہیں۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو پکار اٹھے کہ اب ہم اللہ واحد پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم ان تمام معبودوں کا انکار کرتے ہیں جنہیں ہم اس کی الوہیت میں شریک ٹھہراتے تھے۔ لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ کر ان کا ایمان لانا کام نہ آیا۔ یہ اللہ کا طریقہ ہے اپنے بندوں کے بارے میں۔ اور کافروں نے سراسر نقصان اٹھایا۔ 59) کہہ دو کہ حق آ چکا ہے اور باطل جو کچھ بھی کرے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کہو: اگر میں گمراہ ہوں تو گمراہی کا عذاب مجھ پر پڑے گا۔ لیکن اگر میں صحیح ہدایت پر ہوں تو یہ صرف وحی کی وجہ سے ہے جو میرا رب مجھ پر کرتا ہے۔ وہ سب کچھ سننے والا، ہر وقت قریب ہے۔" 60) ان کی مثال شیطان کی سی ہے جب وہ انسان سے کہتا ہے: "کفر کر" لیکن جب وہ کفر کرتا ہے تو کہتا ہے: "میں تجھ سے بیزار ہوں۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔" 61) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو کچھ (فضل

جنگ سے) دیا ہے وہ اللہ کا ہے، رسول کا، اور ان کے رشتہ داروں کا، اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے، تاکہ دولت صرف امیروں کے درمیان گردش نہ کرے (59:7)۔ **62)** اے نبیؐ ان کو دنیا کی زندگی کی مثال سناؤ: یہ زمین کی نباتات کی طرح ہے جو ہمارے آسمان سے بھیجے ہوئے پانی کے ساتھ مل کر خوب پھلی پھولی تھی، لیکن بعد میں وہی نباتات بھوس میں بدل گئی جسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں۔ اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔ لیکن دائمی نیکی کے اعمال تیرے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے سب سے بہتر اور امید کا ذریعہ ہیں۔ **63)** اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ ابلیس کے سوا سب سجدے میں گر گئے۔ وہ جنوں میں سے تھا اس لیے اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ تو کیا تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی اولاد کو اپنا ولی بنالو گے حالانکہ وہ تمہارے کھلے دشمن ہیں؟ یہ ظالموں نے کتنا برا بدل لیا ہے! **64)** اللہ نے کافروں کے لیے نوح اور لوط کی بیویوں کی مثال بیان کی ہے۔ ان کی شادی ہمارے دو نیک بندوں سے ہوئی، لیکن ہر ایک نے اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لانے میں خیانت کی اور اللہ کے مقابلے میں ان کے شوہر ان کے کچھ کام نہ آئے۔ ان دونوں سے کہا گیا کہ آگ میں داخل ہو جاؤ ان تمام لوگوں کے ساتھ جو اس میں داخل ہوں گے۔ **65)** اللہ نے مومنوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی ہے۔ اس نے دعا کی: اے میرے رب میرے لیے جنت میں اپنے ساتھ ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کی بداعمالیوں اور ظالم لوگوں سے مجھے نجات دے۔" **66)** اگر وہ اپنا رزق روک لے تو تمہیں کون رزق دے گا؟ کوئی نہیں؛ کون زیادہ ہدایت یافتہ ہے: وہ جو منہ کے بل گرا ہوا چلتا ہے، یا وہ جو سیدھے راستہ پر چلتا ہے؟ کہو: وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہیں سماعت اور بصارت دی اور تمہیں سوچنے اور سمجھنے والے دل عطا کیے۔ تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو!" **67)** ان سے کہو، کیا تم نے غور کیا کہ اگر تمہارے پاس (کنوؤں کا) سارا پانی زمین کی گہرائیوں میں گم ہو جائے تو کون تمہارے لیے صاف شفاف پانی نکالے گا؟ ان سے کہو: کیا تم نے کبھی غور کیا کہ کیا اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے، کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟ **68)** اے نبیؐ ان سے کہو "میں اپنے رب کو اکیلا پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ اس کی ذات میں کسی چیز کو شریک نہیں کرتا اور نہ کسی کو تکلیف پہنچانا میرے بس میں ہے اور نہ اسے راہ راست پر لانا اور نہ کوئی مجھے اس سے بچا سکتا ہے۔ اُس کے علاوہ مجھے کوئی پناہ نہیں مل سکتی۔ میرا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اس کے لیے جہنم کی آگ منتظر ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا (72:20-23)۔ **69)** اے مسلمانو، جب جہنمیوں سے پوچھا جائے گا کہ انہیں جہنم میں کیا چیز لے آئی؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں شامل نہیں تھے، مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور لغو باتوں میں مشغول رہتے۔ ہم

نے قیامت کے دن کو جھوٹ سمجھا، جب ناگزیر واقعہ آگیا، تو سفارش کرنے والوں کی شفاعت بھی ان کے کام نہ آئے گی۔ **70)** یہ جنت کی مثال ہے جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے: اس میں لافانی پانی کی نہریں ہوں گی، دودھ کی نہریں ہوں گی جو ذائقہ میں کوئی تبدیلی نہیں کریں گی اور شراب کی نہریں ہوں گی جو پینے والوں کے لیے لذت ہیں۔ اور خالص شہد کی ندیاں۔ اس میں ان کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش بھی۔ کیا یہ ان لوگوں کی طرح ہو سکتے ہیں جو آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور انہیں پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کو پھاڑ دے گا؟

71) اب اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو اور اپنے اس خیال میں سچے ہو، تو جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے اور تم آنکھوں دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ مر رہا ہے اُس وقت اُس کی نکلتی ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لے آتے؟ اُس وقت تمہاری بہ نسبت ہم اُس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ مگر تم کو نظر نہیں آتے۔ **72)** خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشہ اور تمسخر اور تمسخر اور مال و اولاد کی مقابلہ بازی کے سوا کچھ نہیں۔ **73)** اللہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو تکبر کرنے والے اور گھمنڈ کرنے والے ہیں، جو بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی تلقین کرتے ہیں۔ **74)** اے انسان تجھے تیرے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے فریب میں ڈالا ہے جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے بنایا، تجھے درست کیا اور جس شکل میں چاہے تجھے جمع کیا۔ واقعی نہیں! لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) تم جزا و سزا کا انکار کرتے ہو، حالانکہ تم پر نگران مقرر کیے گئے ہیں، معزز کاتب، جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتے ہیں۔ **75)** جہاں تک انسان کا تعلق ہے، جب اس کا رب اسے بلندی عطا کر کے اور اس پر اپنی نعمتیں دے کر اسے آزماتا ہے، تو وہ کہتا ہے: "میرے رب نے مجھے سرفراز کیا ہے۔ لیکن جب اس کا رزق تنگ کر کے اسے آزماتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ نہیں! تم یتیم کے ساتھ عزت سے پیش نہیں آتے، اور ایک دوسرے کو مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے، اور ساری میراث لالچ سے کھا جاتے ہو، اور مال کو دل سے پیار کرتے ہو۔ **76)** اے انسان تیری کوششیں مختلف مقاصد کے لیے ہیں۔ پس جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کیا اور نیکی پر یقین رکھا، ہم اس کے لیے آسان راستہ آسان کر دیں گے۔ جس نے بخل کیا اور اس طرح زندگی گزاری گویا وہ خدا سے بے نیاز ہے اور نیکی کو جھٹلایا ہے تو ہم اس کے لیے مشکل راستہ آسان کر دیں گے۔ اور جب وہ ہلاک ہو جائے گا تو اس کا مال اس کے کیا کام آئے گا؟ **77)** کیا تم نے اسے دیکھا ہے جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلائے؟ وہی ہے جو یتیم کو دھتکارتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پھر ان نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے جو

اپنی نماز سے غافل ہیں، جو دکھاوے کے لیے اچھے کام کرتے ہیں اور لوگوں سے چھوٹی چھوٹی مہربانیوں کو روکتے ہیں۔

اسباق

1) اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ دنیا کی زندگی یا شیطان اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں۔ **2)** اگر محمدؐ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔ تو لوگ ان سے کیسے کلام کر سکتے ہیں۔ **3)** اللہ اپنی مخلوقات کو جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ **4)** حق باطل پر ضرور کامیاب ہوگا۔ **5)** اللہ کی رحمت کو کوئی نہیں روک سکتا۔ **6)** اللہ کی تدبیر کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ لوگوں کو توبہ کا وقت دیتا ہے۔ **7)** اگر اللہ لوگوں کو ان کی بداعمالیوں پر پکڑ لے تو روئے زمین پر کوئی بھی زندہ نہ رہے گا۔ **8)** شیطان تمہارا دشمن ہے اس لیے اس کے ساتھ ویسا سلوک کرو۔ وہ اپنے پیروکاروں کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ **9)** حقیقت یہ ہے کہ اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ **10)** اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں، پھر تم کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہو۔
11) اللہ کے صحیفے شرک کی مکمل تردید کرتے ہیں۔ **12)** مرنے کے بعد واپسی نہیں ہوتی، لہٰذا قرآن کے مطابق اپنے طریقے درست کریں۔ **13)** جو لوگ ضد کرتے ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے وہی لوگ نصیحت کا انکار کرتے ہیں۔ **14)** موسیٰ، فرعون اور بنی اسرائیل کی نجات کا واقعہ بتاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں ثابت قدم رہنے والے دنیا اور آخرت میں کامیاب ہیں۔ **15)** ابراہیم کا قصہ اور مشرکین کے خلاف ان کی دلیل بتاتی ہے کہ جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ جہنمی ہیں۔ **16)** اللہ کے سوا یہ جھوٹے معبود تمہاری بات نہیں سن سکتے اور نہ ہی کسی کی مدد کر سکتے ہیں، اپنی مدد کرنے سے عاجز ہیں۔ **17)** بت پرست، فتنہ باز اور شیطان کے سپاہی جہنم کی آگ میں گرائے جائیں گے۔ **18)** اگر نبی بھی اللہ کے سوا کسی کو پکارے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ **19)** ہم جنس پرستی حرام ہے۔ **20)** پورا ناپ دو اور دھوکہ نہ دو۔ صحیح ترازو سے وزن کریں۔
21) جادو دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ **22)** آخرت میں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم صرف اسی پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا وہ ان کی پیروی کریں گے اگرچہ شیطان انہیں بھڑکتی آگ کے عذاب کی طرف بلا رہا ہو؟ **23)** کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت کبھی نہیں آئے گی؟ کہہ دو کہ غیب کے جاننے والے میرے رب کی قسم وہ تم پر ضرور آئے گی۔ جو لوگ ہماری آیتوں کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے لیے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔ **24)** دین میں کوئی جبر نہیں۔ **25)** قیامت کے دن کوئی ضامن یا سفارشی نہیں ہوگا۔

26) شرک سب سے گھناؤنا جرم ہے۔ **27)** قیامت کے دن شرک کے مبلغین اپنے پیروکاروں سے انکار کر دیں گے۔ **28)** اچھے کردار، صاف گوئی اور صبر کا اجر ہے۔ **29)** قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے دین میں اتحاد پیدا کریں۔ **30)** کائنات میں موجود نشانیوں اور اپنے اردگرد موجود نشانیوں پر غور کریں، ہمیں خدا مل جائے گا۔ **31)** تمام حاجات کو پورا کرنے والا صرف اللہ ہے۔ **32)** اگر انسان اپنے غلام کو اپنے برابر نہیں بناتا تو اللہ کیوں کرے؟ کیا کوئی بھکاری سے پوچھے گا؟ **33)** فرقہ واریت اندھی تقلید کی علامت ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ انسانیت کو پکار کر فرماتا ہے: وہی تو ہے جس نے مشرک قوموں میں انہی میں سے ایک رسولؐ بھیجا جو اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے، ان کی زندگیوں کا تزکیہ کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے وہ جہالت میں تھے۔ وہ تم میں سے ہے، وہ تمہارے روحانی نقصان پر غمگین ہوتا ہے اور تمہاری حقیقی کامیابی کے لیے بے چین ہے۔ وہ مومنوں کے لیے نرم دل اور ہمدرد ہے۔ ہم نے محمدؐ کو تمام انسانوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہؐ تم پر رسول اور گواہ ہیں جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ وہؐ نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے، پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔ اے لوگو محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ **اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔** آج اللہ کی رحمت ان لوگوں کے لیے ہے جو محمدؐ کی پیروی کرتے ہیں، جن کا ذکر تورات اور انجیل میں موجود ہے، اور پچھلے امتوں کے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔ کیا ان کے لیے یہ نشانی نہیں کہ بنی اسرائیل کے علماء نے اسے تسلیم کیا؟ اگرچہ پچھلے صحیفوں کی تعلیم ان کے پاس پہنچ چکی تھی، پھر بھی انہوں نے آپؐ کی بات نہیں سنی (سوائے چند ایک کے اکثر نہیں جانتے کہ ان کے صحیفے کیا کہتے ہیں)۔ اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو سوائے بہترین طریقہ کے، سوائے ان کے جو ان میں سے بالکل ظالم ہیں اور ان سے کہہ دو کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے۔ ہمارا اور تمہارا رب ایک ہے اور ہم اسی کے آگے سر تسلیم خم کر چکے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر کے رب کی عبادت کرو جس نے اسے مقدس بنایا ہے اور وہی ہر چیز کا مالک ہے۔ اور یہ کہ آپؐ کو مسلم کی حیثیت سے زندگی گزارنے اور قرآن کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر لوگ آپؐ سے منہ موڑ لیں تو اللہ ان کے لیے کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس جو لوگ آپؐ پر ایمان لائے، آپ کی حمایت اور مدد کی اور قرآن کی تعلیمات پر عمل کیا، وہ ہی فلاح پائیں گے۔ جو لوگ ہدایت کی پیروی کرتے ہیں،

وہ اپنے فائدے کے لیے ایسا کرتے ہیں اور جو گمراہ ہیں ان سے کہہ دو اے نبیؐ کہ آپ تو محض ڈرانے والے ہیں۔ یقین جانو جس نے یہ قرآن آپ پر اتارا ہے وہ یقیناً آپ کو بہترین انجام تک پہنچائے گا۔

اللہ آپؐ سے کہتا ہے: قرآن کے بارے میں آپ کے دل میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، یہ کافروں کو ڈرانے اور مومنوں کو نصیحت کرنے کے لیے نازل ہوا ہے۔ یہ قرآن تم پر غالب اور رحیم رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ڈراؤ جن کے آباء واجداد کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا اس لیے وہ غافل ہیں۔ منکرین کہتے ہیں کہ **اس شخص پر ایک ہی وقت میں پورا قرآن کیوں نہیں نازل ہوا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم چاہتے تھے کہ آپؐ اسے اچھی طرح حفظ کریں۔ پس ہم نے ضرورت کے مطابق اسے نازل کیا ہے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ جب بھی وہ تمہارے پاس کوئی عجیب و غریب سوال لے کر آئے تو ہم نے اس کا صحیح جواب تمہارے پاس بروقت اور اسے بہترین انداز میں نازل کر دیا۔** اے نبی: ہم نے آپ پر تمام انسانوں کے لیے یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے۔ اب جو کوئی راہ راست اختیار کرے گا وہ اپنے لیے کرے گا اور جو گمراہی کی طرف جائے گا وہ اپنی گمراہی کا بوجھ خود اٹھائے گا۔ ہم اس دنیا میں اپنے رسولوں اور مومنوں کی حمایت کرتے ہیں اور ہم اس دن ان کی حمایت کریں گے جب گواہ کھڑے کیے جائیں گے۔ لہٰذا کافروں کے سامنے نہ جھکو بلکہ اس قرآن کے ساتھ ان کے خلاف جہاد کرو۔ یہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے نصیحت ہے۔ ان سے کہو کہ میں تم سے اس کام کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، میں صرف اسی کو نصیحت کرتا ہوں جو اپنے رب کا راستہ اختیار کرنا چاہے۔ اے نبیؐ، شاید تم اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو کیونکہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی ایسی نشانی نازل کر دیں جس پر ان کی گردنیں جھک جائیں گی۔ رحمٰن کی طرف سے ان کے پاس جو بھی نئی نصیحت آتی ہے وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ روح القدس (جبرائیل) نے محمدؐ کو پیغام سنایا، تاکہ وہ واضح عربی زبان میں لوگوں کو متنبہ کریں۔ **یہ ایک بڑی بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے تم پر نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور اہل عقل اس سے سبق حاصل کریں۔** ہم نے اس نبی کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ ہی شاعری اس کو زیب دیتی ہے۔ یہ تو صرف نصیحت اور روشن کتاب ہے تاکہ وہ زندہ لوگوں کو ڈرائے **اور منکرین پر الزام ثابت ہو۔**

اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو رات کے وقت مکہ سے بیت المقدس پہنچایا تاکہ انہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ قرآن بنی اسرائیل کو محمدؐ کی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے، جس کی ان کے اپنے صحیفے واضح طور پر گواہی دیتے ہیں۔ انہیں تورات میں مذکور عہد کی بھی یاد دہانی کرائی گئی جس میں وہ محمدؐ کے مشن کی حمایت اور مدد کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کام ان کے لیے مقرر کیا ہے اس میں نبی کے لیے کوئی

رکاوٹ نہیں ہے۔ اس سے پہلے جتنے بھی انبیاء گزرے ہیں ان کے معاملے میں اللہ کا یہی طریقہ رہا ہے اور اللہ کا حکم پختہ ہے۔ یہ ان لوگوں کے بارے میں اللہ کا طریقہ ہے جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

اے محمدؐ، آپ کے ذمہ صرف حق کا پیغام پہنچانا ہے۔ پس تم ان مشرکوں کی طرف متوجہ نہ ہو جو تمہارا مذاق اڑاتے ہیں اور اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بناتے ہیں۔ تمام انبیاء بہترین انسان تھے، پھر بھی وہ نا تو حاضر ناظر ہیں اور نہ ہی حاجت روا ہیں۔ پھر کیا کوئی اور ہو سکتا ہے؟ محمدؐ ایک رسول سے زیادہ کچھ نہیں ہیں اور ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پھر اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ نبیؐ کو کہتا ہے: ہم نے تمہیں گواہی دینے والا، بشارت دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کے راستے کی طرف بلانے والا اور ہدایت کرنے والا منبعِ نور بنا کر بھیجا ہے۔ مومنوں کو اللہ کی طرف سے خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے بڑی نعمتیں ہیں۔ لہٰذا کافروں اور منافقوں کے ظلم و ستم سے ان کے سامنے نہ جھکیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ کیونکہ اللہ ہی کارساز کے طور پر کافی ہے۔ رسول اللہؐ سے کہا گیا تھا کہ وہ لوگوں کو قرآن سنائیں۔

اللہ نبیؐ کو تسلی دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ زمانہ قدیم سے تمام انبیاء کا مذاق اڑایا جاتا رہا ہے۔ اور ان سے کہتا ہے کہ کفر پر قائم رہنے والوں پر غم نہ کرو، بلکہ مومنوں کی طرف توجہ کرو۔ اگر ان کی باتیں تمہیں غمگیں کرتی ہیں تو اپنے رب کی تسبیح کرو اور اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ۔ وہ اس سے کہتا ہے کہ اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو قوم عاد اور ثمود کے ساتھ ساتھ نوحؑ، ابراہیمؑ، لوطؑ، موسیٰؑ اور اہل مدین نے بھی ان سے پہلے کے انبیاء کو جھٹلایا تھا۔ تم سے پہلے کوئی ایسا رسول یا نبی نہیں گزرا جب اس نے تبلیغ کی تو شیطان نے اس کی قوم کو گمراہ کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ شیطان نے جو بھی خلل پیدا کیا، اللہ ان کو مٹاتا رہا اور اپنی آیات کو مضبوط کرتا رہا۔ پس اس لیے اللہ پر بھروسہ رکھو جو ہمیشہ قائم و دائم رہنے والا ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو کیونکہ وہ اپنے بندوں کے سارے گناہوں سے باخبر ہے۔

غور و فکر: 1) اللہ تعالیٰ مکہ والوں سے اس بات پر غور کرنے کو کہتا ہے کہ رسول اللہؐ چالیس سال تک ان کے درمیان رہے اور تم اسے سچا، دیانت دار اور امانت دار سمجھتے تھے۔ پھر جب اس نے تمہیں میری آیات سے نصیحت کی تو تم کہنے لگے کہ وہ دیوانہ ہے۔ آپؐ صرف ڈرانے والے اور بشارت دینے والے ہیں۔ **2)** اے محمدؐ جب ہم نے موسیٰؑ کو مغربی طرف شریعت دی تو تم وہاں نہیں تھے اور نہ تم گواہ تھے۔ اس کے بعد سے کئی نسلیں گزر چکی تھیں۔ تم مدیانیوں میں سے نہیں تھے کہ انہیں ہماری آیات سنائیں۔ ہم تمہیں ان واقعات سے

آگاہ کر رہے ہیں۔ **3)** اور نہ ہی آپ کوہ سینا پر تھے جب ہم نے موسیٰ کو پہلی بار پکارا۔ یہ تمہارے رب کی رحمت ہے کہ وہ تمہیں یہ علم عطا کرتا ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ڈراؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ شاید وہ نصیحت حاصل کریں۔ **4)** ہماری طرف سے حق ملنے پر انہوں نے سوال کیا کہ جو موسیٰ کو دیا گیا تھا اسے کیوں نہیں دیا گیا؟ کیا انہوں نے اس چیز کا انکار نہیں کیا جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا تھا؟ انہوں نے دعویٰ کیا کہ دونوں ایک دوسرے کا ساتھ دینے والے جادوگر تھے اور دونوں کا انکار کر دیا۔

اے نبیؐ، جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں انہیں ہم خوب جانتے ہیں اور تمہارا کام ان سے جبراً بات منوانا نہیں ہے۔، بس تم اس قرآن کے ذریعے سے، ہر اُس شخص کو نصیحت کر دو جو میری تنبیہ سے ڈرے۔ برائی کو بہترین طریقے سے دور کرو۔ اور دعا کرو: اے میرے رب! میں شریروں (انسانوں اور شیطانوں) کے مشوروں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور تیری پناہ مانگتا ہوں، اس سے کہ وہ میرے پاس نہ آئیں"۔ کہو: اے میرے رب ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر کیونکہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ تم سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ بھی کھانا کھاتے تھے اور سڑکوں پر چلتے تھے۔ اے نبیؐ، اسی طرح ہم نے مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے، لیکن تمہارا رب تمہارے لیے رہنما اور مددگار کے طور پر کافی ہے۔ نبیؐ جن کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور بہت سے عرب بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہماری نشانیوں کو جھٹلانے والے صرف کافر ہی ہیں۔ اے نبیؐ، کافروں کا کفر آپ کو غمگین نہ کرے۔

نبیؐ کو تنبیہ کرتا ہے: 1) اے نبیؐ اللہ سے ڈرو اور کافروں اور منافقوں کے سامنے نہ جھکنا۔ اس کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے۔ بے شک اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھو، کیونکہ اللہ سرپرست کے طور پر کافی ہے۔ **2)** اور یاد کرو جب ہم نے انبیاء سے اور تم سے اور نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰ ابن مریمؑ سے عہد لیا تھا۔ ہم نے ان سب سے پختہ عہد لیا تاکہ ہم تم سے اپنا پیغام پہنچانے کے بارے میں سوال کریں گے۔ **3)** بالواسطہ طور پر اللہ ہمیں بتاتا ہے کہ اگر محمدؐ نے بھی قرآن سے منہ موڑا تو انہیں دنیا اور آخرت میں دوہرے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نبیؐ نے اپنی قوم سے پوچھا، کیا میں نے کبھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں ایک انسانی رسول سے بڑھ کر کچھ ہوں؟ **4)** آپؐ کو تنبیہ کی گئی کہ وہ ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا) کہے بغیر کسی بات کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ وہ کل ایسا کریں گے۔ اگر تم بھول جاؤ تو کہو: "میں امید کرتا ہوں کہ میرا رب میری رہنمائی کرے گا جو اس سے زیادہ درستی کے قریب ہے۔" **5)** اگر رسول اللہؐ اسے بدل دیں تو وہ بھی عذاب الٰہی سے نہ بچ سکیں گے۔ **6)** رسول اللہؐ کو تنبیہ کی گئی کہ دنیا کی زینت اور رونقوں کو تلاش نہ کرو اور نہ ہی ان غافلوں کی پیروی کرو جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ **7)** اے

محمدؐ! دعا کرو کہ اے رب، اگر تو میرے ہوتے ہوئے وہ عذاب لے آئے جس سے انہیں ڈرایا گیا ہے، تو مجھے ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا۔ **8)** اللہ جسے چاہتا ہے سنا سکتا ہے، لیکن اے محمدؐ تم قبروں میں مدفون لوگوں کو نہیں سنا سکتے۔ تم صرف ڈرانے والے ہو۔ **9)** اے نبیؐ تم جسے چاہو ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کریں گے۔ **10)** آپ کو یہ امید نہیں تھی کہ آپ پر کتاب نازل ہوگی۔ یہ صرف آپ کے رب کی رحمت سے آپ پر نازل ہوا ہے۔ پس تم کافروں کے حمایتی نہ بنو۔ اور ایسا ہر گز نہ ہو کہ جب اللہ کی آیات آپ پر نازل ہوں تو کافر آپ کو ان سے روکیں۔ **11)** لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ اور مشرک نہ بنو اور اللہ کے سوا کسی معبود کو نہ پکارو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب فنا ہو جائیں گے سوائے اس کے۔ بادشاہی اسی کی ہے اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ **12)** اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ میں صرف اللہ ہی کی بندگی کروں گا، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے (یعنی مسلم بن کر)۔ **13)** تمہارا اور ان کا مرنا مقدر ہے۔ **14)** مجھے ان کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ میں یہ کیسے کر سکتا ہوں جب کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے واضح دلیلیں آچکی ہیں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام مخلوقات کے رب کے سامنے سر تسلیم خم کروں۔" **15)** اللہ تعالیٰ نے نبیؐ سے فرمایا: ظالموں کی طرف نہ جھکنا، ورنہ تم جہنم کی لپیٹ میں آ جاؤ گے، نہ تمہیں کوئی ایسا ولی ملے گا جو تمہیں اس سے بچا سکے، اور نہ ہی کسی طرف سے تمہاری مدد کی جائے گی۔ **16)** جو حلال ہے اسے اپنے اوپر حرام نہ کرو۔

ان سے کہو: میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یکتا ہے، سب سے بڑا، آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب، زبردست، بخشنے والا ہے۔" تم کہہ دو: "یہ ایک اہم نصیحت ہے جس سے تم منہ پھیر رہے ہو"۔ ان سے کہو: "میں تم سے اس کام کی انجام دہی کے لیے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، اور نہ ہی میں دھوکہ باز ہوں۔ لہٰذا صرف اللہ کی عبادت کرو، اپنے دین کو صرف اسی کے لیے خالص کر کے۔ **خبردار! مذہب صرف اللہ کا حق ہے۔** ان سے کہو: "مجھے اللہ کی بندگی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کے لیے اپنی عقیدے کو خالص کر کے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں میں سے پہلا ہوں۔ پس اے نبی صبر کرو کیونکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اپنی غلطیوں کی معافی مانگو اور صبح و شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو۔ اے نبیؐ ان سے کہو کہ میں بھی تم جیسا ایک بشر ہوں۔ مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ تو اپنے آپ کو صرف اس کی طرف لے جاؤ اور اس سے معافی مانگو۔ اے نبی تم کو جو کچھ کہا جاتا وہی ہے جو تم سے پہلے رسولوں کو کہا گیا تھا۔ (اے نبی!) تم مردوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتے اور نہ

بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو، جب وہ پیچھے ہٹ جائیں اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال سکتے ہو۔ تم اپنی پکار صرف انہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیا ہو۔ پس (اے نبی) صبر کرو۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور جو یقین کی کمی رکھتے ہیں وہ آپ کو غیر مستحکم نہ ہونے دیں۔

بخشائی کے لیے سجدے میں پڑا رہتا میرا نبیؐ　　گر کی ہوتی اتباع نہ ہوتا کبھی دکھی میرا نبیؐ

تو بخش دے مالک تاکہ آزردہ نہ ہو میرا نبیؐ　　یومِ جزا رکھ لینا پردہ کہ افسردہ نہ ہو میرا نبیؐ

اسلام کیا ہے؟

اسلام ایک عربی لفظ ہے جس کا مطلب سر تسلیم خم کرنا اور اطاعت کرنا ہے۔ دین کے طور پر، اسلام کا مطلب اللہ کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری ہے - اسی لیے اسے اسلام کہا جاتا ہے۔ لفظ "اسلام" کا دوسرا لغوی معنی "امن" ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے ذریعے ہی انسان کو ذہنی اور روحانی سکون مل سکتا ہے۔ اللہ کی اطاعت سے نہ صرف دل کو سکون ملتا ہے بلکہ معاشرے میں بڑے پیمانے پر حقیقی سکون بھی آتا ہے۔

بنیادی اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو پیدا کیا ہے اور وہ اس کا ربّ اور حاکم ہے اور وہی اسے قائم رکھے ہوئے ہے۔ اس نے انسانوں کو پیدا کیا اور ہر ایک کے لیے زمین پر ایک مقررہ عمر تفویض کی۔ اللہ نے بنی نوع انسان کے لیے ایک مخصوص ضابطہ حیات فراہم کیا ہے، جب کہ ہر ایک کو انتخاب کی آزادی دی ہے کہ آیا وہ صحیح طریقے پر چلنا چاہتا ہے یا نہیں۔ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ ضابطے کو اپناتے ہیں وہ مسلمان کہلاتے ہیں، جب کہ اس کا انکار کرنے والوں کو کافر کہا جاتا ہے۔ قرآن کہتا ہے: ایسے ہی لوگ ہیں وہ جنھوں نے (اس نبیؐ کی دعوت) کو مان لیا ہے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ خبردار رہو! اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے۔ پھر جن لوگوں نے دعوتِ حق کو مانا اور نیک عمل کیے وہ خوش نصیب ہیں اور ان کے لیے اچھا انجام ہے (13:28-29)۔

مسلمان اللہ کے تابع ہو کر روحانی سکون حاصل کرتا ہے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہم آہنگ بقائے باہمی کے ذریعے باطنی سکون حاصل کرتا ہے۔ اس میں یہ تسلیم کرنا شامل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے آخری رسول ہیں۔ کلیدی طریقوں میں فرض نمازیں ادا کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور اگر ممکن ہو تو کعبہ کی زیارت (حج) کرنا شامل ہیں۔ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ یہ اللہ کی آخری وحی ہے، جو

پہلے نازل ہونے والے پیغامات کی تصدیق کرتی ہے، آدمؑ کے بعد سے توحید کے پیغام کا تسلسل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے: اُس نے تمہارے لیے، دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے، جس کا حکم اس نے نوحؑ کو دیا تھا، اور جسے (اے محمدؐ) اب تمہاری طرف، ہم نے وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے، اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں، اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ یہی بات ان مشرکین کو سخت ناگوار ہوئی ہے جس کی طرف (اے محمدؐ) تم اِنہیں دعوت دے رہے ہو۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے، **وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے، جو اُس کی طرف رجوع کرے** (42:13)۔

اسلام ایک جامع طرز زندگی ہے جو ایک خدا پر یقین اور اس کے احکام کی پابندی پر مرکوز ہے۔ اسلام کا جوہر اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے صحیفوں، اس کے تمام رسولوں، یوم آخرت پر ایمان، اور خدا کی طرف سے طے شدہ نیکی اور بدی پر یقین پر محیط ہے۔ یہ وہی پیغام ہے جس کی تبلیغ اللہ کے دیگر تمام انبیاء نے کی، جس نے انسان کو سیدھا راستہ دکھایا۔ لیکن انسان نہ صرف بار بار راہِ راست سے ہٹتا ہے، یا تو اسے کھو دیتا ہے، یا اس ہدایت کے پیغام کو بگاڑتا ہے جس کی تبلیغ انبیاء نے کی تھی۔ اسی لیے دوسرے انبیاء کو بھیجا گیا تاکہ وہ اصل پیغام کو دوبارہ بیان کریں اور انسان کو صحیح راستے کی طرف رہنمائی کریں۔ ان میں سے آخری نبی محمد تھے جنھوں نے اللہ کی ہدایت کو اس کی آخری شکل میں پیش کیا اور اسے ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا۔ یہی ہدایت ہے جسے اب اسلام کہا جاتا ہے۔ یہ قرآن اور نبیؐ کی زندگی کی مثال (سنت) میں درج ہے۔ کوئی بھی شخص ایمانداری کے ساتھ اللہ کی وحدانیت اور محمدؐ کی رسالت پر ایمان لا کر اسلام کے دائرے میں شامل ہو سکتا ہے۔ دونوں عقائد کلمہ (ایمان کا مضمون) میں شامل ہیں: کلمہ کا پہلا حصہ توحید (اللہ کی وحدانیت) کا تصور پیش کرتا ہے اور اس کا دوسرا حصہ محمد کی نبوت کی تصدیق کرتا ہے۔

مسلمان کون ہیں؟

مسلمان اسلام کے پیروکار ہیں، ایک توحیدی مذہب جو ابراہیمی روایات سے جڑا ہوا ہے، جس کا بنیادی متن قرآن ہے۔ وہ اللہ کی وحدانیت پر یقین رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ عربی سے ماخوذ لفظ "مسلم" کا مطلب ہے خدا کے آگے سر تسلیم خم کرنے والا۔ قرآن کے مطابق، ایک مسلمان وہ ہے جو اللہ اور اس کے احکام کے سامنے مکمل طور پر سر تسلیم خم کر دے، اس کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہو، بغیر شرک کے اس کی طرف مائل ہوئے۔ اس طرح، قرآن حضرت ابراہیمؑ کو ایک سچا مسلمان قرار دیتا ہے۔

وہ نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی، لیکن تمام انبیاء کی طرح اللہ کے لیے پوری طرح وقف (مسلم) اور شرک سے پاک تھے۔ خلاصہ یہ کہ مسلمان وہ ہیں جو قرآن کو اپنا رہنما متن تسلیم کرتے ہوئے اسلام قبول کرتے ہیں۔

موجودہ دور میں ایک مسلمان وہ ہے جو خلوص دل سے خدا کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہے اور محمدؐ کو اس کا آخری رسول تسلیم کرتا ہے۔ یہ عقیدہ اللہ، انسانیت اور اپنے ارد گرد کی دنیا کے ساتھ ان کے تعلقات کو تشکیل دیتا ہے۔ قرآن کہتا ہے، اے نبیؐ کہو، ''اے اہل کتاب، آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا ربّ نہ بنالے۔ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف خدا کی بندگی و اطاعت کرنے والے) ہیں (3:64)۔ قرآن کے مطابق مسلمان کہے گا: مسلمانو! کہو کہ: ''ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس ہدایت پر جو ہماری طرف نازل ہوئی ہے اور جو ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ کی طرف نازل ہوئی تھی اور جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے تمام پیغمبروں کو ان کے ربّ کی طرف سے دی گئی تھی۔ ہم اُن کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے مسلم ہیں" (2:136)۔ اسی طرح قرآن کہتا ہے: اور اُس شخص کی بات سے اچھی بات اور کسی کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں (41:33)۔ مزید قرآن کہتا ہے: اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اُس نے تمہیں اپنے کام کے لیے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام "مسلم" رکھا تھا اور اِس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو، زکوۃ دو، اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہ ہے تمہارا مولیٰ، بہت ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور بہت ہی اچھا ہے وہ مددگار ہے (22:78)۔ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ "لوگو، اگر تم واقعی اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر بھروسہ کرو اگر مسلمان ہو" (10:84)۔ اسی طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے، اور جب میں نے حواریوں کو اشارہ کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تب انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں" (5:111)۔

مختصراً مسلمان وہ ہیں: جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اور ہر اُس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کر چکا ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روزِ آخرت سے کفر کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ، اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دہرا حصّہ عطا فرمائے گا اور تمہیں وہ نور بخشے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے، اور تمہارے قصور معاف کر دے گا، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

ایمان اللہ سے ڈرنا، اس کے انصاف سے ڈرنا اور اس کی رحمت سے پر امید رہنا ہے۔ جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ "نہ ڈرو، نہ غم کرو، اور خوش ہو جاؤ اُس جنّت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے (41:30)۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے: حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے لوگ ہیں (49:15)۔ اللہ نے نبی کو حکم دیا کہ ان سے کہو: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دِین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اُسی کی بندگی کروں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں (39:11-12)۔

ابلیس (شیطان) کون ہے؟

ابلیس کے تکبر کا قصہ: اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو سڑی ہوئی کالی مٹی سے پیدا کیا اور اس سے پہلے جنات کو بغیر دھوئیں کے آگ سے پیدا کیا تھا۔ اس نے فرشتوں سے کہا کہ وہ ایک انسان کو پیدا کرنے والا ہے اور جب وہ اسے تخلیق کر دے تو تم سب اس کے آگے سجدہ کرنا۔ تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے (وہ ایک جن تھا جسے انتخاب کی آزادی ہے) جس نے یہ بہانا بنا کر انکار کر دیا کہ اس نے اسے خشک سڑی ہوئی کالی مٹی سے اور اسے آگ سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر قیامت تک لعنت بھیجی۔ اس نے توبہ کرنے کے بجائے قیامت تک مہلت کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔ ابلیس نے اپنی انا پرستی کا الزام اللہ پر لگایا اور وعدہ کیا کہ وہ چند لوگوں کو چھوڑ کر تمام انسانوں کو گمراہ کر دے گا۔ اللہ نے فرمایا یہی سیدھا راستہ ہے جو میری طرف لے جاتا ہے۔ **اسے کہا گیا کہ اس کا انسانوں پر کوئی اختیار نہیں سوائے گمراہی چاہنے والوں کے، اور یہ کہ وہ اور اس کے پیروکار جہنم میں جائیں گے۔ جہنم کے سات دروازے ہیں جن میں سے ہر ایک گروہ کے لیے مخصوص ہے۔**

وہ انسان کو فضول خواہشات میں پھنساتا ہے، چوپایوں کے کان کاٹنے اور اللہ کی مخلوق کو بگاڑنے پر اکساتا ہے۔ جو اسے اپنا ولی مانیں گے وہ بہت نقصان اٹھائیں گے۔ اس کے وعدے محض فریب ہیں،۔برے کاموں کو دلکش بنا کر رسولوں کی دعوت سے پیروکاروں کو بھٹکاتا ہے۔ وہ غربت کے خوف سے بخل کو فروغ دیتا ہے، جبکہ اللہ کا بخشش اور فراوانی کا وعدہ ہے۔ شیطان نشہ، جوا، اور قسمت کا حال معلوم کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ ان سب کاموں کے ساتھ وہ لوگوں کے درمیان دشمنی اور نفرت کو پروان چڑھاتا ہے اور انہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے غافل کرتا ہے۔ اس کے پیروکار تم کو وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ اس کے شیاطین (جن وانس) کی ٹیم کافروں کے محافظ ہیں۔ لہٰذا شیطان تمہیں دھوکہ نہ دینے پائے جس طرح اس نے آدمؑ کو دھوکہ دیا تھا۔ سود کھانے والے ایسے ہو جاتے ہیں جن پر شیطان نے جادو کر دیا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ

"تجارت بھی سود کی طرح ہے" جبکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ درحقیقت سرکش شیطان کو پکارتے ہیں اور اللہ کے سچے دین کے خلاف اس کی راہ میں لڑتے ہیں۔ شیطان اور ایک قسم کے شیاطین جن وانس ہر نبی کے دشمن رہے ہیں۔

شیطان کی دشمنی کی مثال ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے محض اپنی انا اور تعصب کی وجہ سے اسلام اور رسول اللہؐ کی مخالفت کی۔ چونکہ آخرت میں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا، اس لیے شیطان ان کے شرک کا انکار کرے گا۔ جہنم میں شیطان تسلیم کرے گا کہ اللہ کے وعدے سچے تھے، اور یہ کہ اس کے وعدے جھوٹے تھے۔ وہ انہیں یہ بھی یاد دلائے گا کہ اس کے پاس ان پر زبردستی کرنے کی طاقت نہیں تھی، اس نے انہیں شرک اور کفر کی طرف بلایا تھا اور وہ اپنی مرضی سے اس کی پیروی کرتے تھے۔ لہٰذا، مجھ پر الزام نہ لگاؤ، بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔"

جن لوگوں نے اسے اپنا سرپرست بنالیا ہے شیطان ان کے لیے برے کاموں کو اچھا بنا کر دکھاتا ہے، اس لیے وہ رسولوں کی پکار پر کان نہیں دھرتے۔ کوئی رسول یا نبی نہیں آیا جب اس نے تبلیغ کی، شیطان نے اس کی قوم کو گمراہ کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ جو بھی اس کی پیروی کرے گا وہ اسے بے حیائی اور برائی کی طرف مائل کرے گا۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی پاک نہ ہوتا۔ اس دن کافر اپنے ہاتھ پر دانت کاٹ کر کہے گا کہ کاش میں نے رسول کا راستہ اختیار کیا ہوتا! ہائے میری کمبختی، کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا! درحقیقت وہی تھا جس نے مجھے اس نصیحت کو جو میرے پاس آئی تھی کو رد کرنے کے لیے دھوکا دیا تھا۔ شیطان انسان کے لیے بہت بڑا دھوکہ باز ثابت ہوا ہے۔" شیطان تمہارا دشمن ہے، لہٰذا اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو۔ وہ اپنے پیروکاروں کو جہنم کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔

قیامت کے دن انسانوں کی تقسیم

1)ایمان والے

اے اہل عقل جو ایمان لائے ہو، اللہ نے تم پر ایک نصیحت نازل کی ہے تاکہ وہ ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں کو ہر قسم کی تاریکی سے روشنی کی طرف لے آئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے انہیں دیا ہے اس میں سے صدقہ کرتے ہیں۔ جو صحیفہ محمدؐ پر نازل ہوا (قرآن) اور سابقہ صحیفوں (تورات، انجیل وغیرہ) پر ایمان رکھتے ہیں، اور ساتھ ہی آخرت پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیتے ہیں اور خود اس کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں اس طرح جہاد کرتے ہیں جو اس کوشش کے لائق ہے۔ وہی ہدایت یافتہ ہیں اور آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ اس نے انہیں (اپنے

کام کے لیے) چنا ہے، اور ان پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ وہ اللہ کو اپنا محافظ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے بہترین محافظ اور بہترین مددگار کو چنا ہے۔

جو لوگ قرآن کے ذریعہ ہدایت یافتہ ہیں وہ صبح کے وقت اس کے نام کا ذکر کرنے کے لئے اٹھتے ہیں (نماز)، وہ صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں، نہ تجارت اور نہ سودا بازی انہیں اللہ کے ذکر اور نماز کی پابندی اور صدقہ دینے سے غافل کرتی ہے۔ وہ اُس دن سے ڈرتے ہیں جب دل اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں خوفزدہ ہو جائیں گی۔ اللہ ان کو ان کے اچھے کاموں کا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے ان کو ترقی دے گا۔ وہ یہاں نیکی اختیار کرتے ہیں، اللہ آخرت میں ان کی نیکی کی وجہ سے ان کو نجات دے گا۔ انہیں کوئی برائی نہیں چھوئے گی اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا: میرے بندو، آج تمہیں کسی قسم کا خوف یا افسوس نہیں، کیونکہ تم ہماری نشانیوں پر ایمان لائے اور ہمارے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ اپنی بیویوں کے ساتھ خوشی خوشی جنت میں داخل ہو جاؤ۔" اُن سے کہا جائے گا، "تم ہمیشہ یہاں رہو گے۔ یہ وہ جنت ہے جس کے تم دنیا میں اپنے نیک اعمال کی وجہ سے وارث ہوئے ہو، جہاں تم بہت سارے پھل کھاؤ گے۔"

2) کافر و ملحد

1) کافر (ملحد، مشرک، منافق، باطل عقیدہ کے پیروکار) وہ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عقل کے اندھے ہیں نہ ہدایت پا سکتے ہیں اور نہ گمراہ ہونے سے روک سکتے ہیں۔ یہی لوگ اللہ کی نشانیوں میں جھگڑتے ہیں۔ وہ بغیر دلیل کے کفر پر اڑے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے (تعصب سے اندھے) ایک جیسا ہے کہ خبردار کیا جائے یا نہ کیا جائے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اس طرح انہیں آخرت میں سخت عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ **2)** وہ اس پیغام کو رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قرآن ایک جعل سازی ہے جسے اس شخص نے خود گھڑ لیا ہے اور بعض دوسرے لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ یہ پہلے لوگوں کی تصانیف ہیں جو اس شخص نے نقل کی ہیں اور ان کی تلاوت کی جاتی ہے۔ صبح اور شام اس کے پاس، یا دعویٰ کریں کہ اسے محمد (ص) نے جعل کیا ہے۔ جب کہ مکہ کے بعض قائدین کا دعویٰ ہے کہ قرآن ایک فارسی سے پڑھایا جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا فارسی کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ سب سے زیادہ فصیح عربی عبارت پڑھائے؟ ایک بہت بڑا ظلم اور ایک گھٹیا جھوٹ جس پر یہ لوگ اترے ہیں۔ **3)** وہ کہتے ہیں کہ یہ محض من گھڑت بات ہے کیونکہ یہ نصیحت ہمارے قائدین کے بجائے ان پر نازل ہوئی تھی۔ وہ اللہ کی "نصیحت" میں شک کرتے ہیں، اور جو اس کی آیات کو جھٹلائے وہ جھوٹا ہے، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ایسی کافر قوم نے ان کو پکڑنے کے لیے اپنے رسول پر چڑھائی کی، سب نے باطل کے ذریعے حق کو شکست دینے کی کوشش

کی، لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ نے انہیں سخت عذاب سے پکڑ لیا۔ اس طرح تیرے رب کا فیصلہ ان کافروں پر ہو گیا جن کا مقدر جہنم ہے۔ **4)** اشرافیہ اور جن کو اللہ نے راحت دی ہے وہ اکثر آخرت کا انکار کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ "یہ نبی محض ایک بشر ہے جو ہماری طرح کھاتا پیتا ہے، اس کی پیروی کرنے سے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔" وہ مرنے کے بعد جی اُٹھنے کا وعدہ کرتا ہے، لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ ناممکن ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس زندگی کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اس طرح کے وعدے ہم سے اور ہمارے اسلاف سے پہلے بھی کیے جاتے رہے ہیں، انہیں محض کہانیاں قرار دیتے ہیں۔ آخر کار، کافر اپنے کفر کا بوجھ اٹھائیں گے، جس سے ان کے رب کے غضب میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہوتا ہے۔ **5)** کافر ایسے ہیں کہ ان کے دل ہیں جو سوچتے نہیں ہیں، ان کی آنکھیں ہیں جو دیکھتے نہیں ہیں، ان کے کان ہیں جو سنتے نہیں ہیں۔ وہ چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ بدتر، وہ غافل ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ ان کے لیے آسمان پر چڑھنے کا دروازہ بھی کھول دیتا تو وہ کہتے کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ **6)** بدکردار جہنم کے عذاب کو برداشت کریں گے اور ان کی تکلیف کبھی کم نہیں ہوگی۔ وہ بالکل ناامید ہوں گے، اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ خود ان پر ظلم ہوگا۔ وہ پکاریں گے، اے محافظ، تیرا رب ہمیں مار کر آزاد کر دے۔ وہ جواب دے گا، ''تمہیں ہمیشہ کے لیے یہیں رہنا چاہیے۔'' **7)** جس نے کفر کیا وہ اپنے کفر کا بوجھ اٹھائے گا۔ بے شک وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔ **8)** ظالموں کے بہانے کام نہیں آئیں گے۔ وہ ملعون ہوں گے اور ان کا ٹھکانہ برا ہوگا۔ لیکن ظالم بغیر کسی علم کے اپنی خواہشات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔ **9)** اے نبی آپ انہیں سیدھے راستے کی طرف بلا رہے ہیں لیکن جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ ہمیشہ گمراہ ہونا چاہتے ہیں۔ **10)** اور کوئی قوم ایسی نہیں رہی جس پر کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ اب اگر وہ آپ کو جھوٹا سمجھتے ہیں تو ان سے پہلے والے بھی اپنے رسولوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ان کے رسول بھی ان کے پاس روشن دلیلیں، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔ پھر ہم نے کافروں کو پکڑ لیا اور بیشک میرا عذاب کیسا سخت تھا۔ **11)** جہنم کا عذاب ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے رب کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ کتنی بری منزل ہے! جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو وہ اسے دھاڑتے ہوئے سنیں گے جیسے وہ ابلتا ہے، گویا وہ غصے سے پھٹ جائے گا۔ جب بھی اس میں ایک بھیڑ ڈالی جائے گی، اس کے محافظ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟ وہ کہیں گے: ہاں، ہمارے پاس ایک ڈرانے والا آیا، لیکن ہم نے اسے جھوٹا قرار دیا اور کہا: اللہ نے کچھ نازل نہیں کیا۔ یقیناً تم بہت بڑی گمراہی میں ہو۔ وہ کہیں گے: "اگر ہم صرف سنتے اور سمجھتے تو ہم بھڑکتی ہوئی

آگ کے قیدیوں میں سے نہ ہوتے۔" اس طرح وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ لعنت ہے یہ بھڑکتی آگ کے قیدیوں پر۔

3) مشرک

شرک، اللہ کے ساتھ جھوٹے معبودوں کو شریک کرنا، بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن شرک، بت پرستی اور سفارشی تلاش کرنے کی مذمت کرتا ہے۔ جن کو وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں وہ محض مخلوق ہیں۔ وہ نہ اپنی مدد کر سکتے اور نہ ہی دوسروں کی، اور نہ ہی وہ کسی پکارنے والے کی پکار کا جواب دے سکتے ہیں۔ زندگی اور موت پر وہ کوئی اختیار نہیں رکھتے اور نہ ہی مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔ شرک ایک ناقابل معافی گناہ ہے۔ جو کوئی جادو کرتا ہے یا جادوگر سے مشورہ کرتا ہے وہ آخرت میں اپنا حصہ ضائع کر دے گا۔ جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسروں کو پکارتے ہیں وہ درحقیقت سرکش شیطان کو پکارتے ہیں۔ اللہ اپنے ساتھ شرک کرنے کو معاف نہیں کرے گا لیکن اپنی صوابدید پر دوسرے گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ نبی کا انکار نہیں کرتے بلکہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ مشرک اپنی لاعلمی میں اللہ کی طرف شیاطین کو منسوب کرتے ہیں جو ان کا خالق ہے اور اس کے لیے بیٹے اور بیٹیوں کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ وہ ان صفات سے پاک اور بلند ہے۔ قرآن مشرکین کو بتاتا ہے کہ محمدؐ کے پاس غیب کی کنجیاں نہیں ہیں، نہ اس کا علم ہے اور نہ ہی وہ فرشتہ ہیں۔ وہ اس کی پیروی کرتا ہے جو اس پر نازل کیا گیا ہے۔ شفاعت صرف اللہ کا حق ہے۔ نبیؐ کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ مشرکین کو بتائیں کہ انہیں اللہ کے سوا پکارنے سے منع کیا گیا ہے، خبردار کیا گیا ہے کہ ایسا کرنے سے وہ گمراہ ہو گا اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

قیامت کے دن ہر شخص اللہ کے سامنے تنہا اور خالی ہاتھ کھڑا ہو گا اور جن کو وہ اللہ کے برابر سمجھتے تھے وہ ان کا انکار کر دیں گے۔ یہ سمجھ کر کہ ان کے معبودوں نے انہیں چھوڑ دیا ہے، وہ مشرک ہونے کا انکار کریں گے۔ جب جہنم کی آگ کا سامنا کرنا پڑے گا، ان دیکھی سچائیوں کے بارے میں جن کے بارے میں انہیں خبردار کیا گیا تھا، وہ ایک اور موقع کی تمنا کریں گے۔ ایک اور موقع نہیں دیا جائے گا لیکن اگر دیا گیا تو وہ اپنی غلطیاں دہرائیں گے۔ پھر ان سے کیوں ڈرو، جنہیں اللہ نے اختیار نہیں دیا، جو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان؟

ہر ایک اللہ کے سامنے تنہا کھڑا ہو گا، بغیر دنیوی مالوں اور سفارشیوں کے جن کی وہ دنیا میں عبادت کرتا تھا۔ سخت ضرورت کے وقت ہر کوئی اللہ کو پکارتا ہے اور جب وہ مصیبت کو دور کر دیتا ہے تو مشرکین پرانے طریقے پر چلنے لگتے ہیں۔ مردہ ولی (دیوتا) جنہیں مشرک کہتے ہیں، پوجا ہونے سے بے خبر ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے پردہ ہٹا دے گا، سچے اولیاء اللہ ان کی عبادت کو رد کر دیں گے اور کہیں گے، اللہ کی گواہی کافی ہے

کہ وہ اپنی عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔ پھر انہیں احساس ہو گا کہ انہوں نے جو جھوٹ گھڑ رکھا تھا اس نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔ مشرک ہوا کے ساتھ خوشگوار سفر میں خوش ہوتے ہیں اور جب تیز لہروں کے طوفان میں گھرے ہوتے ہیں تو اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہیں۔ اور جب وہ ان کو بچالیتا ہے تو وہ حق کی طرف منہ موڑ لیتے ہیں اور سرکش ہو جاتے ہیں۔ اللہ پوچھتا ہے کہ کیا اس کے دعویدار شریک مخلوقات کی تخلیق کر سکتے ہیں اور پھر اس کا اعادہ کر سکتے ہیں اور کیا وہ ان کی رہنمائی کر سکتے ہیں؟ نہیں، صرف اللہ ہی کر سکتا ہے۔

ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں لیکن اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اللہ تمام عیبوں اور کمیوں سے پاک ہے۔ انبیاء کا مشرکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اس سے پہلے جتنے بھی انبیاء آئے وہ انسان اور ایک ہی بستیوں کے رہنے والے تھے۔ کفار کی دلیل ہمیشہ یہ رہی ہے کہ خاک میں مل جانے کے بعد کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟ (ڈی این اے کے ساتھ دوبارہ تخلیق کرنا آسان ہے)۔ غور کریں: حوا کو پیدا کرنا آدم کی پسلی سے آسان تھا، اور باقی انسانیت ان سے۔ قیامت کے دن جب حق واضح ہو جائے گا تو اندھی تقلید کرنے والے ان لوگوں سے کہیں گے جن کی انہوں نے پیروی کی تھی کہ ہم نے تو تمہاری پیروی کی، کیا تم ہمیں عذاب سے بچا سکتے ہو؟ وہ کہیں گے: ہم خود غلط تھے اور تم نے ہمارا پیچھا کیا۔ اب ہم سب کو عذاب کا سامنا ہے اور اس سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔" جہنم میں شیطان تسلیم کرے گا کہ اللہ کے وعدے سچے تھے۔ اور یہ کہ اس کے وعدے جھوٹے تھے۔ وہ انہیں یہ بھی یاد دلائے گا کہ اس کے پاس ان پر زبردستی کرنے کی طاقت نہیں تھی، اس نے انہیں شرک اور کفر کی طرف بلایا تھا اور وہ اپنی مرضی سے اس کی پیروی کرتے تھے۔ لہٰذا، مجھ پر الزام نہ لگائیں، بلکہ اپنے آپ کو ملامت کریں۔"

اس کے حکم سے بحری جہاز سمندر کے پار چلتے ہیں۔ جب وہ سمندر میں طوفان میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں تو وہ اپنے جھوٹے معبودوں کو بھول کر اللہ کو پکارتے ہیں اور جب وہ انہیں خشکی پر بچاتا ہے تو ناشکری میں منہ موڑ لیتے ہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا پتھروں کی آندھی بھیج دے یا جب وہ دوبارہ کشتی رانی کریں تو ان کی ناشکری کی وجہ سے کوئی بڑا طوفان انہیں غرق کر دے اور کوئی ان کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ (اللہ کی وحدانیت کی ایسی واضح نشانیوں کے باوجود) انہوں نے اس کے ہمسر اور حریف ٹھہرائے ہیں اور اس کی عبادت کے ساتھ ان کی پرستش کرتے ہیں۔

قیامت کے دن جہنم ان کافروں کے سامنے رکھی جائے گی جنہوں نے میری نصیحت سے آنکھیں چرائی تھیں۔ کیا مشرکین کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ میری مخلوقات میں سے کسی کو میرے علاوہ اپنا ولی بنا سکتے ہیں؟ بے شک ہم

نے کافروں کے استقبال کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ پس ان کے سارے اعمال اکارت ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان پر کوئی وزن نہیں رکھیں گے۔ جہنم ان کے کفر کی سزا ہے اور انہوں نے میری آیات اور میرے رسولوں کو مذاق بنالیا ہے۔

شرک کا رد: 1) مخلوق خالق کی طرح نہیں ہو سکتی۔ **2)** جب فرشتہ ان کی روح قبض کرنے کے لیے آئے گا تو وہ مشرک ہونے کا انکار کریں گے۔ **3)** دو معبود مت مانو۔ کیونکہ ایک خدا کے سوا کوئی نہیں (تمام جھوٹے معبودوں کی نفی کرنے والا)۔ کیا اللہ کے سوا کسی سے خوف ہو سکتا ہے؟ **4)** سخت تکلیف میں مشرک اللہ کو پکارتے ہیں اور جب وہ ان کی تکلیف کو دور کرتا ہے تو دوسروں کو ناشکری کے ساتھ پکارتے ہیں۔ **5)** کیا اس کے رزق میں سے جھوٹے دیوتاؤں کو حصہ دیا جا سکتا ہے؟ نہیں! **6)** وہ فرشتوں کو اللہ کے لیے بیٹیاں مقرر کرتے ہیں، جنہیں وہ خود ناپسند کرتے ہیں اور قتل بھی کرتے ہیں۔ **7)** قیامت کے دن کافروں کو عذر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، نہ توبہ کرنے کے لیے کہا جائے گا اور نہ ہی عذاب ہلکا کیا جائے گا۔ **8)** اس دن ان کے جھوٹے معبود ان کے دعوے کو نہ صرف رد کریں گے بلکہ انہیں جھوٹا کہیں گے۔ انہیں دوہرے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا، پہلا کفر کا اور دوسرا راہ راست سے روکنے کا۔ **9)** قرآن میں لوگوں سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ اللہ پر حق کے سوا کچھ نہیں لگائیں گے؟ **10)** وہ پوچھتے ہیں، کیا واقعی وہ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے جب وہ خاک ہو جائیں گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً اس نے آپ کو پہلی بار پیدا کیا تھا وہ آپ کو دوبارہ زندہ کرے گا، چاہے آپ پتھر، لوہے یا کسی ایسی چیز کی طرف متوجہ ہو جائیں جس کا زندہ ہونا آپ ناممکن سمجھتے ہو۔ **11)** قرآن مشرکین سے کہتا ہے کہ وہ ان معبودوں کو پکاریں جنہیں وہ اپنا مددگار سمجھتے ہیں، وہ نہ تو ان سے کسی مصیبت کو دور کر سکتے ہیں، نہ بدل سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں دوسروں کی طرف منتقل کر سکتے ہیں۔ **12)** درحقیقت جن کو وہ پکارتے ہیں وہ اپنے رب سے اس کی رحمت کی امید اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں۔ تمہارے رب کا عذاب ڈرنے والی چیز ہے۔ **13)** قیامت کے دن ہم جہنم کو ان کافروں کے سامنے رکھیں گے جن کی آنکھیں میری نصیحت سے اندھی ہو گئی تھیں اور جو اس کو سننے سے بالکل بے پرواہ تھے۔ پھر کیا کافروں کو یقین ہے کہ وہ میرے علاوہ میری مخلوق میں سے کسی کو اپنا ولی بنا سکتے ہیں؟ بے شک ہم نے ان کے استقبال کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے۔

4) منافق: منافقین کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ خود کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ان کے دلوں میں نفاق انہیں آخرت میں سخت عذاب کی طرف لے جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم

آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، حالانکہ وہ بالکل نہیں مانتے۔ اس طرح وہ اللہ اور اہل ایمان کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اپنے سوا کسی کو دھوکہ دینے میں کامیاب نہیں ہوتے اور انہیں اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے جسے اللہ نے اور بھی بڑھا دیا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے جو وہ بولتے ہیں۔ زمین پر فساد نہ پھیلانے کی تنبیہ کے باوجود وہ غافل ہیں۔ جب سچے دل سے ایمان لانے کا مشورہ دیا جاتا ہے تو وہ انکار کرتے ہیں اور مومنوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ انہوں نے جہالت کے بدلے ہدایت کا سودا کیا ہے اور اپنی عقل کو غور کرنے کے لیے استعمال کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ جب بھی ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ وہ انتشار پھیلاتے ہیں، لیکن انہیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں اسی طرح ایمان لاؤ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم بیوقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟ وہ خود بے وقوف ہیں لیکن یہ نہیں جانتے۔ جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں، لیکن جب وہ اپنے شیطانی ذہن سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو ان لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ان کی حالت ایک تمثیل میں بیان کی جا سکتی ہے: ایک آدمی نے آگ بھڑکائی اور جب اس نے اس کے چاروں طرف روشن کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں سے نور چھین لیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا جہاں وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ بہرے ہیں۔ وہ گونگے ہیں وہ اندھے ہیں اس لیے واپس نہیں آئیں گے (ایک کافر منافق)۔ یا ان کی حالت کو بیان کرنے کے لیے ایک اور تمثیل کا حوالہ دیا جا سکتا ہے: آسمان سے موسلا دھار بارش برس رہی ہے، اس کے ساتھ اندھیرا، گرج اور بجلی ہے۔ کڑک کی آواز سنتے ہی موت کے ڈر سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں لیکن اللہ کافروں کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ بجلی ان کو ایسے خوفزدہ کرتی ہے جیسے وہ ان سے ان کی بینائی چھین لے گی۔ جب وہ روشنی دیکھتے ہیں تو تھوڑا آگے بڑھتے ہیں اور جب ان کے لیے اندھیرا چھا جاتا ہے تو وہ ساکت کھڑے ہوتے ہیں (منافق جو یہ مانتا ہے کہ اس کے لیے مناسب ہے)۔

جو لوگ مومنوں پر کافروں کو اپنا ساتھی بناتے ہیں وہ منافق ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ وہ صرف دکھانے کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اگر مسلمان جیت گئے تو ان کے ساتھ ہیں ورنہ دشمن کے ساتھ۔ وہ نہ مومنوں کے ساتھ ہیں اور نہ کافروں کے ساتھ۔ اس لیے منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ منافق اپنے مال میں سے صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں، وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم آخرت پر۔ وہ قرآن اور اللہ کے قوانین کا انکار کرتے ہیں اور دوسرے فیصلوں کو قبول کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں اور مشرکوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا ڈرامہ کرتے ہیں۔ انہیں جب بھی شرارت کا موقع ملتا ہے وہ اس میں کود پڑتے

ہیں۔ منافقوں کو دردناک عذاب کا وعدہ ہے۔ اس طرح اپنے آپ کو منافقت سے بچاؤ، یہ ایک گھناؤنا جرم ہے۔ وہ مومنین جو جہاد کے لیے نہیں نکلتے بلکہ دوسروں کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ کافر اور منافق ہیں۔ جب مسلمان فتح یاب ہوں گے تو وہ اپنی منافقت پر پشیمان ہوں گے۔ اس طرح گناہ اور فسق اور حرام کمائی کی طرف جلدی کرنا۔ اللہ فرماتا ہے کہ وہ ان لوگوں سے پوچھے گا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، ان لوگوں سے جو اپنے قرآن میں سے جو پسند کرتے ہیں اسے قبول کرتے ہیں اور باقی کو رد کرتے ہیں (تمام الہامی کتابیں اپنے زمانے کا قرآن تھیں)۔ وہ تمام اعمال جن کا لوگوں کو اعتراف کرنا ہو منافقت ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تین لوگوں سے حساب لیا جائے گا: ایک عالم جس نے اپنے علم پر عمل کیا، ایک شہید جس نے اللہ کے لیے جہاد کیا لیکن پہچان کا طالب ہوا، اور وہ مالدار جس نے اپنے مال سے صدقہ کیا خیراتی قیامت کے دن سب سے پہلے جس کے خلاف فیصلہ سنایا جائے گا وہ وہ شخص ہو گا جو شہید ہو کر مرا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: تم نے میری نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں تمہارے لیے لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اسے کہا جائے گا کہ تم نے جھوٹ بولا، تم اس لیے لڑے کہ لوگ کہیں کہ تم بہادر ہو۔ اور اسی طرح کہا گیا۔ پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ دوسرا شخص جس کے خلاف قیامت کے دن فیصلہ سنایا جائے گا وہ عالم دین ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: تم نے میری نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم دین سیکھا اور تیری رضا کے لیے سکھایا۔ اسے کہا جائے گا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے۔ آپ عالم بن گئے تاکہ لوگ کہیں کہ آپ عالم ہیں۔ اور تم نے قرآن پڑھا تاکہ کہا جائے کہ وہ قاری ہے۔ اور اسی طرح کہا گیا۔ پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ تیسرا شخص جس کے خلاف قیامت کے دن فیصلہ سنایا جائے گا وہ ایک مالدار مخیّر آدمی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: تم نے میری نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے کوئی ایسا راستہ نہیں چھوڑا جس میں تو یہ پسند کرے کہ مال خرچ کیا جائے اور تیری رضا کے لیے خرچ نہ کیا جائے۔ وہ کہے گا: تم نے جھوٹ بولا، تم نے ایسا کیا، تاکہ کہا جائے: وہ بہت سخی ہے۔ اور اسی طرح کہا گیا۔ پھر اسے حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے (مسلم 4688)۔

موت

جس سے تم نے بچنے کی کوشش کی تھی۔ جب آدمی کی روح حلق تک پہنچ جاتی ہے اور آپ بے بسی سے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ موت کے دہانے پر ہے، اور کہا جاتا ہے: کیا کوئی جادوگر ہے جو آگے بڑھ کر مدد کرے؟

اور بچھڑا بچھڑے کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اس وقت ہم تم سے زیادہ اس کے قریب ہیں، حالانکہ تم (ہمیں) نہیں دیکھتے۔ اس دن ایک تقسیم "برزخ" انہیں زندہ سے جدا کر دے گی۔

برزخ

برزخ کا ذکر قرآن میں صرف ایک بار آیا ہے، عام طور پر موت کے بعد قیامت تک روح کی حالت کے تناظر میں۔ یہ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک رکاوٹ کی نمائندگی کرتا ہے جہاں میت کی روحیں قیامت تک رہتی ہیں۔ اندھے اور بینا ایک جیسے نہیں ہوتے، نہ اندھیرا اور روشنی۔ اور نہ ہی ٹھنڈا سایہ اور شدید گرمی؛ اور نہ زندہ اور مردہ ایک جیسے ہیں۔ اور نہ ہی علم والا اور جاہل ایک جیسا ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے لیکن آپ (اے نبیؐ) آپ اہلِ قبور کو نہیں سنا سکتے (اور کوئی انہیں کیسے سنا سکتا ہے؟

قیامت کی گھڑی

جب صور ایک بار پھونکا جائے گا تو زمین اور پہاڑ ایک ہی جھٹکے سے ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، اس دن نا گزیر واقعہ ہو گا۔ اس دن آسمان پھٹ جائے گا اور اس کا نظام ڈھل جائے گا۔ قیامت برپا ہو گی تاکہ اللہ ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ان کے لیے بخشش اور فراخی رزق ہے۔ قیامت کی گھڑی آ کر رہے گی۔ اللہ نے اس کے آنے کے وقت کو پوشیدہ رکھنا چاہا ہے تاکہ ہر ایک کو اس کی کوشش کے مطابق بدلہ دیا جائے۔ قیامت کی گھڑی کا علم اسی کے پاس ہے، اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ بے شک وہ (یعنی عیسیٰ) قیامت کی نشانی ہیں۔ پس تم اس میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ جب واقعہ پیش آئے گا، اور پھر اس کے وقوع پذیر ہونے سے انکار کرنے والا کوئی نہیں ہو گا، (ایک تباہ کن واقعہ) جو چیزوں کو الٹا کر دے گا۔ جب زمین اچانک ایک خوفناک زلزلے سے لرزے گی، اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور باریک مٹی میں بکھر جائیں گے (56:1-6)۔ اس دن زمین اور پہاڑ زور سے کانپیں گے اور پہاڑ بکھرے ہوئے غبار کے ڈھیر ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، جس کی شدت سے آسمان پھٹ جائے گا۔ نظر دھندلا جائیں گی، چاند گرہن ہو جائے گا، اور سورج اور چاند آپس میں مل جائیں گئے۔ اس دن انسان کہے گا کہ جائے پناہ کہاں ہے؟ نہیں، کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ اس دن واپسی صرف تیرے رب کی طرف ہو گی۔ قیامت کی گھڑی اتنی ہولناک اور تلخ ہو گی کہ اس دن دودھ پلانے والی عورت اپنے دودھ پلانے والے بچے کو بالکل نظر انداز کر دے گی اور ہر حاملہ عورت اپنا بوجھ گرا دے گی اور تمہیں لوگ ایسے دِکھیں گے جیسے وہ نشے میں ہوں، جبکہ وہ

نشے میں نہیں ہوں گے۔ لیکن اللہ کا عذاب ہولناک ہوگا (22:1-2)۔ اس دن سب فنا ہو جائیں گے سوائے اللہ کے۔ حکم اسی کا ہے۔ اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (28:88)۔

فزکس کے ماہرین پروفیسر نکولائی کنوف اور دیمتری نے ایک نظریہ پیش کیا جس میں زمین کی گردش اور محور کی وضاحت کی گئی۔ یہ نظریہ، جسے انٹیگرل الیکٹرو میگنن ڈائنامک موشن کہا جاتا ہے، اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ شمسی توانائی ایک مقناطیسی میدان پیدا کرتی ہے جو زمین کی گردش کو چلاتی ہے۔ گردش کی رفتار شمسی شدت سے تعلق رکھتی ہے۔ انہوں نے 1970 میں دریافت کیا کہ زمین کے مقناطیسی قطب ہر سال 10 کلومیٹر کی رفتار سے بدل رہے ہیں، لیکن اس کے بعد یہ شرح بڑھ گئی ہے، 2001 میں 200 کلومیٹر تک ریکارڈ کی گئی تبدیلی کے ساتھ۔ مقناطیسی قوت زمین کے قطبوں کو تبدیل کرنے کا سبب بن رہی ہے، جس کے نتیجے میں اس کی گردش الٹ جاتی ہے اور سورج مغرب سے طلوع ہوتا ہے۔ دیمتری نے نہ صرف سائنسی علوم کے ذریعے بلکہ مذہبی متون کی جانچ کر کے، بنیادی طور پر اسلام کے اندر صف بندی تلاش کر کے اپنی تحقیق کی حمایت کی۔ اس نے ایک حدیث دریافت کی جو مغرب سے طلوع ہونے والے سورج کے نظریہ سے مطابقت رکھتی ہے اور اس کا ماننا ہے کہ اس طرح کا قدیم علم، 1400 سال پہلے، کائنات کے خالق سے ہی پیدا ہو سکتا تھا۔ اس نے اسلام قبول کیا۔ حدیث میں ہے: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو، پھر جب وہ (مغرب سے) طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے، تو سب لوگ ایمان لے آئیں گے۔ لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی کو اس وقت ایمان لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر پہلے ایمان نہ لایا ہو (بخاری 6506)۔ ایک حدیث میں ایک ایسا منظر بیان کیا گیا ہے جس میں ساری مخلوق مر جاتی ہے اور سارے فرشتے بھی مر جاتے ہیں سوائے اللہ کی ذات کے۔ اس حساب میں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کون زندہ ہے؟ اور جواب سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے اور موت کا فرشتہ سوا کوئی باقی نہیں رہا اور موت کا فرشتہ بھی مر جائے گا۔ یہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ آخر کار ہر چیز اور ہر جاندار فنا ہو جائے گا، سوائے اللہ کے۔ جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن باطل کے پیروکار خسارے میں ہوں گے (45:27)۔

یوم البعث

ڈراؤ انہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے۔ جب زمین اپنی پوری شدّت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی، اور انسان کہے گا (پکار اٹھے گا) کہ یہ اس کو کیا ہو رہا ہے؟ اُس روز وہ اپنے (اوپر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی کیونکہ

تیرے رب نے اسے (ایسا کرنے کا) حکم دیا ہوگا(99:1-5)۔ اس دن جبکہ سب لوگ بے پردہ ہوں گے اللہ سے اُن کی کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہ ہوگی۔ (اُس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی کس کی ہے؟ (سارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحدِ قہار کی (40:16)؟ پھر اللہ کے سامنے سب ننگے حاضر ہوں گے، پہلے والے اور بعد والے سب اس دن اکٹھے کیے جائیں گے، جن وانس دونوں میں سے کوئی بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ آج وہ اپنی انگلیوں کے نشانات کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تمام انسانوں اور جنوں کو بغیر کسی استثنا کے جمع کرے گا، اور وہ سب اس کی حمد کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ یہ دن بھی ہمارے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا اور سورج بہت قریب ہوگا۔ رب کے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ شدید گرمی میں لوگ اپنے ہی پسینے کے تالاب میں تیر رہے ہوں گے۔ انبیاء، اولیاء اور صالحین عرش کے سائے میں ہوں گے۔ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اس دن مجرم قسمیں کھائیں گے کہ وہ دنیا میں ایک گھنٹہ سے زیادہ نہیں رہے (یعنی انہیں دنیا کی زندگی کی قیمت معلوم ہو جائے گی)۔ یہ قیامت کا دن ہے جس سے ہمیں ڈرایا جاتا تھا۔ یہ عذاب کے وعدہ کا دن ہے۔ سب آ چکے ہیں، ہر ایک کے پاس ایک فرشتہ ہے جو اسے اس کی منزل تک لے جائے گا، اور دوسرا جو اس کے حق میں/یا خلاف گواہی دے گا۔

انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسے اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔ جب کافر عذاب کو دیکھے گا تو کہے گا: "کاش مجھے ایک اور موقع مل جائے کہ میں بھی نیکی کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔" اسے کہا جائے گا) ”کیوں نہیں! تم پر میری وحی آچکی تھی۔ پھر تو نے اس کا انکار کیا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا۔ اس دن ہر ایک، ایک دوسرے پر الزام تراشی کرے گا۔ جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس سے ملاقات کا انکار کیا۔ اس دن ان کے سارے اعمال اکارت جائیں گے اور ان کا کوئی وزن نہیں (18:105)۔ اس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے ہوں گے۔ اس دن اللہ پر جھوٹ بولنے والوں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے (39:60) سیاہ چہرے والوں سے کہا جائے گا: تم ایمان کے بعد کفر میں پڑ گئے؟ چکھو، کفر کا عذاب۔ اور جن کے چہرے روشن ہو گئے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (3:106-107)۔ مجرم، ان میں سے کچھ اندھے اٹھائے جائیں گے، کچھ بغیر بازو کے ہوں گے، کچھ بغیر ٹانگوں کے سر کے بل چل رہے ہوں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ سر کے بل چلیں گے۔ صحابہ نے پوچھا کہ کیسے چلیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: جس نے انہیں ان کے پیروں پر چلایا وہی انہیں چلائے گا (بخاری 6523)۔ جو لوگ دنیا میں اس کی نصیحتوں سے منہ موڑ چکے تھے وہ اندھے اٹھائے جائیں گے، تو وہ کہیں گے: پروردگار! تو نے ہمیں اندھا کیوں اٹھایا جب کہ ہم دنیا میں بینائی رکھتے تھے؟" اللہ کہے گا: "ہماری نشانیاں تیرے پاس آئیں اور تو

نے ان سے چشم پوشی کی۔ اس لیے آج ہم نے تم کو نظر انداز کر دیا۔" ان کے جرائم کو ان کے سامنے بیان کرنے کے بعد، تمام منافقین، مشرکوں اور کافروں کو قیامت سے پہلے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ان کے جرائم، تمام منافقین، مشرکوں اور کافروں کو قیامت سے پہلے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اس دن اس قدر غضبناک ہو گا کہ وہ حساب لینا شروع نہیں کرے گا کہ جبکہ یوم البعث کا دن ہمارے پچاس ہزار سال کے برابر ختم ہونے کے قریب ہو گا۔ گرمی سے پریشان مومن بے صبر ہو جائیں گے، وہ آدمؑ کے پاس جائیں گے اور آپؑ سے درخواست کریں گے کہ اللہ سے شفاعت کریں کہ وہ حساب شروع کرے۔ وہ معذرت کریں گے۔ پھر وہ نوحؑ کے پاس جائیں گے کہ اللہ سے حساب شروع کرنے کی درخواست کریں گے، وہ معذرت کریں گے۔ پھر وہ ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے، وہ بھی معذرت کریں گے، پھر موسیٰؑ کے پاس جائیں گے، وہ بھی معذرت کریں گے۔ پھر وہ عیسیٰؑ کے پاس جائیں گے، وہ بھی معذرت کریں گے اور انہیں محمدؐ کے پاس جانے کو کہیں گے۔ لوگ آپؐ کے پاس آئیں گے۔ آپؐ اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ اللہ آپ کی شفاعت قبول کرے گا اور یومِ جزا شروع ہو جائے گا۔ بیشک انسان ہمیشہ سے ہی جلد باز رہا ہے!

یومِ الجزا

یومِ جزا کے دن سب کے سب رب کے حضور صف در صف پیش کیے جائیں گے۔ اس دن اللہ کہے گا: لو دیکھ لو! تم آ گئے نا ہمارے پاس! اسی طرح جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تمہارے لیے کوئی وعدے کا وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے۔ یہ وہ دن ہے جب تمام انسانوں اور جنوں سے دنیا کی زندگی کا حساب لینے کے لیے جمع کیا جائے گا۔ اس دن فیصلہ ان کے اعمال اور ان کے ایمان کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ جب یوم جزا شروع ہو گا: ہر ایک کا نامۂ اعمال اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتابِ زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ "ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہو۔" جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے **اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا**۔ اس لیے منافقوں، مشرکوں، کافروں اور ملحدوں کے لیے میزان قائم نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ان کے اعمال بے وزن ہونے کی وجہ سے تولے نہ جائیں گے۔ جزا کا دن شروع ہوتے ہی وہ جہنم کی آگ میں ڈال دیے جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ باقی جو اپنے ہی پسینے کے تالاب میں تیر رہے ہوں گے وہ حقیقی گناہ گار مومن ہوں گے۔ ان کا فیصلہ ان کے اعمال اور ان کے ایمان کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ ان میں سے بعض اہل اعراف ہوں گے یعنی نہ

جنت میں اور نہ جہنم میں۔ ان میں سے کچھ جو اپنے کیے پر پشیمان تھے اللہ انہیں معاف کر دے گا۔ باقی وہ لوگ ہوں گے جو اپنی سزا پوری کر کے جنت میں داخل ہوں گے۔

قرآن میں اللہ فرماتا ہے۔ میں یومِ جزا کی قسم کھاتا ہوں! اور تمہیں کیا معلوم کہ یومِ جزا کیا ہے؟ یہ وہ دن ہے جب انسان کو بتا دیا جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ " وہ سب صف میں کھڑے اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ اب تم ہمارے سامنے اس طرح آئے ہو جس طرح ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، حالانکہ تم یہ گمان کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ یہ ملاقات کا دن نہیں آئے گا۔ " پھر ان کا اعمال نامہ ان کے سامنے رکھا جائے گا اور تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس میں جو کچھ ہے اس سے خوف زدہ دکھائی دیں گے اور کہیں گے: ہائے ہماری کمبختی، یہ کیسا نامہ اعمال ہے، اس نے کوئی چھوٹا یا بڑا عمل نہیں چھوڑا، اس کا احاطہ کرتا ہے۔" وہ اپنے اعمال اپنے سامنے پائیں گے۔ اس دن انسان کو اس کے پہلے اور بعد کے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا۔ **لیکن دیکھو، انساں اپنے آپ کو اچھی طرح جانتا ہے** (یعنی اپنے کرتوت)، **اگرچہ وہ بہانے بناتا ہے۔** تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

قیامت کے دن، ہر فرد کو اس کی کتاب پڑھنے کے لیے ملے گی، جس میں اس کے کیے گئے ہر عمل کی تفصیل ہو گی۔ مومنوں کا فیصلہ رحم کے ساتھ کیا جائے گا، جبکہ کافروں کو سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ **اللہ ان لوگوں کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا جو ان سے شرمندہ تھے**، یہ ان کی نجات اور جنت میں داخل ہونے کا باعث بن سکتا ہے۔ قیامت کے دن نہ تمہارے خونی رشتہ دار نہ تمہاری اپنی اولاد تمہارے کام آئیں گی۔ اس دن لوگ مختلف حالتوں میں نکلیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ پس جس نے ذرہ بھر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔ اللہ قیامت کے دن ان کے درمیان ان امور کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ آخر کار قیامت کے دن ہر ایک اپنے رب کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرے گا۔ پھر یہ سب اللہ کے سامنے بے نقاب ہوں گے۔ اس دن مجرم اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے، (اس سے کہیں گے) اے ہمارے رب، اب ہم نے دیکھا اور سنا، تو ہمیں (دنیا میں) واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں۔ اب ہم پختہ ایمان لے آئے ہیں۔ افسوس، اس دن بہت دیر ہو چکی ہو گی۔ ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو قائم کریں گے تاکہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہو۔ (ہم سب کے اعمال سامنے لائیں گے) خواہ وہ رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ ہم حساب کرنے والے کے طور پر کافی ہوں گے (21:47)۔

جنت

جنت کو نیک لوگوں کے قریب لایا جائے گا تو اعلان کیا جائے گا: "یہ وہ وعدہ ہے جو ان تمام لوگوں سے کیا گیا تھا جو اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے اور اپنے اعمال کو یاد کرتے تھے، جو غیب میں مہربان رب سے ڈرتے تھے، اور جن کے دل اس کے ذکر سے غافل نہیں تھے۔ ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ وہ ابدیت کا دن ہو گا، جہاں ان کے پاس وہ سب کچھ ہو گا، جو وہ چاہتے ہیں، اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے (یعنی وہ اپنے رب کو دیکھیں گے)۔ مرصّع تختوں پر تکیے لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ اُن کی مجلسوں میں ابدی لڑکے شرابِ چشمہٗ جاری سے لبریز پیالے اور کنڑ اور ساغر لیے دوڑتے پھرتے ہوں گے جسے پی کر نہ اُن کا سر چکرائے گا نہ اُن کی عقل میں فتور آئے گا۔ اور وہ ان کے سامنے طرح طرح کے لذیذ میوے پیش کریں گے کہ جسے چاہیں چن لیں، اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں کھائیں اور ان کے لیے خوب صورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی، ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔ یہ سب کچھ اُن اعمال کی جزا کے طور پر انہیں ملے گا جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے۔ وہاں وہ کوئی بیہودہ کلام یا گناہ کی بات نہ سنیں گے۔ جو بات بھی ہو گی ٹھیک ٹھیک ہو گی۔ وہ بے خار بیریوں، اور تہ بہ تہ چڑھے ہوئے کیلوں، اور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں، اور ہر دم رواں پانی، اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھلوں، اور اونچی نشست گاہوں میں ہوں گے۔ اُن کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور اُنہیں باکرہ بنا دیں گے، اپنے شوہروں کی عاشق اور عمر میں ہم سِن ہوں گی۔ تھالیاں اور سونے کے پیالے پیش کیے جائیں گے، جس میں ہر وہ چیز پیش کی جائے گی جو وہ چاہتے ہیں اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ جنت میں غیر استعمال شدہ جگہ کو پر کرنے کے لیے ایک اور مخلوق پیدا کرے گا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں جگہ باقی رہے گی، جتنی اللہ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جو کچھ پیدا کرنا چاہے گا پیدا کر دے گا" (مسلم6826)۔

جنتی کون ہیں

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اہل جنت وہ ہیں جو غیب پر ایمان لائے اور عمل صالح کرتے تھے، جبکہ یہ ان تمام لوگوں کے دعوے کو مسترد کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے محبوب اور اہل جنت ہیں، خواہ وہ یہودی، عیسائی یا کسی اور مسلک کے ہوں۔ جنتی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کیا، عمل صالح کیا، اس کی مخلوقات بالخصوص انسانوں کا خیال رکھا، وہ وہاں بے خوف اور بے غم کے رہیں گے۔ آیت میں بتایا گیا ہے: ابراہیمؑ نہ یہودی تھا نہ عیسائی۔ وہ ایک مسلمان تھا، مکمل طور پر اللہ کے لیے وقف تھا۔ اور وہ یقینا ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو اس کی الوہیت میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ جنت کا سب سے بہتر دعویٰ کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ماضی میں اس کی پیروی کی، یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنی مرضی اللہ کی مرضی کے تابع کی (مسلم)، اور اس وقت محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں

(کسی بھی نبی کو رد کرنا گویا سب انبیاء کا انکار کرنا ہے)۔قرآن کہتا ہے: یاد کرو جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے بعض چیزوں میں آزمایا اور اس نے ان سب کو پورا کیا تو اس نے کہا کہ میں تمہیں انسانوں کا سردار بنانے والا ہوں۔ابراہیمؑ نے عاجزی سے پوچھا، "کیا یہ وعدہ میری اولاد پر بھی لاگو ہوتا ہے؟ "اللہ نے جواب دیا، ''میرا وعدہ فاسقوں پر لاگو نہیں ہوتا" (2:124)۔آیت میں بتایا گیا ہے کہ حشر کے دن حسب و نسب، تعلق اور حیثیت کا کوئی وزن نہیں ہوتا، صرف سچا عقیدہ، اعمال اور نیتیں اسے جنت میں لے جائیں گی۔ اہل جنت وہ لوگ ہیں جو اللہ کے لیے مکمل بندگی رکھتے تھے اور اس کی الوہیت میں کسی کو شریک نہیں کرتے تھے (مسلمان)۔ کوئی شخص جنت میں اس کے نسب یا حیثیت کی وجہ سے نہیں جائے گا، بلکہ اس کے عقائد، اعمال اور نیتوں کی وجہ سے۔ جنت ان کے نیک اعمال کا صلہ ہے۔ وہ اہل حق ہیں! اگلوں کا ایک بڑا ہجوم اور بعد کے زمانوں میں سے ایک بڑا ہجوم اس کے باشندے میں سے ہو گا۔

اہل اعراف

ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اوٹ حائل ہو گی جس کی بلندیوں (اعراف) پر کچھ اور لوگ ہوں گے۔ یہ ہر ایک کو اس کے قیافہ سے پہچانیں گے اور جنت والوں سے پکار کر کہیں گے کہ "سلامتی ہو تم پر۔" یہ لوگ جنت میں داخل تو نہیں ہوئے مگر اس کے امیدوار ہوں گے۔اور جب اُن کی نگاہیں دوزخ والوں کی طرف پھریں گی تو کہیں گے، "اے ربّ، ہمیں اِن ظالم لوگوں میں شامل نہ کیجیو۔" پھر یہ اعراف کے لوگ دوزخ کی چند بڑی بڑی شخصیتوں کو اُن کی علامتوں سے پہچان کر پکاریں گے کہ "دیکھ لیا تم نے، آج نہ تمہارے جتھے تمہارے کسی کام آئے اور نہ وہ ساز و سامان جن کو تم بڑی چیز سمجھتے تھے۔اور کیا یہ اہلِ جنت وہی لوگ نہیں ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ اِن کو تو خدا اپنی رحمت میں سے کچھ نہ دے گا؟ آج انہی سے کہا گیا کہ داخل ہو جاؤ جنت میں، تمہارے لیے نہ خوف ہے نہ رنج۔" (7:46-49)۔

جہنم

قرآن جہنم اور اس کی سزاؤں کے بارے میں تھوڑی سی بصیرت فراہم کرتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لیے سزا کی شدت اور مستقل ہونے پر زور دیا گیا ہے جنہوں نے ایمان کا انکار کیا تھا اور غلط کام کیے تھے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ یہ ایک آگ ہے جو کافروں اور ظالموں کے لیے تیار کی گئی ہے اور اس میں انسان اور پتھر ایندھن ہوں گے۔ یہاں کچھ اہم تفاصیل ہیں: کافروں کے لیے ہم نے زنجیریں اور بیڑیاں اور بھڑکتی ہوئی آگ رکھی ہے۔ جہنم کا عذاب ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے رب کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ کتنی بری منزل ہے! جب وہ اُس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دہاڑنے کی ہولناک آواز سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہو گی، شدتِ غضب سے پھٹی جاتی ہو گی۔ وہ چلچلاتی ہوا اور ابلتے ہوئے پانی کے درمیان ہوں گے، اور ان پر گھنے، سیاہ دھوئیں کا سایہ ہو گا، جو نہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ ہی سکون بخش ہو گا۔ وہ سب زقوم کے درخت کا پھل کھائیں گے اور اس سے پیٹ بھریں گے۔ پیٹ میں وہ اِس طرح جوش کھائے گا جیسے تیل

کی تلچھٹ جیسا کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے۔ اور اس کے بعد کھولتا ہوا پانی پیئیں گے، اس طرح پیئیں گے جیسے پیاسا اونٹ تالاب سے پانی پیتا ہے۔ وہ پیپ بھی پیئیں گے اور کھانے کے لیے کڑوے سوکھے کانٹے بھی ہوں گے جو نہ ان کی بھوک مٹائیں گے اور نہ ان کی پرورش کریں گے۔ جہنم میں کمزور لوگ متکبروں سے کہیں گے "دنیا میں ہم تمہارے تابع تھے، اب کیا تم اللہ کے عذاب سے ہم کو بچانے کے لیے بھی کچھ کر سکتے ہو"؟ وہ جواب دیں گے "اگر اللہ نے ہمیں نجات کی کوئی راہ دکھائی ہوتی تو ہم ضرور تمہیں دکھا دیتے اب تو یکساں ہے، خواہ ہم جزع فزع کریں، یا صبر، بہر حال ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں" (14:21)۔ جب جہنم کے باشندے شیطان کا سامنا کریں گے تو وہ اسے اپنی بد قسمتی کا ذمہ دار ٹھہرائیں گے۔ وہ جواب دے گا کہ اللہ نے نیک مومنوں سے جنت کا وعدہ کیا تھا، جب کہ میں نے لوگوں کو ان کے دل و دماغ میں اپنے وسوسوں سے گمراہ کرنے کی قسم کھائی تھی۔ قرآن نے اس لمحے کو یوں بیان کیا ہے: اور جب فیصلہ چکادیا جائے گا تو شیطان کہے گا، "حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کیے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کیے ان میں سے کوئی بھی پورا نہ کیا۔ **میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں**، میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تم کو دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبیک کہا۔ اب مجھے ملامت نہ کرو، اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔ یہاں نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری۔ اس سے پہلے جو تم نے مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا تھا میں اس سے بری الذمہ ہوں، ایسے ظالموں کے لیے تو درد ناک سزا یقینی ہے" (14:22)۔ ظالم انسان اپنے ہاتھ چبائے گا اور کہے گا "کاش میں نے رسولؐ کا ساتھ دیا ہوتا ہائے میری کم بختی کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا اُس کے بہکائے میں آکر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی، شیطان انسان کے حق میں بڑا ہی بے وفا نکلا۔

جہنمی کون ہیں؟

جہنم کے باشندے بائیں بازو کے لوگ ہیں جنہیں یقین نہیں تھا کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ اس میں تمام ضدی کافر شامل ہیں: وہ لوگ جو عقل کو استعمال کیے بغیر اندھی تقلید کرتے تھے، مشرک، ظالم حکمران، ظالم جج، نیک کاموں میں رکاوٹیں ڈالنے والے، اللہ کی مقرر کردہ معاشرتی حدود سے تجاوز کرنے والے، اپنے برے اعمال کو لوگوں کے سامنے فخریہ انداز میں بیان کرنے والے، دوسرے دیوتاؤں کی پوجا کرنے والے، ملحدین اور خاص طور پر علماء سو جنھوں نے مذہب کو فرقوں میں تقسیم کیا اور اپنے پیروکاروں کو دنیاوی فائدے کے لیے گمراہ کیا۔ حکم دیا جائے گا: ہر ضدی کافر کو جہنم میں ڈال دو، اور ان تمام لوگوں کو جنہوں نے نیک کاموں میں رکاوٹیں ڈالیں، حد سے تجاوز کیا، اللہ سے ملاقات میں شک میں مبتلا تھے، اور جو اس کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت کرتے تھے، انہیں دردناک عذاب میں ڈال دو۔

میری اختتامی نصیحت

اے مسلمانو، قرآن جو محمدؐ پر نازل ہوا، انسانیت کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے، ان لوگوں کے لیے جو اپنی آخرت کے برے انجام سے بچنا چاہتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ تناؤ اور اضطراب عالمگیری ہے، حتیٰ کہ یہ انبیاء اکرام سمیت متقی افراد کو بھی متاثر کرتا ہے۔ اسلام دنیاوی مسائل سے نمٹنے کا ایک طریقہ پیش کرتا ہے جو دنیاوی مسائل کی عارضی نوعیت کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ پر بھروسہ کرنے پر زور دیتا ہے۔ زندگی کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے اللہ کی مدد سے، اپنے تقویٰ کو بڑھا کر، مشکلات میں صبر سے کام لے کر، دعاؤں سے سکون حاصل کر کے، گناہوں سے بچتے ہوئے اور نیکی کی طرف مائل رہ کر، ہمیشہ توبہ کرنے، مشکل میں اللہ کا شکر ادا کرنے، اور اچھے ساتھیوں سے با آسانی نمٹ سکتے ہیں۔ اے مسلمانو، اللہ کی تدبیر پر بھروسہ اور صبر امید پیدا کرتے ہیں۔ جب ہم اللہ کی آخری نصیحت، قرآن پر غور کریں گے تو ہم اپنے مہربان رب کی صفات کو سمجھ جائیں گے اور اس سے محبت کریں گے۔ قرآن ہمیں یومِ جزا اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے اللہ کی طرف ہماری واپسی سے خبردار کرتا ہے، ہمیں اچھے بننے اور اچھے کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ بالآخر، حقیقی کامیابی اس میں مضمر ہے کہ ہم ناگزیر یوم حساب کے لیے کتنی اچھی تیاری کرتے ہیں۔

قرآن ایمان، اللہ پر بھروسہ، اور اچھے کردار کی اہمیت کے بارے میں گہری بصیرت پیش کرتا ہے۔ یہ نماز کی اہمیت، اور اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق کو اجاگر کرتا ہے، انسانی خامیوں کو تسلیم کرتے ہوئے اور زندگی کے چیلنجوں کے دوران صبر اور شکر گزاری کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ قرآن میں قدرتی مظاہر کے بارے میں گہرا علم ہے جو وقت اور جگہ سے ماوراء ہے۔ یہ لازوال حکمت الٰوہی کلام ہونے کے ثبوت کے طور پر کام کرتی ہے اور اللہ کی عبادت کی ترغیب دیتی ہے۔ اے مسلمانو، ہمارے علماء سو کہتے ہیں کہ قرآن کا سمجھ کر مطالعہ تمہیں گمراہ کر دے گا۔ جب کہ غیر مسلم جوق در جوق قرآن کا مطالعہ کرنے کے بعد مسلمان ہو رہے ہیں۔ قرآن جامعیت اور مساوات کو فروغ دیتا ہے، اس بات پر زور دیتا ہے کہ حقیقی راست بازی سماجی حیثیت یا نسب کی بجائے اچھے اعمال سے ہوتی ہے۔ قرآن ہر ایک کے ساتھ انصاف کرنے کی اہمیت پر زور دیتا ہے، چاہے ان کی سماجی حیثیت، دولت یا پس منظر کچھ بھی ہو، جو عالمگیر مساوات کے تصور کو تقویت دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کے غریب، پسماندہ، اور کمزور افراد کے حقوق کے تحفظ کی ضرورت پر بھی زور دیتا ہے۔ اس کی تعلیمات نے فنون لطیفہ، فن تعمیر، سائنس، الجبرا، فلکیات، فلسفہ وغیرہ جیسے مختلف شعبوں میں قابل ذکر ترقی کی، جس نے ایک گہرا ورثہ چھوڑا ہے جس کی گونج آج بھی سنائی دے رہی ہے۔ اے مسلمانو، ڈاکٹر گیری ملر، ایک کینیڈین اسکالر، اور ایک ریاضی دان، قرآن کا تجزیہ کرنے کے مشن پر نکلا، جس کا مقصد اس کے تضادات سے پردہ اٹھانا اور اس کے الٰوہی ماخذ کو چیلنج کرنا مقصود تھا۔ قرآن کی تعلیمات سے متاثر ہونے کے بعد اس نے اسلام قبول کیا۔ ابتدائی طور پر اپنے شکوک و شبہات میں، اسے تنقیدی سوچ اور تفتیش کی حوصلہ افزائی کے لیے متن ملا۔ اس کی تلاش نے قرآن میں گہری

بصیرت کا انکشاف کیا، جس میں مریم کی باعزت تصویر کشی اور نبی محمدؐ کی عاجزی شامل ہے۔ اس سفر نے ایمان اور انسانیت کے بارے میں اس کی سوچ کو بدل دیا۔ قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے اسلام قبول کیا۔

اسی طرح ناسا کے ایک سابق سائنسدان کارنر فلکیات اور فلکی طبیعیات کے ماہر تھے۔ اس کے پاس NASA میں 10 سال سے زیادہ کا تجربہ تھا، جس نے سائنسی ترقی میں حصہ ڈالا اور آسمانی مظاہر کی کھوج کی۔ کائنات کے لیے اس کے جذبے نے اس کے سائنسی سفر کو تشکیل دیا۔ لیلۃالقدر، کارنر کے تجربے نے انہیں روحانیت اور سائنس کے درمیان تعلق پر سوال اٹھانے پر مجبور کیا۔ لیلۃالقدر اسلام میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ کارنر نے اس رات غیر معمولی آسمانی حالات کا مشاہدہ کیا، الکا اور ستاروں کی عدم موجودگی کو نوٹ کیا، جس نے اس کے تجربے اور رمضان کے درمیان تعلق کے بارے میں اس کے تجسّس کو جنم دیا۔ اس سے قرآن کے لیے اس کا احترام مزید گہرا ہو گیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد، کارنر کو NASA کی طرف سے رد عمل کا سامنا کرنا پڑا، جس نے اس کے عقائد کو خطرہ سمجھا، پھر بھی اس نے اپنے نئے مقصد کو قبول کرنے میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے، کیریئر پر ایمان کو ترجیح دی۔

اے مسلمانو، اللہ انسان کا سب سے اچھا دوست ہے، وہ جلدی راضی ہو جاتا ہے، وہ ہمیں کبھی یاد نہیں دلاتا کہ ہم نے کیا کیا ہے، اور وہ کبھی کسی کو اپنے در سے مایوس نہیں لوٹاتا چاہے کافر ہو۔ جب ایک گنہگار اپنے آپ کو گناہ میں غرق کر دیتا ہے، ہمارا مہربان رب اور مالک چاہتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی طرف لوٹ آئے۔ ایک ماں جیسے اپنے کھوئے ہوئے بچے کے لوٹنے کا بے چینی سے انتظار کرتی ہے، اسی طرح ہمارا مہربان رب اپنے بندے کے لوٹنے کا انتظار کرتا ہے۔ غور کرو: اے مسلمانو، اگر تم سے کوئی ایسا جرم سرزد ہو جاتا ہے جس کی تمہیں خبر نہ ہو۔ پولیس تمہیں پکڑ کر مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتی ہے: تم کہتے ہو: "مائی لارڈ مجھے علم نہیں تھا کہ یہ ایک جرم ہے۔" مجسٹریٹ جواب دے گا "قانون سے لاعلم ہونا کوئی عذر نہیں ہے۔" اے مسلمانو، کیا قرآن سے ناواقفیت ہونا قیامت کے دن عذر ہو سکتا ہے؟ نہیں۔ میں یہ پوچھ کر بات ختم کروں گا: **ہم بحیثیت امت کب قرآن کا مطالعہ شروع کر کے اپنے مہربان رب کی طرف لوٹیں گے؟** میں اپنے اختتامی کلمات کو قرآن کی ایک آیت، اپنی نظم کی چند آشعار، اپنی نظم "میرے سوہنے ربّ" اور ایک دعا سے ختم کروں گا۔ قرآن کہتا ہے: یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبیؐ) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔

ہائے

پڑھا لکھا سمجھتا تھا میں اپنے آپ کو
نہ پڑھا قرآن سمجھ کے یہ تو حق تھا تیرا
میں بہرہ مند ہوتا رہا نعمتوں سے تیری

نہ کیا شکر ادا میں نے یہ تو حق تھا تیرا

ربّا میں تجھ سے غافل رہا

ہائے — کرتی رہی موت منادی، سمجھ آئی نہ مجھے
تھا میرا ظن کہ ملی ہے، عمرِ نوحؑ مجھے
جو ہوگا لحد میں، نہ تھی کبھی اس کی فکر مجھے
نہ ہی آیا خوف کہ دینا ہے میں نے حساب تجھے

ہائے ساری عمر میں نے غفلت میں بیتائی
مانا کی ہے میں نے تجھ سے انتہا کی بے وفائی
لوٹ آیا ہوں دے دے مجھ کو تو سزا سے رہائی
مالک — ہائے ہیں قبر میں پاؤں، تو سن لے میری دھائی

ہائے — کیا میں کہوں گا گر رب نے پوچھ لیا مجھے
حیا کیوں نہ آئی، میری سرکشی پر تجھے
چھپاتا تھا تو گناہ اپنے، خلق سے میری
تو آگیا لدا گناہوں سے، کچھ حیا ہے تجھے

پشیماں ہے عصیاں پر بہت سوہنیا یہ دل میرا
پڑا ہے سجدے میں بے بسی سے یہ بندہ تیرا
کی ترک دنیا جب مجھے سمجھ آیا پیار تیرا
کہا، تو اب نہ اپنا سکے گا کوئی وصف میرا (تیسرا و چوتھا مقصد، حیات)

جب ڈھونڈنا چاہا، ملے کوئی وسیلہ تیرا
ملا نہ جو ہوتا، رتی بھر ہم پلہ تیرا
نہ ہی ملا، جو کرتا ماں کی طرح پیار مجھ سے
مالک — پس اپنے سوا سب سے بے نیاز بنا دل میرا

ہائے ربّا — جب چاہا سجدے میں چوم لوں پاؤں ترے
ہائے نااہل کہہ کے ہے نفس نے ڈانٹا مجھے
مثلِ سگ جب چاہا کہ چاٹوں تلوے ترے

ہائے بے وفا کہہ کے پھر سے جھڑکا مجھے

ہائے میں کاش بنا ہوتا، سچا عاشق تیرا
لاڈ اٹھاتا بہانے بہانے سے تو میرا
عفو ہے میرے گناہوں سے بڑھ کر تیرا
آسرا ہے ، تیرے لاتقنطوا پر میرا

کہاتونے تو ایک قدم بڑھا، دو بڑھاؤں گا میں
تو چل کر آ، دوڑ کر آؤں گا میں
نیکی کے بدلے، میں تجھے دوں گا دس
پر تیرے گناہ پر، لکھوں گا ایک میں

ہائے نہ دیکھا نہ سنا، جو عبد سے پیار کرے ایسے
میں بھٹکتا پھر رہا تھا، شکر کرتا ادا کیسے
سکھا، دین کہ میں بن جاؤں نبیؐ کا مطیع ترے
تو راضی ہو جیسے، میں تیرا غلام بنوں ویسے

ہائے وقتِ نزع، ہے اب آ پہنچا میرا
کوئی نہیں ہے جواب عفو دلا سکے تیرا
مالک ہیں بے وزن سارے عمل میرے
اور دامن بھی ہے اخلاص سے خالی میرا

ہائے ربّا مری نزع کی سختی کو تو کم کر دے مولا
تو میرے عذابِ قبر کو، بھی ہٹا دے مولا
محشر کے دن تو اپنے سائے میں رکھنا مجھے
مالک اپنی جنت کا، تو باسی بنانا مجھے

ہائے خالی جھولی ہے وقتِ جزا آ پہنچا میرا
مالک رحم، حلیم ہے بندہ سہا ہوا تیرا
سوہنیا ہوں خطاکار میں، پر ہوں بندہ تیرا
کر میزان بھاری، اور لے حساب ہلکا میرا

دعا

اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اے رحمان! تواُن کی پناہ ہے جن کے پاس کوئی پناہ نہیں، توان کا محافظ ہے جن کا کوئی آسرا نہیں، توان کا سہارا ہے جن کا کوئی سہارا نہیں، توان کا خزانہ ہے جن کے پاس کوئی خزانہ نہیں۔ تو کمزوروں کا محافظ اور غریبوں کا خزانہ ہے۔ اے ہمارے مالک، تو اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ ہی تیرا کوئی شریک ہے۔ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو محمدؐ، آل محمدؐ اور آصحابِ محمدؐ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔ آمین!

اے میرے مالک، میں اپنے تمام گناہوں اور نافرمانیوں پر شرمندہ ہوں۔ مالک، اس ہیچ روح کو معاف کر دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی معاف نہیں کر سکتا۔ اے اللہ، قرآن میں جو آخری آیات نازل ہوئیں اُن میں سے ایک یہ تھی: اس دن کی رسوائی و مصیبت سے بچو، جبکہ تم اللہ کی طرف واپس ہو گے، وہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم ہر گز نہ ہو گا۔ وہاں کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا، نہ کسی کی طرف سے سفارش قبول ہو گی نہ کسی کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا، اور نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی (2:281،48)۔ اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میرے پاؤں قبر میں ہیں، میں اپنے انجام کی طرف لمبا سفر طے کر چکا ہوں، آخرت کی تیاری صفر ہے، جبکہ میرے اوپر گناہوں کے پہاڑ منڈلا رہے ہیں۔ اے اللہ، میں نے درج بالا آیات کی طرف توجہ نہیں کی، میں بھول گیا تھا کہ میں تیرا بندہ ہوں اور مجھے تیری طرف لوٹنا ہے۔ اے اللہ میں نے تیرے حکم کی نافرمانی کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ اے اللہ جب میں نماز کی نیت کرتا ہوں تو کہتا ہوں: میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں یقیناً اللہ کے ساتھ شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میری نمازیں، میری تمام عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ عام طور پر میں یہاں رک جاتا ہوں۔ لیکن جب غیر ارادی طور پر میں اگلا جملہ پڑھ لوں، "یہ وہی ہے جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے، اور میں ایک مسلمان ہوں"۔ جب پڑھنا چاہتا ہو کہ میں مسلمان ہوں میری زبان ہکلا جاتی ہے، میرا ضمیر مجھے جھنجوڑ کر پوچھتا ہے کہ کیا تم اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے اہل سمجھتے ہو؟ اے اللہ، میری ماں نے بچپن میں مجھے تیری آیات سکھائیں، مگر میں ان کی پابندی سے نکل بھاگا اور دنیاوی زندگی میں مگن ہو کر اپنی خواہشِ نفس ہی کے پیچھے پڑا رہا۔ اے اللہ میں وہ تھا جس نے تیرے دین کو اس طرح اتار کر پھینکا جیسے سانپ اپنی کھال اتار کر پھینکتا ہے۔ اے اللہ قرآن میں تو نے کہا: ہم اس طرح نشانیاں واضح طور پر پیش کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ پلٹ آئیں۔ اے اللہ میں لوٹ آیا ہوں تو مجھے اپنا بنا لے۔ اے اللہ میں جانتا ہوں کہ میرا کردار اس لائق نہیں۔ میرے سوہنے ربّ، مجھے بخش دے اور مجھے اپنا فرمانبردار بندہ بنا دے جو تیرے احکام کا پابند ہو، تاکہ میرا نفس کہہ سکے کہ اب تو مسلم ہے۔

اے اللہ، تو ہمارے دلوں میں اپنی محبت اس طرح ڈال کہ ہم تجھے دل کی گہرائیوں سے پیار کریں اور اپنی جدوجہد سے تجھے راضی کریں۔ اے اللہ، ہمارے دلوں میں اپنی مخلوق کی محبت ڈال خاص طور پر انسانوں کی، کیونکہ تو اپنی مخلوق سے

ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔اے اللہ، تو ہمیں رحمدل بنا کیونکہ تو اُن کو پسند کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔اے اللہ، ہمیں شفیق بنا، کیونکہ تو اُن کو پسند کرتا ہے جو دوسروں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ہیں۔اے اللہ، ہمیں معاف کرنے والا بنا، کیونکہ تو معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔اے اللہ، ہمیں مصیبت میں صبر کرنے والا بنا، کیونکہ تو صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔اے اللہ، تو ہمیں سخی بنا، کیونکہ تو سخاوت کو پسند کرتا ہے۔اے اللہ، ہمیں مظلوم کی مدد کرنے والا بنا، کیونکہ تو مظلوموں کی مدد کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔اے اللہ، ہمیں اپنے خاندان، عزیز واقارب، دوست احباب، مسلمانوں اور کل انسانیت کے لیے خیر خواہ بنا، کیونکہ تو خیر خواہی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔اے اللہ، ہمیں اُن میں سے بنا جو اُمت کو، قرآن اور سنت کے ذریعے جوڑتے ہیں، نہ کہ جو اُس کو تقسیم کرتے ہیں۔اے اللہ، نبیؐ نے فرمایا کہ آپؐ کی امت 73 فرقوں میں بٹے گی اُن میں سے ایک فرقہ جنت میں جائے گا جو قرآن، آپؐ اور صحابہ کرامؓ کی سنت پر ہو گا۔اے اللہ، ہمیں اُن میں سے بنا۔ اے اللہ ہمیں اُن میں سے بنا جو فتنوں میں قرآن سے رجوع کرتے ہیں۔آمین ! اے اللہ ہمیں اپنے دین کا سچا پیروکار بنا۔اے اللہ ہم تیری ناراضگی سے تیری رضا چاہتے ہیں، تیرے عذاب سے تیری بخشش چاہتے ہیں، تجھ سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔اے اللہ ہم سب مسلمانوں کو جہنم سے بچا کیونکہ یہ رہنے کی بدترین جگہ ہے۔اے اللہ ہم موت سے پہلے توبہ مانگتے ہیں، موت کے وقت عافیت مانگتے ہیں اور مرنے کے بعد بخشش اور عافیت مانگتے ہیں۔اے اللہ ہم حساب کے وقت تجھ سے نجات اور جنت میں داخل ہونے کا سوال کرتے ہیں اور جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔اے اللہ ہم تجھ سے راضی ہیں تو ہم سے راضی ہو جا۔اے اللہ ہمارے ملک پاکستان کے حالات بہتر فرما۔ ہمیں ایک دوسرے کا خیال رکھنے اور غریبوں کو غربت سے نکالنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ فلسطین کے مسلمانوں کی پریشانیوں کو دور فرما، غیب سے ان کی مدد فرما، ان کے حوصلے بلند فرما، اور انہیں فتح مبین عطا فرما۔آمین ! اے اللہ ہم بحثیت قوم راستہ بھٹک چکے ہیں ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔اے اللہ امت مسلمہ کو اس کے سنہری دور کی طرف لوٹا دے۔اے اللہ جہاں بھی مسلمان ظلم وستم کا مقابلہ کر رہے ہیں اپنی فوجوں سے ان کی مدد فرما۔اے اللہ تمام مومنین کو بخش دے اور ہمارے دلوں میں باہمی محبت والفت پیدا فرما اور ہمارے تعلقات درست فرما۔اے اللہ ہمیں اپنے دشمنوں اور ہمارے دشمنوں پر فتح عطا فرما۔اے اللہ ان کافروں پر لعنت بھیج جو لوگوں کو تیرے راستے (دین) سے روکتے ہیں، تیرے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور تیرے دوستوں (مسلمانوں) کو قتل کرتے ہیں۔ اے اللہ ان میں تفرقہ ڈال دے اور ان کے قدموں کو ڈگمگا دے اور ان پر اپنا عذاب نازل فرما جس سے تو مجرم قوموں کو کبھی نہیں روکتا۔آمین !

اے اللہ ہمیں حکمت دے، تاکہ جو ہم تیرے قرآن میں سے پڑھتے ہے اُسے سمجھ سکیں، اور ہمیں اُن کے عجائبات کو تسلیم کرنے کی توفیق دے، اور ہمیں وہ نیک اعمال دے جو ہمارے ساتھ جائیں گے۔ اے اللہ، تو سب پر غالب ہے۔اے اللہ، سب تعریفیں تیرے لئے ہیں، تو زمین وآسمان اور جو کچھ اِس میں ہے،اُس کی روشنی ہے، تو ہی اُس کو قائم کرنے والا ہے۔اے اللہ، ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیرا قول حق ہے، تیری طرف

لوٹنا حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، آخری گھڑی حق ہے، سارے نبی حق ہیں اور محمدؐ حق ہیں۔اے اللہ، ہم اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتے ہیں، تجھ پر آسرا کرتے ہیں، تجھ پر یقین رکھتے ہیں، تجھ سے توبہ کے لئے رجوع کرتے ہیں، تیری خاطر جھگڑتے ہیں اور تجھ ہی سے فیصلہ کے لئے رجوع کرتے ہیں۔براہِ کرم، ہمارے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے،جو ہم نے چھپ کر کئے، یا سر عام کئے۔تو ہی اول ہے اور تو ہی آخر،اور تیرے علاوہ کوئی ربّ نہیں۔اے اللہ ! ہم تیرے شکر گزار ہیں کہ تونے اپنے تخت پر لکھا کہ تیری رحمت تیرے غصے پر غالب آئے گی۔ اے اللہ ! دنیا اور آخرت میں ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی کرنا۔اے اللہ ! ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی ہمارے محبوب نبیؐ کے سامنے بھی کرنا۔اے اللہ ہمارے رسولؐ پر، اُن کے اہل خانہ پر اُن کی آل و امت پر سلامتی و رحمت بھیج۔آمین !

زماں سے بے زاری پہ، سمجھ آیا پیار تیرا
میں کیسے پورا کروں گا، پچھلا حساب تیرا
کہا مجھے تو ہے ستر ماؤں سے بڑھ کر، پیارا
بے خوف تو لوٹ آ، کہ میں منتظر ہوں تیرا